مثنوی

تغلق نامهٔ خسرو دهلوی

مثنوی تغلق نامه

شائع کرده مجلس مخطوطات فارسیه - حیدرآباد دکن

به حسن اعانت دولت آصفیه دام اقبالها

سلسلۂ مخطوطات فارسیہ (۱)

مثنوی

تغلق نامہ خسرو دہلوی

تہذیب و تحشیہ

سیّد ہاشمی فریدآبادی

بہ اہتمام محمد صدیق حسن صاحب، در مطبع اردو، اورنگ آباد، دکن، طبع گردید

۱۳۵۲ھ
۱۹۳۳ع

ارکان مجلس مخطوطات فارسی

۱ - نواب سر اکبر حیدر نواز جنگ بہادر (صدر نشین)

ارکان جماعت عاملہ

۲ - نواب محمد یار جنگ

۳ - مولوی عبدالحق صاحب

۴ - مولوی غلام یزدانی صاحب

۵ - مولوی عبداللہ العمادی صاحب

۶ - سید ہاشمی (معتمد اعزازی)

۷ - سر سید مسعود جنگ

۸ - نواب صدر یار جنگ شروانی

۹ - ڈاکٹر عبدالحق صاحب پروفیسر عربی

۱۰ - ڈاکٹر نظام الدین صاحب پروفیسر فارسی

۱۱ - ڈاکٹر قاری کلیم اللہ صاحب

---- * ----

فہرست اجزائے کتاب

دیباچہ

(بقلم سید ہاشمی فرید آبادی)

تغلق نامہ کی تاریخی نوعیت

جیسا کہ امیر خسرو کے سوانح ، تذکروں اور فارسی تاریخوں سے ثابت ہے ، ان کی سب سے آخری تصنیف تغلق نامہ ہے جو انہوں نے صاحب منتخب التواریخ کے بقول سلطان غیاث الدین تغلق اول کی فرمایش سے تحریر کی تھی *۔ قرآن السعدین ، دول رانی خضر خاں ، خزاین الفتوح اور نہ سپہر کی طرح یہ بھی اپنے عہد کی نہایت دلچسپ اور مفید تاریخی نظم ہے جس میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے قتل ، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاہی اور پھر غیاث الدین تغلق کی فتح اور تخت نشینی کے حالات درج ہیں۔ یہ تمام واقعات شاعر کی زندگی اور بعض اوقات اس کی موجودگی میں ہوے تھے ۔ اگر کشف الظنون اور ملا عبد القادر کا قول صحیح مانا جاے کہ یہ مثنوی سنہ ۷۲۵ ھ میں نظم ہوئی تو احتمال ہوتا ہے کہ اس میں تغلق اول کے بادشاہی کے حالات بھی ہوں گے جو

---

* صفحہ ۵۸ (مطبوعہ نول کشور) ۔

کتاب کے آخری اوراق ضایع ہونے کی وجہ سے اب مفقود ہوگئے۔

تعداد اشعار

لیکن کشف الظنون اور بعض تذکروں میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد تین ہزار تھی - اور جو نسخہ اب ہمیں دستیاب ہوا، اس میں سے حیاتی کاشی کے (۱۷۹) اشعار خارج کردینے کے بعد بھی جو اشعار محفوظ ہیں (مع منظوم عنوانات) ان کی تعداد (۲۷۴۲) باقی رہتی ہے - یہ ٹھیک اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ ابتدائی اشعار جو تلف ہوے ان کی تعداد کتنی تھی- تاہم یہ قیاس کرنا بیجا نہ ہوگا کہ آخر کے جو اشعار اب نہیں ملتے وہ کم و بیش دو سو ہوں گے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ شاعر نے اپنے ممدوح کی تخت نشینی کے بعد اس عہد کے دوسرے واقعات قلم بند نہیں کیے اور کیے بھی تو بہت سرسری طور پر ان کا ذکر کیا ہوگا —

سنہ تصنیف

اس میں شک نہیں کہ امیر خسرو بنگالہ کی فوج کشی تک تغلق اول کے ہمراہ اور بادشاہ کے ندیم تھے لیکن ان کی تاریخ وفات ۱۸ شوال سنہ ۷۲۵ ھ ہے- اور زندگی کے آخری چند مہینے انھوں نے اپنے محبوب و محترم پیر کے ماتم میں گزارے - پس یہ قول کسی قدر مشکوک معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو نے یہ پوری مثنوی زندگی کے اسی آخری سال میں نظم کی ہو* —

---

* مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنے ناتمام مقدمے میں کشفُ الظنون کا یہ قول لکھا ہے کہ " یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

بہر حال چونکہ یہ مثنوی امیر خسرو کے آخری زمانے اور پیرانہ سالی کی تصنیف ہے دوسرے ' ایک ایسے بادشاہ کے ایما سے لکھی گئی جس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ ان کے محترم مرشد سے چنداں حسن عقیدت نہ رکھتا تھا ' بظاہر اسی لئے اس مثنوی میں وہ جوش و ولولہ نہیں پایا جاتا جو حضرت طوطئی ہند کی سب سے پہلی تاریخی مثنوی قرآن السعدین کا امتیاز ہے -

ادبی حیثیت

تاہم کلام کی استادانہ پختگی اور بیان کی حیرت انگیز قوت و قدرت ہر ورق سے نمایاں ہے - تاریخی جزئیات کی صحت کا پاس ہر داستان سے آشکارا ہے - اور یہ وہ خصوصیت ہے جس کی بدولت یہ فخر آمیز دعوی کرنا بالکل بجا ہوگا کہ شاید دنیا کی کسی قوم نے ایسا شاعر نہیں پیدا کیا جس نے طویل اور اہم تاریخی واقعات کو شاعرانہ حسن گفتار کے ساتھ اتنی صحت سے نظم کا جامہ پہنانے میں کامیابی پائی ہو جیسی کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی" مگر کشف الظنون (مطبوعۂ لائپزگ سنہ ۱۸۳۵ ع) کی جلد دوم صفحہ (۳۲۱) میں تغلق نامہ کے متعلق صرف یہ عبارت درج ہے :-

" تعلق نامہ خسرو الدہلوی المتوفی سنہ ۷۲۵ ھ و ہو نظم فارسی فی ثلاثۃ آلاف بیت" (تغلق کی بجاے "تعلق" صریحاً کاتب کی غلطی ہے - ۱۲) -

اس عبارت سے مولوی رشید احمد صاحب کا قیاس ثابت نہیں ہوسکتا - مگر ممکن ہے کسی دوسری جگہ کشف الظنون میں ضمناً کوئی ایسی عبارت آ گئی ہو جس سے ان مرحوم نے یہ نتیجہ اخذ کیا - ۱۲ -

پرانی دہلی کے اس درباری شاعر کے حصے میں آئی * —

مگر جیسا کہ ہم کہہ رہے تھے تغلق نامہ میں شاعرانہ رنگینیاں کم ہیں۔ صنایع بدایع جن میں امیر خسرو کو بڑی مہارت حاصل ہے، ان کی مثالیں اتفاقی طور پر کہیں کہیں نظر آجاتی ہیں۔ اور مجموعی طور پر یہ مثنوی ہندوستان کے اس بے مثل ادیب کے

تاریخی مرتبہ

بہترین ادبی یا شاعرانہ کارناموں میں شمار نہیں ہوسکتی بلکہ یہ محض ایک بیش بہا بلند پایہ تاریخی نظم ہے۔ دوسری تاریخی مثنویوں کے خلاف اس میں بہت تھوڑے زمانے کے حالات نظم کیے گئے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر جو بات اس موقع پر ہم جتانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اس مثنوی کا بڑا حصہ سلطان قطب الدین کے قتل، سلاطین خلجی کے خاندان کی تباہی، اور ایک ادنیٰ درجے کے نو مسلم، نو دولت کے غصب سلطنت اور پائے تخت دہلی کے مسلمانوں پر مصائب و شدائد کے درد انگیز حالات پر مشتمل ہے —

تباہی کے اسباب

مسلمانوں کے اعلیٰ طبقات میں آج سے سو برس پہلے تک ہفت اقلیم کی بادشاہی کا جو غرور و ناز تھا اور اسی نسبت سے ان کی ہمت و خود داری جس مرتبے کی تھی، اگر اس کا لحاظ رکھا جائے تو یہ قیاس محض لایعنی نہ ہوگا کہ تغلق نامہ کی سادہ بیانی سے بڑھ کر اس کا تاریخی موضوع ایسا تھا کہ آج سے چند صدی پہلے کے تعلیم یافتہ مسلمانوں

---

* سر ہنری الیٹ نے بھی اپنی مشہور تاریخ ہند میں ایک انگریز مستشرق کی قریب قریب یہی رائے نقل کی ہے (جلد سوم ضمیمہ)۔

میں درجۂ قبول حاصل نہ کرسکا - ادھر پہلے تو سلطان محمد تغلق نے پایۂ تخت دہلی کی آبادی دکن میں منتقل کی اور اس شہر کو بالکل ویران و بے چراغ کردیا - پھر کچھ مدت کے بعد تیمور کے خوفناک حملے اور بعد کی طوائف الملوکی کے ہنگاموں میں جہاں اور علم و فن کے خزانے غارت ہوے ' وہاں بظاہر یہ کتاب بھی قریب قریب مفقود ہو گئی —

امیر خسرو کی بعض اور تصانیف زمانے کی اس دست برد سے محفوظ نہیں رہیں اور جیسا کہ بعض مبصرین کا اندازہ ہے ان کا آدھے سے زیادہ کلام بے نشان ہو گیا - اسی میں مثنوی تغلق نامہ کو بھی شامل سمجھنا چاہیے - چنانچہ اکبر کے عہد میں جب دوبارہ ہندوستان میں امن و امان اور علم و فن کا چرچا ہوا تو اس وقت یہ مثنوی بہت ہی کم یاب ہو گئی تھی —

فیضی کا رقعہ

اس بارے میں سب سے دلچسپ اور قیمتی شہادت ملک الشعرا فیضی کے رقعے سے بہم پہنچتی ہے جو اس نے راجہ علی خاں فاروقی والیء خاندیس کو تحریر کیا تھا - یہ رقعہ سر ہنری الیٹ کے کاغذات کے ساتھ متحف برطانیہ میں محفوظ ہے اور اس تک میری رہنمائی لنڈن یونیورسٹی کے ایک طالب علم محمد اشرف صاحب نے کی جو خود بھی غالباً امیر خسرو کی شاعری کے متعلق علمی تحقیقات کر رہے تھے - اس معاونت پر میں ان کا دل سے ممنون ہوں - رقعے کی عبارت یہ ہے :—

"بہ سلطنت و ابہت پناہ سیدالاقران راجہ علی خاں فاروقی والیء خاندیس اسہد کہ نواب معلی القاب مزکی اوصاف مؤید و منصور باشید - این

ذرۂ بے نام و نشان خاک نشین را چہ یارا کہ دم از اشتیاق ... بموجب ضرور استدعا می نماید کہ از کتاب تغلق نامہ کہ از انفاس مقدسۂ امیر خسرو ہست، چند ورق از اول و چندے از آخر رفتہ، التفات فرمودہ دو جز از اول و ہمین قدر از آخر بہ یکے از خدمت گاران امر فرمایند کہ بہر خطے مسودہ نمودہ بجہت بندہ مصحوب حاملان عریضہ فرستند۔ امید کہ مکارم عالیہ را عذر پذیر این جرأت و تصدیع خواہند داشت۔ ادام اللہ افضالکم —

العبدالاقل فیضی"۔

اس رقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثنوی اکبر بادشاہ کے زمانے میں کم سے کم شمالی ہندوستان میں بہت نادرالوجود ہو گئی تھی۔ دوسرے یہ کہ بظاہر شاہی کتب خانہ میں اس کا جو نسخہ موجود تھا اس کے ابتدائی اور آخری اوراق ضایع ہو گئے

صاحب فرہنگ جہانگیری اور تغلق نامہ

تھے۔ تغلق نامہ کا جو نسخہ مولف فرہنگ جہانگیری جمال الدین انجو، کے سامنے تھا ممکن ہے وہ کوئی دوسرا اور مکمل نسخہ ہو لیکن اول تو اس نے اپنے نسخے کا جس سے کام لیا کوئی ذکر نہیں کیا دوسرے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ فیضی کو اس نسخے کا علم نہ ہوا ہو کیوں کہ انجو اکبر بادشاہ ہی کے حکم سے اس کے آخری زمانے میں فرہنگ جہانگیری کی تالیف میں مصروف تھا۔ خود اس مولف لغت کا تغلق نامہ سے کام لینا متعدد اشعار سے ثابت ہے جو اس نے سند میں نقل کیے ہیں اور انھیں ہم آگے اپنے ناظرین کے سامنے پیش کریں گے —

فرشتہ کا قول

اس موقع پر محمد قاسم فرشتہ کا قول بھی نقل کردینا چاھئیے۔ اس نے اپنی مشہور تاریخ (کم سے کم اس کے ابتدائی مقالے) سنہ ۱۰۱۵ ھ یعنی عہد جہانگیری کے بالکل ابتدا میں تالیف کی۔ اور وہ بھی بیان کرتا ھے کہ تغلق نامہ جسے امیر خسرو نے غیاث الدین تغلق کے نام لکھا تھا، کم یاب ھو گیا ھے* اس مورخ نے تغلق نامہ کے چار شعر نقل کیے ھیں جن کا مولوی رشید احمد صاحب نے اپنے مقدمہ میں حوالہ دیا ھے† - لیکن یہ شعر سلطان معزالدین کیقباد کے حالات کی ضمن میں درج ھیں۔ قطب الدین مبارک، خسرو خاں یا خود غیاث الدین تغلق کے حالات میں اس مثنوی کا کوئی شعر نقل نہیں کیا حالانکہ جا بجا دوسرے اشعار اور قطعات موجود ھیں —

حیاتی کا بیان

مذکورۂ بالا اسباب کو پڑھنے کے بعد حیاتی کاشی کی عبارت جو اس نے کتاب کے عنوان میں لکھی ھے سمجھنی آسان ھوجاتی ھے :—

---

* جلد اول مطبوعۂ نول کشور صفحہ ۱۳۲ —

† اشعار یہ ھیں :—

نشاید پادشہ را مست بودن	نہ در عشق و ھوس پیوست بودن
بود شہ پاسبان خلق پیوست	خطا باشد کہ باشد پاسباں مست
شباں چوں شد خراب از بادۂ ناب	رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب
در آئینے کہ رسم ملک داری است	ثبات کار ھا در ھوشیاری است

(فرشتہ - طبع نول کشور - جلد اول - صفحہ ۸۹)

تغلق نامہ میں ان اشعار کا نشان ۲۷۹ تا ۲۸۲ ھے —

" آغاز سخن در شرح چگونگی بنظم آوردن این چند
داستان و با تمام رسانیدن کتاب تغلق نامۂ سخن
پیرائے گلزار هر تازگی و نوی گنجور خزانۂ معنوی امیر
خسرو دهلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ نہ از نقوش دیباچہ
اش اثرے بود و نہ از نگارش خاتمہ اش خبرے ' نہ
حدیقۂ حمدش را درہا باز و نہ گلشن مدحت را
دستان سرائے بآواز " —

نسخہ میں " خاتمہ اش " کی بجائے " خامہ اش " درج ہے
مگر یہ صریحاً کتابت کی غلطی ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ حیاتی
نے صرف " این چند داستان " نظم کرنے کا دعوی کیا ہے اور
کتاب تغلق نامہ کو جس میں دیباچہ حمد مدح خاتمہ موجود
نہ تھا اتمام کو پہنچایا ہے - نہ یہ کہ پوری کتاب خود لکھنے کا
ادعا کیا ہو - اپنی منظوم تمہید میں بھی حمد اور بادشاہ وقت
جہانگیر کی صفت و ثنا کے بعد حیاتی لکھتا ہے کہ سنہ ۱۰۱۹ ھ
میں ایک رات بادشاہ نے امیر خسرو کے تغلق نامہ کا ذکر کیا :

ع " کہ * در تاریخ سال شش صدو اند "

من جملہ اور منظوم تصانیف کے یہ کتاب بھی خسرو نے

---

* یہ جہانگیر یا خود حیاتی کی غلطی ہے - امیر خسرو
کی عمر کا بڑا زمانہ " شش صد واند " یعنی ساتویں صدی میں
گزرا لیکن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور خود مثنوی
کے واقعات سے جو سنہ ۷۲۰ ھ میں ہوئے ' ظاہر ہے ' کہ تغلق نامہ
آٹھویں صدی کی تصنیف ہے —

لکھی مگر اس کے آغاز و آخر کے اشعار غایب ہو گئے ہیں —

ازاں دفتر، ولے ز آغاز و انجام سخن را نے نشاں نے قصہ را نام

اور اسی کمی کو پورا کرنے کا حیاتی کو حکم دیا۔ حیاتی کے اشعار کی تعداد اور ان کا لب لباب ہم نے اپنے خلاصۂ مثنوی میں لکھہ دیا ہے اور مولوی رشید احمد صاحب کے فاضلانہ مقدمے میں بھی یہ بحث خاصی تفصیل سے موجود ہے —

حیاتی کے اشعار کی تعداد اور ان کا صلہ

حیاتی کے ان کل ابتدائی اشعار کی تعداد (۱۷۵) ہے۔ ممکن ہے کہ اس نے اخیر کے بھی کچھہ شعر جن کا وعدہ کیا ہے (دیکھو بیت ۱۶۸ تا ۱۷۷) تحریر کیے ہوں لیکن وہ اب مفقود ہیں۔ ان محفوظ تمہیدی اشعار کی تاریخی اہمیت اور معنوی خوبی تقریباً صفر ہے مگر اس میں شک نہیں کہ ادبی اعتبار سے یہ شعر نہایت صاف و شگفتہ ہیں۔ کم سے کم اس کے ممدوح جہانگیر کو تو وہ اتنے پسند آئے کہ اس نے حیاتی کو زر سرخ و سفید سے تلوا کر اس کے ہم وزن روپیہ انعام دیا۔ تذکروں میں سعیدائے گیلانی کا یہ قطعۂ تاریخ اس واقعے کی یادگار میں نقل کیا ہے :—

چون حیاتی را بزر سنجید شاهنشاه عصر
بادشاه عدل گستر شاه گردون اقتدار
شاه نورالدین جهانگیر ابن اکبر بادشاه
آفتاب هفت کشور سایهٔ پروردگار
بهر تاریخش بروے گفتهٔ مهمان چرخ

— شاعر سنجیدهٔ شاهی رقم زد روزگار

احوال حیاتی کاشی

اس موقع پر حیاتی کاشی کے حالات میں مختصر طور پر کچھ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ یہ شاعر اپنے وطن ایران سے پہلے احمد نگر آیا اور بظاہر اپنے آخری زمانے میں جہانگیری دربار میں پہنچا تھا۔ عہد جہانگیری کی مشہور تاریخوں میں اس کا حال نہیں ملتا۔ تزک جہانگیری بھی اسے سونے چاندی میں تولنے کا ذکر نہیں کرتی۔ قریب العصر تاریخی تذکرہ یعنی 'طبقات شاہ جہانی' ذیل کی چند سطروں پر اکتفا کرتا ہے :—

حیاتی کاشی۔ "از درد مندان بود و در اقسام شعر مستثنی۔ صاحب دیوان بودہ و باسخنان اکابر سرے داشت اگرچہ از مادۂ علمی عاری بود اما فہمے درست داشتہ۔ وفاتش در زمان جہانگیر بادشاہ واقع شد"۔

'والہ داغستانی' کے ضخیم تذکرے میں صرف ایک سطر حیاتی کاشی کے حصے میں آئی۔ بعد کے ہندوستانی تذکروں میں سب سے واضح کیفیت ہم کو 'خزانۂ عامرہ' میں دستیاب ہوئی جس نے بعض پہلے تذکروں کی غلطی بھی صاف کردی ہے :—

حیاتی کاشی

"حیاتی کاشی شاعر شیریں ابیات است و میر آب چشمۂ آب حیات۔ آغاز حال تخلص 'سنائی' می کرد۔ وجہ تخلص این است کہ بمصاحبت بعضے ملاحدہ پرکار منکش گرد اہل نقطہ گردید و در علم منطقہ ترقی بسیار کردہ مرکز دائرۂ نقطویان گشت و نقد ہوش

در عشق صراف پسرے باخته همراه او از 'کاشان' 'بقزوین' رفت و مدتے در آنجا با امنا یعنی اهل نقطه اختلاط داشت جمعے ازین طائفه را با چند کتاب در حضور 'شاه طهماسپ صفوی' بردند و بحکم شاهی همهٔ این ها محبوس و معذب گردیدند - بعد دو سال جانی از شکنجهٔ حبس نجات یافته جانب شیراز رفت و یک دو سال درانجا گزرانیده در سنه ۹۸۶ سته و ثمانین وتسع مائة بوطن مانوس کاشان شتافت و نقطه را از لوح خاطر شسته سربر خط دین نبوی گذاشت و بعد زمان بسیر از کاشان متوجه دیار دکن گردیده در احمد نگر بسرمی برد - یکے از مقربان جهانگیر بادشاه تعریف او به سمع بادشاه رسانید - حکم طلب او صادر شد - حیاتی امتثال امر نموده خود را بدرگاه رسانید و مشمول عواطف خسروانه گردید - در سنه تسعة و عشر و الف مثنوی امیر خسرو مسمی به تغلق نامه پسند خاطر بادشاه افتاد - یک مبحث آن کتاب مفقود بود - شعراء ملازم رکاب به نظم آن مبحث مامور شدند - هر کدام سرمایهٔ فکر خود تحفهٔ محل بادشاهی ساخت - ازان جمله نظم حیاتی نهایت مقبول افتاد - حکم شد تا بجلدوئے آن حیاتی را بزر سرخ و سفید سنجیدند - شش خریطه در پله افتاد - هر یک خریطه مشتمل بر هزار اشرفی و روپیه - وسعیدائے گیلانی در تاریخ این واقعه گوید -

"چون حیاتی را ــ الخ"

خان آرزو را در حیاتی گیلانی و حیاتی کاشی غلط واقع شدہ - از مطالعہ مجمع النفائس تالیف او واضح می شود - از انفاس حیاتی اسمع : اشعار .... ' (خزانۂ عامرہ) ــ

حیاتی کی نظم کا صحیح زمانہ

آزاد کے مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہے کہ حیاتی نے تغلق نامہ کا صرف ایک "مبحث" (یا فصل) جو گم ہوگیا تھا تحریر کیا۔ دوسرے ' قطعۂ تاریخ سے حیاتی کی نظم کا صحیح سال بھی معلوم ہوگیا اور اس میں مطلق شبہ نہیں رہا کہ وہ تغلق نامہ جس سے فرشتہ نے سنہ ۱۰۱۵ ھ میں چار شعر نقل کیے حیاتی کا لکھا ہوا کلام نہیں ہوسکتا کیوں کہ 'حیاتی' نے تغلق نامہ میں جو کچھ لکھا وہ فرشتہ سے چار سال بعد سنہ ۱۰۱۹ ھ کی تحریر ہے ــ

۲ - علیٰ ہذا فرہنگ جہانگیری کی تالیف اکبر کے عہد سنہ ۱۰۰۵ ھ میں شروع ہوئی اور سنہ ۱۰۱۷ ھ میں تکمیل کو پہنچی چنانچہ ع :-

"زہے فرہنگ نورالدین جہانگیر"

سال تکمیل کی تاریخ ہے - اگر تغلق نامہ کا یہ نسخہ جو ہمارے سامنے ہے حیاتی کاشی کی سنہ ۱۰۱۹ ھ کی تصنیف ہوتا تو ظاہر ہے کہ اس کے چند سال پہلے کی تالیف فرہنگ جہانگیری میں اس کے اشعار نقل نہیں کیے جا سکتے تھے دوسرے فرشتہ اور عضدالدولہ انجو دونوں تغلق نامہ کے اشعار کو صراحتاً امیر خسرو کے نام سے نقل کرتے ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ انہوں نے اپنے ہم عصر

دیاتی کے کلام کو امیر خسرو سے منسوب کردیا ہو —

تغلق نامہ کے اشعار فرہنگ جہانگیری میں

فرشتہ کے اشعار ہم اوپر نقل کرچکے ہیں۔ ذیل میں وہ اشعار نقل کرتے ہیں جو ایک سرسری تلاش سے فرہنگ جہانگیری میں صراحتاً امیر خسرو کے نام سے ہمیں دستیاب ہوئے اور جو ہمارے نسخۂ تغلق نامہ میں موجود ہیں :—

اشعار تغلق نامہ جو فرہنگ جہانگیری (مطبوعہ سنہ ۱۸۷۶ع مطبع ثمر ہند لکھنو) میں سنداً نقل کئے گئے ہیں :

صفحہ جہانگیری	تحت (لفظ)	نشان بیت تغلق نامہ	شعر
۲۳۲	خراب	۲۸۱	شباں چوں شد خراب از بادۂ ناب رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب
۴۰۵	مردم	۲۸۹	نشاید هیچ مردم خفتہ درکار کہ در پایاں پشیمانی دهد بار
۳۲۸	چرخ	۶۱۱	کسے کش چشم زخم از چرخ روزیست رسد گرچش جہاں در چرخ دوزیست
"	"	۶۱۲	چو زخم از قہر بے تدبیر چرخ است نہ کم تر تیر چرخ از قہر چرخ است
۳۲۰	بزانہ	۱۱۷۶	ولایت دارم و گنج و خزانہ سپاہے نیز چوں باد بزانہ
۴۰۴	لر	۱۲۱۱	ملک کز لشکر آفت سگالش چو موے لر پریشاں دید حالش
۴۰۴	لر	۱۲۱۲	ترش رو بود چوں افغان جنگی ولے هم چوں کلاہ لر بہ تنگی

۱۷۴ شارک ۱۶۱۴ اگر شاہیں زبوں گردد ز شارک
کلہ گل مرغ را زیبد بتارک

۹۱ باخہ ۱۸۷۱ بسا بر دل نہنگ از تیغ کینہ
کہ بر فرقِ عدو چوں باخہ بسینہ

(ف) شمس اللغات چھاپہ بمبئی صفحہ (۱۱۳) میں بھی یہ شعر امیر خسرو کے نام سے درج ہے —

۱۴۴ دار ۲۱۳۸ خودش در دہلی و جاں در ہوا دو
تنش در شہر و جاں در دار سندو

۴۰۴ لر ۲۱۵۴ لرے کردند ناہموار در پیش
کہ باد از سر برآید در تنگ خویش

۱۲۷ تار - تال ۲۱۹۶ ز سیری بسکہ ہند و سیر خورشد
ہمہ تال برنجش تال زر شد

۱۲۰ پایگاہ ۲۸۴۹ رمہ گرگان رہایند از سپاہش
فرس دزداں بردند از پایگاہش

ذیل کے دو شعروں کے متعلق جو تغلق نامہ کے بیت نشان (۶۴۸) و (۶۴۹) ہیں، فرہنگ جہانگیری جلد اول صفحہ (۴۵۱) میں یہ عبارت لکھی ہے :—

" حکیم امیر خسرو ایں معنی را در کور کردن پسران سلطان السلاطین، رقاب الامم، ملوک الشرق والعجم علاء الدین والدنیا گفتہ :—

کسے کو بوکشید ایں دیدۂ سر بساں خستہ شفتا لو بود تر
دو چشم او چو دو عناب خستہ ہمیشہ خستہ و در خوں نشستہ

تغلق نامہ کی دوبارہ نایابی

لیکن حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ جہانگیر کی اس قدردانی اور کاوش کے باوجود تغلق نامہ کا یہ نسخہ بھی جس کی حیاتی نے تمہید لکھی تھی ملک میں رواج نہ پا سکا اور بعد کی تاریخوں اور تذکروں میں اس کا بہت ہی مجمل ذکر یا صرف نام باقی رہ گیا ہے۔ اسی سلسلے میں مجھے متحف برطانیہ میں نواب ضیاء الدین خاں نیر دہلوی کی ایک تحریر ملی جو انہوں نے امیر خسرو کے حالات اور تصانیف کے متعلق بطور یادداشت قلمبند فرمائی تھی۔ یہ غالباً سنہ ۱۸۳۸ ع کی تحریر ہے اور سر ہنری الیٹ کے ذخیرے کے ساتھ متحف مذکور میں داخل ہوگئی ہے:—

نواب ضیاء الدین خاں کا بیان

نواب صاحب موصوف نے من جملہ اور تاریخی مخطوطات کے امیر خسرو کی تاریخی مثنوی خزائن الفتوح کا ایک نسخہ سر ہنری الیٹ کو دیا تھا۔ اور اسی فاضل انگریز کی فرمائش سے خود اپنی قلم سے امیر خسرو کے حالات بھی لکھ کر کتاب کے ساتھ بھیجے تھے۔ اس میں نواب صاحب موصوف لکھتے ہیں:—

"مثنوی نہیں تغلق نامہ است کہ در حال تغلق شاہ تصنیف نمودہ کہ بس عدیم الوجود است و آخرین تصنیفات اوست"

پھر حاشیہ پر یہ سطر تحریر کی ہے:—

"ہمگی کتب مذکورہ مصنفۂ امیر خسرو بجز تغلق نامہ کہ جز اسمے مسمی ندارد نزد این احقرالعباد موجود"

تغلق نامہ کی دریافت

اس طرح اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثنوی گزشتہ دو صدی میں بھی نایاب رہی اور سنہ ۱۹۱۴ ع میں جب نواب اسحاق خاں مرحوم نے کلیات خسرو کی تلاش اور طبع کا وسیع پیمانے پر اهتمام کیا تو اس وقت بھی ہندوستان یا بیرونی ممالک کے کسی مشہور کتب خانے میں اس کتاب کا پتہ نہیں چلا اور یہ محض نادر اتفاق تھا کہ یہ مثنوی مولانا حبیب‌الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج کے ذاتی کتب خانے سے اور جہانگیر نامہ کے نام سے برآمد ہوئی۔ مولانا شروانی صاحب کو ایک مدت تک یہ شبہ رہا کہ یہ کتاب حقیقت میں امیر خسرو کا تغلق نامہ ہے یا حیاتی کاشی کی بعد کی نظم۔ لیکن دنیائے ادب کو مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم کا احسان مند ہونا چاهیے جنہوں نے بہت جلد معلوم کرلیا کہ حیاتی کاشی کی تمہید کے ساتھ اصلی تغلق نامہ بھی ہے۔ اس عظیم‌الشان "دریافت" کا فخر انہی مرحوم کو حاصل ہے۔ پھر انہوں نے شروانی صاحب کے نسخے کی اپنے قلم سے نقل کی اور اس پر ایک مقدمہ بھی تحریر کیا جو پورا نہ ہونے پایا تھا کہ ان کا انتقال ہوگیا ۔

نواب اسحاق خاں کے انتقال سے کلیات خسرو کی طبع و اشاعت کا کام بھی معرض‌التوا میں پڑ گیا اور تغلق نامہ کو شاید اس واسطے اور بھی نظر انداز کر دیا گیا کہ اس کی اصلیت ہی مشکوک و مشتبہ تھی ۔

تین سال ہوتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا

نسخہ ان کے داماد کی وساطت سے میری نظر سے گزرا۔ اور محض کتاب کی چند داستانیں پڑھ کر ھی مجھے یقین ھو گیا کہ یہ امیر خسرو کی گم شدہ مثنوی ھے۔ یورپ کے سفر میں بھی یہ نسخہ میرے ساتھ تھا۔ اور میں نے کوشش کی کہ وھاں کے کسی کتب خانے میں اس کا دوسرا نسخہ ناقص یا کامل مل سکے تو بہم پہنچایا جاے۔ لیکن اس تلاش میں کامیابی نہ ھوئی اور آخر میں یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ مجلس مخطوطات فارسیہ کی طرف سے مولوی رشید احمد صاحب کا نسخہ خرید لیا جاے اور مولانا شروانی کے اصل نسخے سے اس کا مقابلہ کر کے یہ کتاب بجنسہ چھاپ دی جائے —

مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نا تمام مقدمہ بھی کتاب کے ساتھ چھاپا جا رھا ھے۔ اور مثنوی کے تاریخی واقعات کا ایک خلاصہ میں نے لکھ کر مقدمے کے بعد شامل کتاب کر دیا ھے۔

کتاب کی تاریخی اھمیت

تغلق نامہ کی تاریخی اھمیت، اصل مثنوی بلکہ محض اس کے اردو خلاصے کے مطالعہ سے واضح ھو گی لیکن میں یہاں خاص طور پر اس کی ایک خصوصیت بیان کر دینا ضروری سمجھتا ھوں۔ اور وہ یہ ھے کہ اس مثنوی میں سلطان قطب الدین کے قتل، خاندان علائی کی تباھی، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاھی، تغلق کی سرتابی، بعض امرا سے خط کتابت، دھلی پر چڑھائی اور دو بڑی لڑائیوں کے بعد فتح یابی، خسرو خاں اور اس کے بھائی کی گرفتاری، اور قتل کے متعلق ایسے صحیح اور تفصیلی حالات ملتے ھیں جو کسی

دوسری تاریخ میں موجود نہیں ہیں - افریقی سیاح ابن بطوطہ کا بیان بے ربط اور بہت مجمل ہے اور ہمیں اس سے زیادہ توقع رکھنے کا حق بھی نہیں ہے -

برنی کی تاریخ اور غلطیاں

لیکن ضیاءالدین برنی جس کی تاریخ محفوظ ہے اور جو ان تمام واقعات کے وقت خود دہلی یا اس کی نواح میں موجود ہوگا ' افسوس ہے کہ اس نے بھی ان واقعات کو اچھی طرح اور پوری صحت و وضاحت کے ساتھہ قلم بند نہیں کیا - اور اس کی تاریخ میں ان واقعات کا کوئی صحیح مہینہ یا سنہ تک درج نہیں ہے - ' خسرو ' کی بادشاہی کا زمانہ اس نے ایک جگہہ " چار ماہ " اور دوسری جگہہ " سہ چار ماہ " لکھہ دیا ہے *

معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اسی بے احتیاطی سے بعد کے اکثر تاریخ نگاروں کو طرح طرح کے مغالطے ہوئے - اور قطب‌الدین کے قتل سے محمد تغلق کی تخت نشینی تک جملہ واقعات کی تاریخیں مختل ہو گئیں پس تغلق نامہ کے مل جانے سے ہماری تاریخ کا

اہم واقعات کی صحیح تاریخیں

یہی فائدہ کچھہ کم نہیں کہ اس مثنوی کی بدولت سب تاریخوں کی تصحیح ہو جاتی ہے کیونکہ امیر خسرو نے نہایت صراحت سے لکھا ہے کہ قطب‌الدین کا قتل جمادی‌الثانی سنہ ۷۲۰ ھ کی مین چاند رات کو واقع ہوا † :-

---

* برنی مطبوعہ ایشیا تک سوسائٹی صفحہ ۴۱۱ ' ۴۱۲

† سیرالاولیا (مطبوعہ چرنجی لال صفحہ ۱۵۱) اور حضرت

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

چو تاریخ عرب شد هفصد و بیست ثبات قطب شد کم جانب زیست
جماد دومیں را شد پدیدار ہلال تیرہ و تاریک دیدار
شد آں مہ پرهمه گیہاں مبارک مگر بر طالع سلطاں مبارک

اور ٹھیک دو مہینے بعد غازی ملک تغلق غاصب خسرو خاں کو شکست دے کر پہلی شعبان سنہ ۷۲۰ ھ کو تخت دہلی پر متمکن ہو گیا :-

"چو صبح غرۂ شعبان فرخ نمود از تخت گاہ آسماں رخ"

یہ ہفتے کا دن تھا اور خسرو خاں سے آخری لڑائی اس سے ایک دن پہلے یعنی جمعہ کو ہوئی تھی :-

همه شب بود خسرو لشکر آرائے سران و سر کشانش نیز بر پائے
چو صبح جمعه تیغ تیز برداشت زمانه غلغل خونریز برداشت

دن کا ذکر برنی اور بعد کے مورخوں نے بھی کیا ہے کہ لڑائی جمعہ کو ہوئی اور دوسرے دن تغلق تخت نشین ہوا مگر ان میں سے کوئی صحیح تاریخ نہیں لکھتا ۔

اس عہد کے رسل و رسایل

اس اہم تاریخی اطلاع کے بہم پہنچ جانے کے بعد ہمیں یہ اندازہ کرنے کا بھی موقع ملتا ہے کہ اس زمانے میں رسل و رسایل کا کس قدر عمدہ انتظام تھا کہ صرف دو مہینے کے اندر تغلق بعض اور ہم خیال امیروں کی فوج

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

سلطان المشایخ کے بعض دوسرے تذکروں میں بھی یہ بات ضمناً تحریر ہے کہ سلطان قطب الدین چاند رات کو مارا گیا لیکن ان تذکروں میں صحیح مہینہ درج نہیں ہے ۔

ساتھ لے کر دیپال پور سے لڑتا بھڑتا پائے تخت دھلی تک پہنچ گیا جس کہ شروع میں راقم الحروف کو اس دو مہینے کی مدت تسلیم کرنے میں اسی لیئے تامل تھا کہ اتنے قلیل زمانے میں غازی ملک تغلق کو دور دور کے صوبہ داروں سے خط کتابت کرنے کی مہلت کیونکر ملی - امیر خسرو نے ان صوبہ داروں کے نام اور مقام اور ان کی مکاتبت کا حال خاصی تفصیل سے تحریر فرمایا ھے (۱۰۷۴ تا ۱۳۱۵) - پائے تخت دھلی سے خود تغلق کا مستقر دیپال پورا دو سو میل سے زیادہ فاصلے پر تھا - اگر چہ اس صوبہ کی حدود سرستی ندی یعنی موجودہ شہر حصار کے قریب تک پھیلی ہوئی تھیں جس کا فاصلہ دھلی سے سو میل سے بھی کم ھے - جن صوبہ داروں کو تغلق نے خط لکھ کر خسرو خاں کی مخالفت پر ابھارا ان میں سب سے زیادہ دور سہوان (موجودہ ضلع لڑکانا) صوبۂ سندھ اور جالور (ریاست جودھپور) کے والی تھے - نقشے میں دیکھنے سے معلوم ھوگا کہ دیپال پور سے سہوان کا فاصلہ تقریباً (۴۲۵) میل اور جالور کا (۴۰۰) میل کے قریب ھے - ڈاک چوکی کے عمدہ انتظام کی بدولت اتنے دور کے مقامات تک سرکاری ڈاک کا ھفتہ عشرہ میں پہنچ جانا خلاف قیاس نہیں اور ابن بطوطہ کے سفر نامے نیز برنی وغیرہ مورخوں کی تحریروں میں ایسی نظیریں بھی ملی ھیں کہ سرکاری ھرکاروں نے اس سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام تک اطلاعات پہنچا دیں - جیسا کہ مثنوی یا اس کے خلاصے سے معلوم ھوگا تغلق نے جن صوبہ داروں کو خط لکھے تھے ان میں سے صرف ایک شخص 'بہرام ابیہ' فوج کے

ساتھ تغلق سے آملا اور دھلی پر لشکر کشی میں نمایاں خدمات انجام دیں اسی بہرام کو بعد میں کشلے خاں کا خطاب اور پورے سندھ و ملتان کی صوبہ داری عطا ہوئی تھی —

کتاب کے ادبی محاسن یا صنایع بدایع پر میں نے کچھ نہیں لکھا - تغلق نامہ میں ایسے صنایع بہت کم ہیں اور مصنف علیہ الرحمۃ کے ان کمالات پر زیادہ واقف اہل ذوق کلیات خسرو کے بعض دیباچوں میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں - البتہ مختصر طور پر یہ لکھنا باقی ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نسخہ مجلس مخطوطات کے لیے خریدنے کے بعد اس کی اصل کتب خانہ حبیب گنج سے منگائی گئی اور مخدومی مولانا شروانی رئیس حبیب گنج کی عنایت سے تغلق نامہ کا یہ دنیا میں واحد نسخہ کئی ہفتے میرے پاس رہا - اس عنایت پر میں مجلس کی طرف سے جناب ممدوح کا شکریہ ادا کرتا ہوں —

نسخۂ حبیب گنج

حبیب گنج کے اس نسخہ میں بھی کاتب کا نام یا کتابت کا سن درج نہیں ہے - جیسا کہ اوپر بیان ہوا آخری اوراق مفقود ہیں، آخری صفحہ پر ترک موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے ضرور کم سے کم ایک یا زیادہ اوراق موجود تھے - اسی خاتمۂ کتاب سے چند ورق پہلے حاشیہ پر ایک عنوان کا شعر تحریر ہے - یہ اسی بحر و قافیہ میں ہے جس میں تغلق نامہ کی داستانوں کے دوسرے عنوانات لکھے گئے ہیں —

حدیث چترو کشوردادن شهزادگان وانکه بشغل آراستن کار ملوک وبندہ وچاکر

اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم ایک داستان امیر خسرو کی لکھی ہوئی اور موجود تھی جس میں تغلق کی تخت نشینی کے بعد، ملوک و امرا کے جدید مراتب و مناصب کا حال تحریر تھا۔

نسخے کے اوراق بھی بعض جگہ غیر مرتب ہوگئے ہیں مگر ان کا سلسلہ تھوڑے سے تجسس کے بعد مل جاتا ہے۔ کتابت کی بے شمار غلطیاں پائی جاتی ہیں، جن میں بہت سی مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنی نقل میں درست کردی تھیں اور ہم نے اس اصلاح سے کافی استفادہ کیا۔ کتاب کو بار بار محنت اور غور کے ساتھ پڑھنے سے بہت سی دوسری غلطیاں بھی صاف ہوگئیں۔ مگر سوائے بالکل صریحی اور یقینی اغلاط کے ہم نے متن میں ہر جگہ نسخۂ حبیب گنج کی کتابت کی بجنسہ نقل کردی ہے اور مولوی رشید احمد صاحب یا اپنی قیاسی تصحیح کو حاشیہ میں لکھا ہے۔ کتاب کی آخری خواندگی اور تصحیح میں مولانا احتشام الدین صاحب حقی دہلوی سے نہایت مفید مشورے ملے جس کے لئے میں ان کا منت گزار ہوں ہر بار کی خواندگی اور تصحیح میں شہید احمد صاحب حیدرآبادی جو مجلس مخطوطات کے دفتر میں کام کرتے ہیں، برابر معین رہے اور بعض عمدہ مشوروں سے مجھے ممنون کیا۔

نسخۂ حبیب گنج کے ایک صفحہ کا عکس لے کر شامل کتاب کر دیا گیا ہے جس سے اس کی تقطیع اور خط کا اندازہ ہوگا۔ یہاں اتنا اور لکھہ دینا چاہئے کہ اس نسخہ کے سر ورق پر یہ

الفاظ تحریر ہیں :

" جہانگیر نامه عطاے حیاتی کاشی -

الله اکبر -

دهلی - خانقاه قطب صاحب -

مرزا سکندر بخت "

پہلے جملے سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید یہ نسخه خود حیاتی کاشی نے لکھوا کر اپنے کسی دوست کو " عطا " کیا تھا - مگر افسوس ہے کہ اس کے بعد کی سر گزشت نا معلوم ہے اور خود مرزا سکندر بخت کے متعلق بجز اس صریحی قیاس کے که تیموری خاندان کے شہزادے ہوں گے * اور کچھہ حالات معلوم نہیں ہوے - نسخه مجلد ہے - اگرچه جلد کچھہ بہت پرانی نہیں ہے - البته کاغذ یقیناً کم و بیش دو سو سال کا پرانا معلوم ہوتا ہے - جگه جگه سے کرم خوردہ اور کہیں کہیں پانی کی سیل کا نشان بھی موجود ہے - کل صفحات (۱۹۷) ہیں - نثر کا پہلا عنوان اور بعد کے

---

* مکرمی مولوی غلام یزدانی صاحب جنہوں نے از راہ کرم اس مقدمے کو ناقدانه ملاحظه کیا اور اپنی راے سے مجھے مستفیض فرمایا ' لکھتے ہیں که :

'' ایک میرزا سکندر بخت دهلی میں غدر کے بعد بھی موجود تھے اور تھوڑا عرصه ہوا که ان کا انتقال ہوا ہے ''—

خود جناب شروانی صاحب کو یه کتاب لکھنؤ کے کسی کتب فروش سے ملی تھی —

منظوم عنوانات نیز کہیں کہیں بعض نام سرخی سے لکھے ہوے ہیں —

آخر میں دولت آصفیہ دام اقبالہا کا شکریہ ادا کرنا فرض ہے جس کی امداد سے مجلس مخطوطات فارسیہ اس قابل ہوئی کہ اس نادر و نایاب تاریخی مثنوی کو دنیاے علم کے سامنے چھاپ کر پیش کرتی ہے - فقط —

جمادی‌الاول سنہ ۱۳۵۱ ھ
حیدر آباد دکن

خاکسار
سید ہاشمی

خلاصۂ مثنوی

(بقلم سید ہاشمی فرید آبادی)

حیاتی کی تمہید

حمد کے (۳۶) شعر ہیں اور اس کے بعد یہ کہہ کر کہ 'حیاتی' حمد کا پورا حق کون ادا کرسکتا ہے بغیر کسی نعت و منقبت وغیرہ کے مدح بادشاہ (جہانگیر ابن اکبر) کی طرف گریز کیا ہے —

(۳۸) شعر بادشاہ کی مدح میں لکھ کر مثنوی ھذا کے متعلق لکھتا ہے کہ یہ سنہ ۱۰۱۹ ھ کا ذکر ہے کہ وقت مساعد اور زمانہ سازگار تھا جب کہ ایک نہایت مبارک رات کو میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر تھا ۔ بادشاہ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ "چھ سو کچھ" سنہ میں شاعر مشہور امیر خسرو نے بہت سی دوسری تصانیف کے بعد تغلق نامہ کی ترتیب کی اور حمد و مدح نیز بادشاہوں کے اوصاف اور اہل غفلت کی نکتہ پردازی اور بعض ماتحتوں کی غداری و سرکشی کے متعلق بہت کچھ تحریر کیا ۔ اس کتاب کا ایک "دفتر" محفوظ ہے لیکن ابتدائی اور آخری اوراق اور سلسلۂ نظم حتی کہ خود کتاب کا نام

غائب ہوگئے ہیں ۔ اور جا بجا سے عنوان بھی چھوٹ گئے ہیں ۔ ایسی عمدہ کتاب کو حوادث روزگار نے ابتر و پریشان کردیا ہے ۔ میرے خیال میں اسی وقت یہ بات آئی کہ کسی ایسے شاعر سے جو اس کا اہل ہو فرمایش کی جائے کہ اس نظم میں سے جو چیزیں ضایع ہوگئی ہیں وہ ان کو پورا کردے '—

یہ فرمانے کے بعد (حیاتی بیان کرتا ہے کہ) اس وقت جب کہ زمانہ فتنے سے خالی تھا' میرے نصیبے کا قفل کھلا ۔ اور بادشاہ کی نظر مجھ پر پڑی اور اشارہ ہوا کہ اے شخص اس پرانے مجموعے کو تو نیا کر تاکہ خسرو کی روح ہم سے خوش ہو۔ تو اس کام کی بخوبی اہلیت رکھتا ہے ۔ جب تک یہ اتمام کو نہ پہنچے ہاتھ سے قلم نہ رکھیو (نمبر ۸۰ تا ۱۰۰) ۔

حیاتی کہتا ہے کہ میں نے حکم بادشاہی کو بسر و چشم قبول کیا اور اس نظم کے لکھنے میں دل و جان سے مصروف ہوگیا —

پھر چند اشعار میں بادشاہ کے اس خیال کی تعریف لکھ کر اسے دعائیں دی ہیں (تا نمبر ۱۲۵) اور یہ دو شعر نقل کیے ہیں :—

۱ — چو بیند آسماں از دیدۂ مہر شود خارا زر از زیبائی چہر

۲ — نگر ہدہد کہ مرغے کم ہنر شد سلیماں چوں گزیدش تاجور شد

پھر نیکوں کی تعریف اور ان کی صحبت کے فوائد اور تمثیل میں ایک حکایت لکھی ہے (نمبر ۱۲۷ تا نمبر ۱۵۱) اور اس کے بعد صراحت کی ہے کہ میں نے یہ اشعار نصیحت آمیز اس وجہ سے لکھے کہ تغلق نامۂ خسرو میں ایک داستان پند و موعظت

کی تھی جو ضایع ہوگئی اور اب اس کے صرف یہی دو شعر (جو اوپر نقل کیے گئے) باقی رہ گئے ہیں۔ چونکہ بادشاہ کا حکم تھا کہ یہ کمی پوری کی جائے لہذا میں نے چند ٹکڑے اسی مثنوی کی طرز پر نظم کیے۔ اور ان دو شعروں پر انکے نفیس اشعار کا اضافہ کردیا (تا نمبر ١٦٧) —

مذکورۂ بالا بیان کے بعد متن میں تو صریحاً اصل مثنوی یعنی تغلق نامۂ امیر خسرو کی نظم شروع ہوجاتی ہے لیکن حاشیہ پر بارہ شعر، بظاہر بعد میں، بڑھا دئے گئے ہیں۔ ان میں حیاتی لکھتا ہے کہ اگر اب بھی میرے (یعنی حیاتی کے) عمدہ کلام کی تشنگی باقی ہے تو ناظرین کتاب کے خاتمے کو دیکھیں جہاں میں نے بڑے تکلف سے بزم مسرت کا نقشہ کھینچا ہے* (نمبر ١٦٨ تا نمبر ١٨٠) —

پھر امیر خسرو کے وہی دونوں شعر، (جن پر یہ تمہید کے ایک سو چہتر شعر لکھے تھے) نقل کردیے ہیں جو اس بات کا مکرر اشارہ ہے کہ یہاں سے اصل مثنوی تغلق نامۂ خسرو شروع ہوتی ہے —

اصل مثنوی تغلق نامہ

(١)

ہر چند تغلق نامہ کے ابتدائی اوراق ضایع ہو گئے اور بظاہر حمد و نعت کی داستان یا پہلے باب میں صرف وہ دو شعر باقی

---

* لیکن جیسا کہ مقدمۂ کتاب میں ہم بیان کرچکے ہیں ہمارا نسخہ ناقص الآخر ہے اور اصل مثنوی کے آخری اوراق کے ساتھہ بظاہر حیاتی کے یہ محولۂ بالا اشعار بھی نابود ہو گئے ہیں —

رہ گئے جن کا حیاتی نے اوپر ذکر کیا تاہم مثنوی کا اصل مضمون یہیں سے شروع ہوتا ہے اور مصنف رحمۃاللہ علیہ ایک تمثیلی حکایت سے کتاب کا آغاز کرتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے جوہریوں کی پرکھ آزمانے کے لیے انگوٹھی پر سبز بلور کا ٹکڑا جڑوا لیا اور فن کے ایک ماہر کو دے کر کہا کہ اس زمرد کی قیمت کیا ہوگی۔ وہ شخص جس طرح اپنے فن میں کامل تھا اسی طرح نہایت عاقل و ادب شناس بھی تھا۔ کہنے لگا کہ ایسا جواہر دنیا بھر میں نہیں مل سکتا۔ اس پر بادشاہ نے بگڑ کر ارادہ کیا کہ اس جوہری کو اندھا کرادے لیکن اس نے رو کر جان کی امان مانگی اور عرض کیا کہ اے بادشاہ میں نے پہلی ہی نظر میں اس نگینے کی حقیقت پہچان لی تھی لیکن جب یہ بادشاہ کے ہاتھ میں آیا تو از خود بیش قیمت جواہر بن گیا۔ میں نے اسے زمرد اس لیے نہیں کہا کہ سوائے رنگ کے اس میں کچھ نہ تھا اور ادب شاہی کی وجہ سے اس کا اعزاز یہ کیا کہ اسے ایک نادر روزگار چیز بتایا —

یہ حکایت لکھ کر، امیر خسرو اپنے ممدوح بادشاہ (غیاث الدین تغلق اول) سے خطاب کرتے ہیں کہ ہر چند میری کتاب کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی لیکن جب تجھ جیسا بادشاہ اس پر کرم کی نظر کرے گا تو اس کی قیمت خود بخود بڑھ جائے گی۔ پھر اپنی اور اپنے کام کی بے حقیقتی لکھ کر فرماتے ہیں "میں نے اپنی لیاقت کے مطابق کوشش کی ہے۔ اے بادشاہ تو اپنی شان کے مطابق کام کر اور اسے قبولیت دے"۔ آخر میں چند شعر اپنی گناہ گاری اور اس کے مقابلے میں رحمت الٰہی کی بے کراں

وسعت پر تحریر کیے ہیں اور حسب معمول بادشاہ کو دعا دے کر دوسری داستان شروع کی ہے - (تا بیت ۲۷۰)

(۲)

نہ سپہر وغیرہ بعض دوسری مثنویوں کی طرح مصنف رح نے اس مثنوی کی داستان کے عنوان بھی منظوم تحریر کیے ہیں۔ لیکن اصل مثنوی کی بحر ہزج مسدس مکسور ہے اور جملہ عنوانوں کی بحر ہزج سالم ہے چنانچہ اصل مثنوی کا پہلا عنوان یہ ہے :-

خطاب از حضرت شاہ و از و خواہش بہ بستاخی

کہ از چشم رضا و مرحمت بہاد دریں دنگر

پھر بادشاہ وقت غیاث الدین تغلق کی مدح کرتے ہیں کہ وہ رزم و بزم دونوں میں یگانۂ روزگار ہے - اس کی بزم " فردوس زمانہ " ہے اور اس میں بہت سے " فردوسی " یعنی شعرائے قادرالکلام موجود ہیں - ان میں سے ہر ایک نے اپنی جادو بیانی دکھائی اور شاہ نامے لکھے - مجھکو بھی بادشاہی اشارہ ہوا کہ اس کے نام پر تازہ نقش تیار کروں - ہر چند میری مٹھی میں کوئی موتی اس قابل نہ تھا کہ اسے مسند شاہی پر نچھاور کرتا لیکن جب اس شاہ غازی کے حالات لکھنے کی ہمت کی تو اس کی برکت سے معانی کے موتی غیب سے برسنے لگے - اسی امداد غیبی سے میں نے یہ موتیوں کی لڑی تیار کی کہ شاید حضور بادشاہ کے پسند آئے کیونکہ ادنی کلام بھی بادشاہ کی پسند سے اعلی ہوجاتا ہے - اور جس خطا کو بادشاہ جایز رکھتے ہیں ، وہ تحریر کی زینت و صنعت بن جاتی ہے (۲۲۵ تا ۲۳۸) - اس کے بعد دوبارہ تقریباً

(۴۰) شعر بادشاہ کے اوصاف جہاں داری ' سپہ گری ' حسن انتظام اور عدل و تدبیر کی مدح میں لکھے ہیں اور دعا دے کر ' " در شروع نظم می گوید " کے نثریہ عنوان سے اصل قصے کا آغاز کیا ہے - یعنی سلطان قطب الدین خلجی ' کی آئندہ تباہی کی تمہید میں لکھتے ہیں کہ شراب ' عشق ' جوانی ' حکومت اور اقبالمندی وغیرہ ایسی ہوائیں ہیں کہ جس کے سر میں بھر جاتی ہیں ' اسے مستقبل کا کچھہ ہوش باقی نہیں رہتا لیکن بادشاہ کو عشق و مستی کی وجہ سے مدہوش ہو جانا کسی طرح مناسب نہیں کیوں کہ اس کے ذمے صرف اپنی ہی سود و بہبود اور ذاتی حفاظت نہیں ہے بلکہ تمام رعایا کی حفاظت اور پاسبانی کا وہی ذمہ دار ہوتا ہے بادشاہوں کو آدمی کے انتخاب میں بھی بہت احتیاط کرنی چاہیے - خصوصاً اس لیے کہ ان کے سامنے جو لوگ آتے ہیں ان میں بہت سے دوست کے لباس میں چھپے ہوئے دشمن ہوتے ہیں - انہی نصائح میں یہ بلیغ شعر لکھا ہے :—

" چو در ہرکس سپاس و ناسپاسی است فراست دختر مردم شناسی است "

پھر لکھتے ہیں کہ آخرکار یہ بات سب پر روشن ہوگئی کہ سلطنت پر عنقریب بلا آنے والی ہے اور سلطان قطب الدین مبارک (خلجی) کی زندگی کی خیر نہیں ہے - حسن خسرو خاں جس کو بادشاہ نے خاک سے پاک کیا اور بہت ادنیٰ درجے سے رتبۂ اعلیٰ تک پہنچایا ' اور جس کی نسبت کسی برائی کا گمان اس کے دل میں نہ گزرتا تھا ' وہ سپہرے کے پالے ہوئے سانپ کی طرح بادشاہ کی جان لینے کے درپے ہو گیا - بعض لوگوں نے

اشارے کنایے میں بادشاہ سے یہ بات عرض بھی کی لیکن قضائے آسمانی نے اس کے گوش تمیز کو بند کردیا۔ اور اس نے دوست دشمن میں امتیاز نہ کیا۔ یہاں ایک شعر (نمبر ۳۰۹) میں بادشاہ کی ہوسناکی کے نام سے اسی جذبۂ شہوت رانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی صراحت مولف فیروز شاہی نے اس واقعے کے بیان میں جابجا کی ہے —

حسن خسرو خاں کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ نسل و نژاد کے اعتبار سے ہندو تھا۔ بادشاہ نے اسے وزارت و نیابت کے عہدوں سے سرفراز کیا اور اس کے ساتھ یک جان و دو تن ہوگیا لیکن حسن کا دل صاف نہ تھا۔ وہ ظاہری اطاعت کی تہ میں دشمنی کی تلوار تیز کر رہا تھا۔ خبرداروں نے کئی بار مخبری کی۔ لیکن بادشاہ کا ستارہ گردش میں تھا۔ اور عشق و محبت پر کسی کی بادشاہی کا زور نہیں چلتا۔ وہ اسی طرح غفلت میں رہا۔ اور حسن نے غداری کے ارادے سے برادو قوم کے بہت سے ہندوؤں کو اپنے پاس نوکر رکھ لیا۔ امیر خسرو فرماتے ہیں کہ یہ قوم ہندوؤں میں سپاہی پیشہ اور لڑنے والی ہوتی ہے۔ بدایونی نے بھی حسن خسرو خان کے برادو ساتھیوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن برنی اور اکثر بعد کے مورخ انہیں "پرواز" بتاتے ہیں جو برادو یا براوو سے الگ، گجرات کی ایک نیچ ذات کا نام ہے —

الغرض، امیر خسرو تحریر فرماتے ہیں کہ جس شام کو جمادی الثانی سنہ ۷۲۰ ھ کا نیا چاند نکلا، اسی رات خسرو خاں نے اپنے ساتھیوں کو محل کے اندر بلا لیا۔ غافل بادشاہ سے محل کے

دروازوں کی کنجیاں وہ پہلے ہی حاصل کرچکا تھا - لیکن اندر کے حصے میں جب وہ بالا خانے کی طرف چلے جہاں بادشاہ اور خسرو خاں تھے تو راستے میں قاضی سے دو چار ہوے اور اسے انھوں نے مار ڈالا - برنی نے اس کا پورا نام قاضی ضیاء الدین لکھا ہے اور صراحت کی ہے کہ وہ بادشاہ کا اُستاد تھا اور اس نے خسرو خاں کی سازش سے ایک مرتبہ بادشاہ کو خبردار بھی کیا تھا ' لیکن بادشاہ نے اس کی بات نہیں سنی بلکہ خسرو خاں سے کہہ دیا کہ قاضی ضیاء الدین تیری نسبت ایسا کچھہ کہتا ہے۔ برنی کا بیان ہے کہ اسی دشمنی کی بنا پر خسرو کے آدمیوں نے ضیاء الدین کو قتل کیا ــــ

بہر حال قاضی کے مرنے پر محل میں ہنگامہ برپا ہوگیا - تغلق نامے کے بیان کے مطابق کچھہ اور بادشاہی آدمی بھی اسی ہنگامے میں مارے گئے اور بادشاہ کو بھی آخرکار خبر ہوگئی کہ اس کے ساتھہ دغا کی جارہی ہے - تب خسرو خاں کو جو بالا خانے پر اس کے پاس تھا پٹخ کر وہ اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا ' لیکن کوئی ہتیار ہاتھہ نہ آیا جس سے خسرو خاں کو مار سکتا اور چونکہ نیچے کے شور اور آوازوں سے معلوم ہوتا تھا کہ حملہ آور بالاخانے پرچڑھ رہےہیں لہذا خسروخاں کو چھوڑ کر وہ زینے کی طرف چلا - جیسا کہ برنی نے لکھا ہے یہ محل سرا کا راستہ تھا مگر اس سے قبل کہ بچ کر نکل سکے ' خسرو خاں نے دوڑ کر اس کے پٹے پکڑ لئے اور اتنی دیر میں کہ بادشاہ اپنے بال اس کے ہاتھہ سے چھڑاے ' اس کے ہندو ساتھی آ پہنچے ، اور ان میں سے ایک شخص جاہر یا نام (جھریا) نے ایک

ھی کاری وار میں بادشاہ کا کام تمام کردیا اور سر کاٹ کر نیچے صحن میں پھینک دیا - (تاریخ نمبر ۳۷۴)۔ برنی نے صراحت کی ھے کہ یہ قصر ھزار ستون کا واقعہ ھے —

پھر امیر خسرو لکھتے ھیں کہ حسن خسرو خاں کے ساتھیوں میں یہ گفتگو ھوئی کہ اب تخت پر کس کو بٹھایا جاے۔ اس کے ھوا خواھوں نے اس موقع پر کسی شہزادے کو تخت پر بٹھانے کی سخت مخالفت کی - اور کہا کہ جب تونے اپنے ولی نعمت کو قتل کر دیا تو اب خود بادشاھی اختیار کر ورنہ تجھے کوئی بادشاہ زندہ نہ چھوڑے گا - اس راے میں خسرو خاں کے بعض مسلمان رفیق بھی شریک تھے - یہی مشورہ آخر میں اختیار کرلیا گیا - اور دوسری صبح خسرو خاں نے مسند شاھی پر جلوس کیا -

مصنف تغلق نامہ کے اس بیان سے یہ معلوم ھوتا ھے کہ خسروخاں کا منشاء صرف سلطان قطب الدین کو ھلاک کردینے کا تھا - تخت پر قبضہ کرنے کی راے بعد میں قرار پائی - لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ برنی کے قول کے مطابق وہ سازش کی تیاریاں مدت سے کر رھا تھا - برنی نے یہ بھی لکھا ھے کہ اسی رات تمام بڑے بڑے امرا کو خسرو خاں نے قصر ھزار ستون میں بلا کر نظر بند کردیا اور رات بھر محل میں ایسی روشنی رکھی کہ دن معلوم ھوتا تھا - مگر امیر خسرو نے اس نظر بندی اور روشنی کا کوئی ذکر نہیں کیا —

(۳)

" سخن در سن عمرو خواندن شہزادگان وانکہ
حدیث دو خلف گاں از خلاف آمد تہ خلجر "

زمانے کے عبرت ناک انقلابات اور دنیا کے عیش و جاہ کی بے ثباتی پر چند نصیحت آمیز شعر لکھ کر مصنف رح تحریر فرماتے ہیں (از نمبر ۴۱۷) کہ پہلے کے جو عبرت ناک افسانے سنے تھے، ان سے بڑھ کر خود اپنے زمانے میں یہ حادثہ اپنی آنکھوں دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ علاءالدین جیسے صاحب سطوت بادشاہ کی اولاد ایسی بے دردی سے بے گناہ قتل کردی گئی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ سلطان قطب الدین کے مارے جانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی تھے - ایک فرید خاں (۱۵) سال کا جو قرآن ختم کرچکا تھا اور سپاہیانہ فنون سیکھ رہا تھا - دوسرے ابوبکر خاں جس کی عمر (۱۴) سال کی تھی، قرآن پڑھ رہا تھا اور نظم و نثر اور خوش نویسی سے خاص مناسبت اور دلچسپی رکھتا تھا - ان سے چھوٹے علی خاں اور بہا خاں دونوں آٹھ آٹھ سال کے تھے اور پانچواں بھائی عثمان صرف پانچ سال کا تھا - اس جگہ یہ تصریح مناسب ہوگی کہ مورخ برنی نے صرف دو شہزادوں کے نام لکھے ہیں اور تغلق نامے میں ان کے نام عمر اور تعلیم کی جو تفصیل درج ہے وہ اور کسی تاریخ میں نہیں ہے - اسی سے بخوبی ثابت ہے کہ یہ مثنوی امیر خسرو کی تصنیف ہے جو اس وقت پائے تخت دہلی میں موجود تھے —

القصہ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ ایسے کم سن، ہونہار ناز پروردہ شہزادوں کی نسبت خسرو خاں نمک حرام نے قتل و نابینا کرنے کا حکم دیا - حکم کے ساتھ ہی اس کے وحشی سپاہی محلات شاہی میں، جہاں ہوا اور فرشتے کا گزر نہ تھا، بے محابا گھس

پڑے - محل سرا میں ایک قیامت برپا ہوگئی - پردہ نشین بیبیاں بد حواس ہو کر ہر طرف بھاگتی اور چھپتی پھرتی تھیں اور ان کے پیچھے یہ غولان بیابانی دوڑ رہے تھے اور شہزادوں کو نام لے لے کے پکارتے تھے کہ اگر وہ باہر نکل آئیں تو ان کے ساتھ کوئی برائی نہ کی جائے گی۔ جب ان شہزادوں کو یقین ہوگیا کہ ان قضا کے فرشتوں سے جان بچانا غیر ممکن ہے تو انہوں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کردیا۔ اور جس طرح قصائی بھیڑوں کو مسلخ کی طرف ہانک کے لے چلتا ہے، ان معصوم مظلوموں کو خسرو خاں کے سپاہی لے چلے - ان کے پیچھے پیچھے ان کی مائیں اور محل سرا کی بیبیاں اور نوکریں فریاد و فغاں کرتی چلیں - وہ ان بچوں کو اپنے سے جدا کرنا نہ چاہتی تھیں کہ ظالموں نے پہلے ان میں سے دو بڑے بھائیوں کو زبردستی جدا کیا - اس وقت فرید خاں نے سخت فریاد و فغاں کی مگر شہزادۂ ابو بکر نے اسے روکا کہ یہ نالہ و فریاد مردانگی کے خلاف ہے - اگر تقدیر میں مارا جانا لکھا ہے تو ہمیں مردوں کی طرح صبر و شکر سے جان دینی چاہیئے - پھر ان شہزادوں نے وضو کے لیے پانی مانگا - اور پانی نہ مل سکا تو تیمم کر کے دوگانہ ادا کیا اور ان بے رحم جلادوں کے آگے گردن جھکا دی - یہ قتل و خون ناحق بظاہر محل سرا کے بالا خانے پر ہوا تھا اور یہیں سے ان کا خون پرنالے کے راستے بہہ کر نیچے گیا (بیت نمبر ۵۲۴) - شاہی محل سرا میں سخت کہرام برپا ہوگیا، خصوصاً ان معصوم مقتولوں کی ماؤں نے رو رو کے برا حال کیا اور ایسے دلگداز بین کیے کہ محلات شاہی میں کبھی نہ سنے گئے ہوں گے —

ان دو بڑے شہزادوں کو قتل کرانے کے بعد خسرو خاں نے باقی تینوں بچوں کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا کر اندھا کرا دیا - یہ کیفیت امیر خسرو نے ایک جداگانہ عنوان کے تحت میں ایسی درد ناک تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے جسے پڑھ کر بے اختیار دل بھر آتا ہے اور جیسا کہ وہ خود تصریح کرتے ہیں (نمبر ۶۱۹) یہ تمام حالات انہوں نے ایک چشم دید راوی سے سن کر لکھے ہیں ' اور حقیقت میں یہ دونوں داستانیں تاریخی اہمیت کے علاوہ ' امیر خسرو کی قوت مشاہدہ اور قوت بیان کا حیرت انگیز اور یادگار نمونہ ہیں - مجھے امید نہیں کہ کوئی تاریخی نظم صحت واقعات اور بیان کی درد انگیزی میں ان داستانوں سے بڑھ کر کبھی لکھی گئی ہو حتیٰ کہ میرے ایک ذی علم دوست یہ قیاس ظاہر کرتے تھے کہ امیر خسرو نے جس تفصیل کے ساتھ محل سرائے شاہی کے ان واقعات کو تحریر کیا ہے انہیں پڑھنے کی با ہمت مسلمان غالباً تاب نہ لاسکتے تھے - اور شاید اسی لیے امیر خسرو کی تاریخی مثنویوں میں صرف تغلق نامہ ایسی کتاب ہے جو زیادہ مقبول و مروج نہ ہوسکا -

(۴)

اس کے بعد ایک مستقل عنوان کے تحت میں امیر خسرو نے بیان کیا ہے کہ حسن خسرو خاں کی ایسی غداری اور تخت سلطنت پر غاصبانہ قبضہ کرلینے کے باوجود امرائے سلطنت میں سے کسی نے دم نہ مارا - اور اپنے بادشاہ کے قتل کیے جانے پر کسی کی ہمت یا حمیت نہ ہوئی کہ کافر نعمت حسن سے ان سفاکیوں کا بدلہ

لیتا - بخلاف اس کے سب کے سب طوعاً یا کرھاً اس کی اطاعت پر آمادہ ھوگئے بجز غازی ملک تغلق کے جو اپنے اولیائے نعمت کی یہ خانہ بربادی سن کر سخت پیچ و تاب کھاتا تھا اور انتقام لینے کے لیے بے چین تھا لیکن چونکہ اس کا بیٹا ملک فخرالدین جونا خاں جو آگے چل کر محمد تغلق کے نام سے وارث تخت ہوا اور جسے امیر خسرو ملک فخرالدول اور فخرالحق کے نام سے یاد کرتے ھیں' پائے تخت دھلی میں موجود تھا اور اس اندیشے سے کہ حسن اسے کوئی گزند نہ پہنچائے غازی ملک تغلق اپنے ارادۂ انتقام کا اظہار نہ کر سکا (نمبر ۶۸۰ تا نمبر ۷۱۰) —

خود ملک فخرالدین کو ان افسوسناک واقعات کا دلی صدمہ تھا اور بالآخر جب اس سے صبر نہ ھوسکا تو اس نے ایک محرم راز علی یغدی کو اپنے باپ کے پاس بھیجا اور جملہ حالات سے اطلاع دی - " علی اغدی " کے نام سے ایک امیر کا ذکر ضیاء الدین برنی نے کیا ھے جو تغلق اول کے اعیان دولت میں شامل تھا اور اعجاز خسروی کے بعض خطوط میں بھی یہ نام بسبیل تمثیل آتا ھے - القصہ جب علی' غازی ملک تغلق کے پاس پہنچا تو اس نے جواب میں بیٹے کو کہلا بھیجا کہ وہ جس قدر جلد ممکن ھو پائے تخت دھلی سے نکل کر آجائے- چنانچہ فخرالدین جونا نے ملک بہرام کے بیٹے کو ھم راز بنایا اور چند چیدہ سواروں کے ساتھ باپ کے صوبے کی طرف روانہ ھوگیا اور دھلی کے لشکر کثیر میں سے کسی کی ھمت نہ ھوئی کہ اس کو جا پکڑتا - برنی نے لکھا ھے (اور غالباً یہ اس کی بھول ھے) کہ خسرو خاں نے اس کے تعاقب میں لوگ بھیجے

تھے مگر وہ اس کو نہ پا سکے اور ناکام واپس آ گئے - ابن بطوطہ کی روایت یہ ہے کہ خسرو خاں نے فخرالدین کو حکم دیا کہ گھوڑے شہر کے باہر پھرا لائے - وہ بھاگنے کی فکر میں تھا - اسی حیلے شہر کے باہر نکلا اور دیپالپور کی طرف فرار ہوگیا —

بہر حال فخرالدین اور اس کے ساتھی بخیر و عافیت غازی ملک کے پاس پہنچ گئے اور بیٹے نے باپ کو آمادہ کیا کہ وہ غاصب خسرو خاں پر فوج کشی کرے - اور اس نے بیٹے کو اطمینان دلایا کہ میں صرف تیرے آنے کا منتظر تھا اور اب اپنے اولیاے نعمت کے انتقام لینے میں کوشش کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کروں گا —

اس داستان میں کتابت کی اغلاط اور کاغذ کے کرم خوردہ ہونے سے اصل نسخے کے بعض اشعار صاف اور صحیح نہ پڑھے جا سکے - تاہم " صفت خنجر ملک غازی " کے ذیلی عنوان کے تحت میں شاعر نے اس امیر کے سپاہیانہ جذبات کا نقشہ کھینچا ہے (نمبر ۷۷۲ تا نمبر ۷۸۶) اور بیٹے کی ملاقات اور گفتگو (نمبر ۸۱۳ تا نمبر ۸۴۳) اس خوبی سے لکھی ہے کہ بے اختیار آفرین کہنے کو جی چاہتا ہے —

(۵)

مصنف(رح) لکھتے ہیں کہ ملک فخرالدین کے دھلی سے نکل جانے سے یہ معلوم ہوا گویا مکان کے چار ارکان میں سے ایک رکن ، یا تخت کے پایے میں سے ایک پایہ کم ہوگیا - اس نے گھوڑا باہر کیا ہانکا کہ حسن کا گھوڑا یک بیک بیٹھ گیا - اور کمان کے سرے ڈھیلے ہوگئے —

رفیقوں سے مشورہ کیا کہ اب کہا کہا جائے - اور دوسرے امیروں

کو کس طرح قابو میں رکھا جاے۔ ہوا خواہوں نے راے دی کہ اول تو جتنے شاہزادے تخت کے وارث ابھی تک زندہ ہیں سب کو قتل کرا دیا جاے کہ سواے تیرے کوئی سلطنت کا دعویدار نہ رہے۔ دوسرے جنگ جویوں کو قابو میں رکھنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ انہیں بے دریغ روپیہ دیا جاے۔ اگر تو بادشاہ رہا تو یہ روپیہ سب وصول ہو جاے گا ورنہ ظاہر ہے کہ تیرے کس کام آے گا۔ حسن کو یہ مشورہ پسند آیا اور کمال بے رحمی سے جو شہزادے زندہ باقی تھے انہیں قتل کرا دیا۔ ملک غازی کو یہ اطلاع ملی تو اور زیادہ غضب ناک ہوا اور دل میں کہا کہ اگر خدا چاہے تو ان غدروں کا انتقام ان کتوں سے لیے بغیر نہ رہوں گا۔ (تا نمبر ۸۹۹) —

اس کے بعد امیر خسرو نے نئے عنوان کے تحت میں دوبارہ حسن کے مجلس مشاورت کرنے کا حال لکھا ہے۔ در حقیقت حسن خسرو خاں فخرالدین جونا کے نکل جانے سے ہی ایسا لرز گیا تھا (چو شمشیر تلک از جنبش سخت) کہ اسے غازی ملک تغلق کی فوج کشی اور اپنا برا انجام آنکھوں کے سامنے نظر آتا تھا اور وہ اپنے اس خوف و ہراس کو چھپا نہ سکتا تھا۔ لیکن ان دو تین مسلمان امیروں میں جو سلطان قطب الدین کے قتل کی سازش میں حسن کے شریک ہوگئے، ایک شخص یوسف صوفی بہت تیز و تند تھا۔ برنی نے بھی اس کا ذکر بہت کچھ نفرین و ملامت کے ساتھ کیا ہے۔ مذکورۂ بالا مجلس مشاورت میں اس نے حسن کی حمایت اور وفاداری میں ایک پرجوش تقریر کی

اور کہا کہ ہمیں ہرگز غازی ملک سے خوف نہ کرنا چاہئے اور اگر وہ سرکشی کرے تو اپنے نئے بادشاہ کے سامنے سینہ سپر ہوکر باغی کی سرکوبی کرنی چاہیئے۔ پھر اسی جوش و خروش میں ایک تیز پا قاصد غازی ملک تغلق کے پاس دیپالپور بھیجا اور یہ پیام دیا کہ اے سردار اگرچہ تو جنگ آزمودہ اور بہادر ہے لیکن حق کے سامنے سر جھکانا تیرا فرض ہے۔ ورنہ تیرا وہی انجام ہو گا جو بادشاہوں سے بغاوت کرنے والوں کا ہونا چاہیئے۔ غازی ملک تغلق یہ پیام سن کر یوسف صوفی کی گستاخی پر بہت بگڑا اور اس کو سخت سست کہتے کہتے یہاں تک بے قابو ہوا کہ تلوار کھینچ کے قاصد ہی کا سر اڑا دیا (نمبر ۹۸۹)۔ دہلی میں جب یہ خبر پہنچی تو صوفی خاں اور حسن کے ساتھیوں کو اور زیادہ پریشانی ہوئی اور وہ سمجھ گئے کہ غازی ملک اس قسم کی دھمکیوں سے قابو میں آنے والا نہیں ہے۔ (تمثیل میں ایک اونٹ کی دلچسپ حکایت جسے بڈھے کاشتکار نے ڈھولک بجا کے ڈرانا چاہا تھا۔ تا نمبر ۱۰۱۹) —

(۲)

تقریباً (۳۰) اشعار قلم اور خط نویسی کی تعریف میں لکھنے کے بعد امیر خسرو بیان کرتے ہیں کہ فخرالدین جونا سے سلطان قطب الدین کے حالات قتل سن سن کر غازی ملک تغلق کو اور زیادہ غصہ آیا کہ ملک میں اتنے نمک خوار امیر و وزیر موجود ہیں مگر حیف ہے کہ کسی کو اپنے ولی نعمت کے

بچانے یا اس کا انتقام لینے کی توفیق یا ہمت نہ ہوئی - اس نے کہا کہ اب میں پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ اگر اور کوئی میرا ساتھ نہ دے گا تو بھی خدا کے بھروسے پر تنہا ان کافر غاصبوں سے بدلہ لیئے بغیر نہ رہوں گا - پھر دبیر خاص کو طلب کیا اور ذیل کے بڑے بڑے امیروں اور صوبے داروں کے نام خط لکھوائے - خط لکھوانے کا ذکر دوسری تاریخوں میں بھی آتا ہے - لیکن ناموں کی یہ تفصیل و تصریح کہیں موجود نہیں ہے - اور یہ بجائے خود اس بات کی مزید شہادت ہے کہ مثنوی تغلق نامہ کسی با خبر ہم عصر مورخ ہی کی تحریر ہو سکتی ہے -

۱ - ایک خط مغلطی حاکم ملتان کے نام - برنی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور جیسا کہ آگے آئے گا یہ شخص غازی ملک تغلق کا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے اپنے ہی ایک ماتحت سردار بہرام سراج کے ہاتھ سے مارا گیا - فرشتہ وغیرہ بعد کے بعض مورخوں نے اس بہرام سراج کو غلطی سے بہرام ابیہ لکھ دیا ہے -

۲ - دوسرا خط محمد شاہ حاکم سیوستان کے نام - سیوستان سے سندھ کا شمالی مغربی علاقہ سہوان مراد ہے جو اب ضلع لڑکانا میں معمولی قصبہ رہ گیا ہے اور اُس وقت ایک صوبے کا صدر مقام تھا —

۳ - تیسرا خط بہرام ابیہ (حاکم اُچّھ) کے نام جس کا خطاب کشلو خاں ہوا - ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ غازی ملک تغلق نے ملک جونا سے دہلی بھاگ کر آنے سے بھی پیشتر ملک بہرام

کو جو اس کا بڑا دوست تھا، خفیہ خط بھیجا اور مشورہ کیا تھا کہ قطب الدین خلجی کا انتقام کس طرح لیا جائے - بہرام ہی نے اس کو یہ صلاح دی کہ پہلے اپنے اور خود بہرام کے بیٹے کو دہلی سے کسی طرح نکال لیا جائے - چنانچہ ابن بطوطہ کے بیان کے موافق ملک جونا اور ملک بہرام کا بیٹا خود غازی ملک تغلق کی تحریک سے فرار ہوئے، اگرچہ تغلق نامہ میں جیسا کہ ہم ابھی پڑھ چکے ہیں، یہ بیان کیا گیا ہے کہ خود ملک فخرالدین جونا نے اپنے باپ کو دہلی کے انقلاب کی اطلاع دی۔ اس وقت تک غازی ملک کے بہرام کو خط وغیرہ لکھنے کا ذکر تغلق نامے میں نہیں آیا ہے - بہرحال یہ ملک بہرام ابیہ نہایت نامی گرامی امیر تھا اور اسی کی معاونت سے غازی ملک کو خسرو خاں سے لڑنے کی جرأت بڑھی - فتح کے بعد بھی غازی ملک تغلق نے بقول ابن بطوطہ ملک بہرام ابیہ سے درخواست کی تھی کہ وہ تخت بادشاہی کو قبول کرے اور بہرام نے اصرار کیا کہ غازی ملک تغلق بادشاہ ہو- یہاں اتنا اور بڑھا دینا چاہیے کہ ملک بہرام نے محمد تغلق کے عہد بادشاہی میں بغاوت کی اور شکست کھا کے مارا گیا۔

۴ - چوتھا خط یک لکھی امیر سامانہ کے نام جس کے غازی ملک سے جھگڑا کرنے کا ذکر آگے آتا ہے۔

۵ - پانچواں خط حاکم جالور (مغربی راجپوتانہ) امیر ہوشنگ کے نام - جیسا کہ امیر خسرو نے اشارہ کیا ہے :

" دگر برمقطع جالور ہوشنگ   کہ مانند پدر کر کیست در جنگ "

یہ امیر کمال الدین گرگ کا بیٹا تھا اور محمد تغلق کے عہد بادشاہی تک ہم اس کے کارنامے پڑھتے ہیں —

۶ - چھٹا خط امام ملک الملقب بہ عین الملک ملتانی کے نام، جو اس زمانے کا مشہور امیر ہے اور خسرو خاں نے بھی اس کو وزارت پر بحال رکھا تھا (تا نمبر ۱۰۸۰) -

اس کے بعد امیر خسرو نے (۳۰) اشعار میں ملک تغلق کے خط کا مضمون نقل کیا ہے جس میں وہ قطب الدین کے قتل اور خسرو خاں کے بادشاہ ہوجانے پر امیروں کو غیرت دلاتا اور خسرو سے لڑنے پر آمادہ کرتا ہے - مگر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک تغلق کو سب سے زیادہ فکر یہ تھی کہ کسی طرح ملک بہرام ایبہ اس کا رفیق و شریک ہو جائے اور اسی لیے اس کے پاس خط کے ساتھ ایک خاص مصاحب علی حیدر کو روانہ کیا تھا کہ زبانی بھی ملک بہرام کو اپنے ولی نعمت کے انتقام پر آمادہ کرے - جب یہ نامہ اور پیام بہرام کے پاس پہنچا تو اس نے پورے جوش و خروش سے تغلق کی تائید کی اور کہا کہ میں خود قطب الدین اور شہزادوں کے قتل کی خبر سن کر بے تاب تھا اور اگر تم نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے تو میں دل و جان سے تمھارا ساتھ دینے کو تیار ہوں —

برخلاف بہرام کے جب غازی ملک تغلق کا پیام مغلطی امیر ملتان کے پاس پہنچا تو وہ بہت بگڑا اور کہا کہ اگر دھلی کی مرکزی حکومت سے سرتابی کرتا تو میں کرتا - تغلق جو محض ملتان کے ایک تابع دیپالپور کا حاکم ہے، اس کو یہ حق کیوں کر

حاصل ہوا کہ وہ تخت نشین دھلی سے اُلجھنے کا ارادہ کرتا ھے۔ جب مغلطی کے ان خیالات کی غازی ملک کو اطلاع ہوئی تو اس نے ملتان کے دوسرے سرداروں کو خفیہ طور پر اشارہ کہا کہ وہ امیر ملتان پر حملہ کردیں۔ اس ھنگامے کا سرغنہ بہرام سراج تھا جس کو فرشتہ نے غلطی سے بہرام ایبہ لکھہ دیا ھے۔ غرض مغلطی کے ماتحت سرداروں نے اس پر یورش کی، وہ جان بچا کر بھاگا لیکن ایک نہر میں گر پڑا جسے امیر خسرو تصریح کرتے ھیں کہ خود غازی ملک تغلق نے اپنی ملتان کی صوبہ داری کے زمانے میں من جملہ اور بہت سے رفاھی کاموں کے، راوی سے جہلم تک تیار کرایا تھا*۔ مغلطی اسی نہر میں غوطہ کھا رھا تھا کہ بہرام سراج کا بیٹا آ پہنچا اور اس کا سر اُڑا دیا —

محمد شاہ لُر حاکم سیوستان کے پاس غازی ملک تغلق کا قاصد پہنچا تو اس وقت، وھاں کے مقامی سرداروں نے محمد شاہ کے خلاف بغاوت کر رکھی تھی اور یہ امیر قلعے میں محصور تھا۔ غازی ملک کے خط کی وجہ سے اس کے باغی سرداروں نے اس کے ساتھہ صلح کرلی۔ اور خود اس نے جوش و خروش کے ساتھہ تغلق کی رفاقت پر آمادگی ظاھر کی لیکن مدد کے لیے روانگی میں اتنی دیر لگائی کہ یہاں لڑائی وغیرہ ختم ہوچکی تھی۔ تاھم تغلق نے اس سے کچھہ بازپرس

---

* انھیں عمارات میں سے تغلق نامہ میں ایک بڑی عیدگاہ کا ذکر آتا ھے اور غالباً یہ وھی مسجد ھے جس کو ابن بطوطہ نے بھی دیکھا تھا۔ (دیکھو سفر نامہ ابن بطوطہ جلد دوم، باب چہارم)

نہیں کی اور اسے اپنے عہد میں بحال رکھا —

غازی ملک نے عین الملک ملتانی کو جو وزیر سلطنت ہونے کے علاوہ اجین اور دھار کا صوبہ دار بھی تھا، خاص طور پر خفیہ مراسلہ لکھا اور اپنے ساتھ شریک ہوجانے کی دعوت دی لیکن عین الملک نے از رہ مصلحت اندیشی یہ خط خسرو خاں کو دکھا دیا تاکہ اس پر اپنی خیر خواہی ثابت کرے۔ غازی ملک نے دوبارہ ایک خفیہ قاصد اس کے پاس بھیجا تو عین الملک نے اسے علاحدہ لے جاکر یہ پیام دیا کہ ہر چند اس وقت مجبوری سے میں بظاہر خسرو خاں کے ساتھ ہوگیا ہوں لیکن مجھے اس سے دلی نفرت ہے اور اس جنگ کے ختم ہوتے ہی خود غازی ملک تغلق کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا پھر خواہ میری جان بخشی کرے یا سزا دے —

سامانہ کے حاکم ملک یک لکھی نے (جسے امیر خسرو نے لکھا ہے کہ ایک کم اصل نو مسلم غلام تھا اور سلطان قطب الدین ہی کی عنایت سے اس درجے کو پہنچا تھا) غازی ملک کا خط پڑھ کر تائید و رفاقت کی بجائے عداوت پر کمر باندھی اور تغلق کا خط خسروخاں کے پاس بھیج کر خود غازی ملک پر فوج کشی کی۔ مگر اس کی بد زبانی اور سخت گیری سے لوگ پہلے ہی سخت ناراض تھے۔ لڑائی میں اس کو شکست ہوئی اور وہ واپس اپنے مستقر سامانہ میں آکر خسرو خاں کے پاس جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ یک بیک اہل شہر نے اس پر حملہ کیا اور قتل کرڈالا۔ (تا نمبر ۱۳۱۶) —

اس دلچسپ تاریخی نامہ و پیام کی تفصیل کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں کہ

باوجود ان تیاریوں کے غازی ملک تغلق کو سخت تشویش تھی کہ دیکھئے اس کوشش کا انجام کیا ہوتا ہے - اور وہ اپنے دوستوں اور رفیقوں سے بھی اس دلی تردد کو نہیں چھپاتا تھا - لیکن یہ لوگ اس کی شجاعت اور حق کوشی کو یاد دلا کر اس کی ہمت مضبوط کرتے تھے - اور اپنی جان نثاری کا اسے یقین دلاتے تھے - اس احوال کو امیر خسرو نے تیس چالیس ابیات میں نہایت خوبی کے ساتھ تحریر کیا ہے (تا نمبر ۱۳۷۹)- پھر بیان کیا ہے کہ اسی زمانے میں غازی ملک تغلق نے تین خواب دیکھے - ایک میں تو کسی بزرگ نے آیندہ بادشاہی کی بشارت دی - دوسرے خواب میں تین چاند نظر آے - اور اس کی تعبیر یہ لی کہ تین چتر شاہی ہیں- تیسرے خواب میں ایک بہت اچھا باغ دیکھا اور اس سے بھی یہی تعبیر لی کہ یہ بادشاہی کا باغ ہے جو آیندہ اسے نصیب ہوگا - (تا نمبر ۱۷۳۴) —

مگر ان خوابوں سے بڑھ کے ایک فال نیک یہ پیدا ہوئی کہ اسی زمانے میں ایک قافلہ ملتان سے دہلی جاتا تھا جس میں بادشاہ دہلی کے لیے بہت سے گھوڑے اور سندھ کی مالگزاری کا روپیہ بھیجا گیا تھا - غازی ملک کو اس کی اطلاع ہوئی اور اس نے ایک دستہ بھیج کر یہ سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور تمام روپیہ اپنے سپاہیوں میں تقسیم کرادیا جس سے وہ مالا مال اور مسرور ہوگئے بلکہ ساری بستی میں وہ رونق پیدا ہوئی کہ بقول امیر خسرو کے دیپالپور قدیم دارالملک سدیر یا خورنق کا نمونہ بن گیا - اس موقع پر شاعر نے سخاوت اور داد و دہش کی تعریف میں کئی شعر نہایت بر محل تحریر کئے ہیں - اور لکھا ہے کہ امیری اور آقائی کی اصلی دلیل اور

وجہ امتیاز ہی احسان و کرم کے اوصاف ہیں - ورنہ ایک آدمی کو دوسرے آدمی پر کوئی فضیلت نہیں - پھر ایک بلیغ تمثیل اور ملک تغلق کی دعائے دولت و اقبال کے بعد، ذیل کے عنوان سے لشکر دہلی کی جانب پیش قدمی کی کیفیت لکھی ہے -

" صفت ہائے دل غازی ملک وز ہر طرف مژدہ ،
چو از دہلی بسویش راند لشکر ہائے بحر و بر "

(۷)

داستان کے شروع میں ملک تغلق کی شجاعت، آزمودہ کاری اور اس کی فوج کے جنگی جوش کا ذکر ہے - مگر لکھتے ہیں کہ غازی ملک نے خود پیش قدمی کرنے کی بجائے شروع میں خسرو خاں کے اپنی طرف بڑھنے کا انتظار کیا - اور یہ غاصب اگرچہ غازی ملک تغلق کی تیاریاں سن سن کر نہایت متردد ہو گیا تھا تاہم خیر خواہوں کی نصیحت کے مطابق اس نے ایک بڑا بھاری لشکر آراستہ کیا اور اپنے بھائی کی سپہ سالاری میں جسے " خانخاناں " کا لقب دیا تھا غازی ملک کی طرف روانہ کیا - یہ فوج سرستی تک بڑھی جس کے آگے غازی ملک کا علاقہ شروع ہوتا تھا - اسی سرحد کے ایک قلعے کو تغلق نامے میں سر تبہ لکھا ہے - اور بدایونی کے بیان سے اس کا نام سرستی پایا جاتا ہے - یہاں غازی ملک کی فوج موجود تھی اور اس کے سردار محمود نے قلعہ بند ہو کر لشکر دہلی کا مقابلہ کیا لیکن قلعے کے باہر دیہات کو خسرو خاں کی فوج نے دل بھر کے لوٹا - اَدھر خسرو لکھتے ہیں کہ ایک ایسے راوی نے جو نہایت با خبر تھا بیان کیا

کہ جس وقت غازی ملک کو یہ خبر پہنچی کہ دھلی کا لشکر کٹھر سرستی تک بڑھا آیا ھے تو وہ کثرت فوج کی خبر سے پریشان ھونے کی بجائے اور خوش ھوا -

"طرب کرد از نشاط روزئی بیش چو گرگ غالب از بسیارئی میش"

اور اپنی فوج آراستہ کی جو تعداد میں کم تھی لیکن کار دانی میں بہتر تھی اور اس میں 'غز' 'در' 'مغل' 'روسی' 'رومی' 'تاجیک' 'خراسانی' وغیرہ جنگ جو اقوام کے سپاھی شامل تھے - یہ فنون سپہ گری میں مشق و مہارت رکھتے تھے اور اسی کے ساتھہ غازی ملک کے جاں نثار تھے - ملک غازی نے روانگی سے پہلے ان لوگوں کو سامنے بلایا اور تقریر کی کہ یہ میری زندگی میں ایک نازک وقت آگیا ھے - اور آج ھی تم لوگوں کی شجاعت و رفاقت کا امتحان ھے - اگر تم میرا ساتھہ نہ دو گے تو بھی میں خدا اور اپنی قوت بازو کے بھروسے پر تنہا جنگ کروں گا - جو لوگ میرا ساتھہ دینا چاھیں اور اپنا سر ھتیلی پر رکھہ کر میرے ساتھہ قسمت آزمانے پر آمادہ ھوں وہ قسم کھا کر عہد و پیماں کریں - بہادر سرداروں نے یہ سن کر از سر نو جاں بازی کا اقرار کیا - اور اس محکم عہد و پیماں سے غازی ملک نے مطمئن ھو کر جنگ کی تیاری کی (تا نمبر ۱۶۳۹) -

(۸)

"مصاف اول غازی ملک با لشکر دھلی
بیان حملۂ زیر و زبر کردن چناں لشکر"

لڑائی کا ذکر شروع کرنے سے پہلے شاعر ایک مناسب محل

تمہید لکھتا ہے کہ میدان کار زار کے خوف اور احوال سے وہی شخص آگاہ ہوسکتا ہے جو جنگ میں زندگی گزار چکا ہو۔ سپاہی کا فاخرہ لباس اور اسلحہ پہن کر شہر میں اکڑتے پھرنا دوسری بات ہے۔ لیکن تلوار کی چمک کے آگے ہوش بجا رکھنا کچھ اور چیز ہے۔ مزید براں دلیری اور شجاعت دل سے ہوتی ہے۔ ظاہری ساز و سامان کچھ کام نہیں آتا:

" نبرد شهر هر جا هست روشن   که نے بر گستوان دارد نه جوشن
بروں آهن چه پوشی گاه پرخاش   دروں سو گاه پرخاش آهنی باش"

پھر لکھتے ہیں کہ جنگ میں عقلمندی بھی کچھ کام نہیں آتی۔ اور حق یہ ہے کہ غازی ملک کے سوائے ایسا شخص دیکھنے میں نہیں آیا جو شجاعت اور خرد مندی دونوں سے متصف ہو۔ الغرض جب غازی ملک نے خسرو خاں کے لشکر کی آمد آمد دیکھی تو سواروں کی صف بندی کا حکم دیا اور انہوں نے اپنے اپنے اسلحہ درست کر کے بدن پر سجائے جس سے ان میں تازہ جوش پیدا ہو گیا۔ غازی ملک نے خدا سے عاجزانہ دعا مانگی اور اپنے شہر سے نکل کر " ہندوستان " یعنی دہلی کا رخ کیا۔ یہ فوج تھی تو تھوڑی لیکن نہایت دلاور تھی۔ اور اس کی مرتب و محکم صفوں کو بڑھتے دیکھ کر فرشتے اور چاند تارے تک اس کے نظارگی ہو گئے تھے۔ فوج کے اگلے حصے کا سردار ملک فخرالدین جونا تھا اور خود ملک غازی عقب میں تھا۔ یہ فوج علا پور سے گزرتی ہوئی حوض بہت تک پہنچ گئی اور غالباً اسی کو بدایونی کی تاریخ میں حوض تھا نیسر لکھا ہے۔ صاف طور پر پتہ نہیں چلتا کہ یہ کونسا مقام تھا۔ لیکن اسی جگہ تغلق کی فوج سپاہ دہلی کے

مقابل آئی - اور یہیں لڑائی واقع ہوئی - فرشتہ نے لڑائی کے مقام کے متعلق صرف "حدود سرستی" لکھا ہے اور برنی کا قول اس سے بھی زیادہ مبہم ہے - مگر تغلق نامے کے پہلے بیان اور دوسرے اقوال کو ملانے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غازی ملک سرستی ندی کو عبور کر آیا تھا —

اُس کے اِس طرح چڑھ کے آنے پر دہلی کی فوج میں چہ می گوئیاں ہونے لگیں اور امیر خسرو کے قول کے موافق اکثر سردار بلکہ سر لشکر خانخاناں بھی خوف زدہ ہو گیا - اب غازی ملک کے لشکر سے ان کے لشکر کا فاصلہ دس کوس کے قریب تھا (نمبر ۱۷۵۶) اور درمیان میں ایک بے آب جنگل تھا - آخر ایک رات دہلی کی سپاہ نے شبا شب یہ میدان طے کیا - اور صبح ہوتے لشکر تغلق کے سر پر جا پہنچی - امیر خسرو کے بیان سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ رات کے سفر اور گرد و غبار سے سپاہیوں کے حلق خشک ہو گئے تھے اور ممکن ہے کہ وہ بہت تھک گئے ہوں - ان کے سواروں نے صفیں جمائیں ' چاؤشوں نے جنگ کی قرنہ پھونکی ' ہاتھیوں کی صف برسات کی کالی گھٹا کی طرح بڑھی جس کا ہر ہاتھی حملہ کرنے میں بجلی اور چلنے میں آندھی تھا - ان پہاڑ جیسے ہاتھیوں پر اونچی اونچی عماریوں سے یہ معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ پر ابر چھایا ہوا ہے - ان پر تیر انداز چتکی میں تیر دبائے تیار بیٹھے تھے - ہاتھیوں کے پیچھے سواروں کی صفوں کی صفیں چلی آتی تھیں - قلب سپاہ میں خانخاناں سر پر چتر لگائے اس طرح بیٹھا تھا جیسے "کلاہ باراں" کے

نیچے بھیگی گھانس ہوتی ہے - (نمبر ۱۷۷۰) دائیں بائیں سرداران لشکر اشارے کے منتظر تھے - ہر ایک نے شاہانہ اسلحہ سجے تھے، اور اوھے میں غرق تھا - نقارے کی آواز سے آسمان ہلا جاتا تھا - پہلوانوں کے ہاتھہ میں نیزے دبے ہوے تھے - مسلمانوں کی صفوں سے ہندو سپاہیوں کی صفیں علحدہ تھیں - اور تکبیر کی بجاے اپنے ہندی اشلوک اور دیوی دیوتاؤں کے نام جپ رہے تھے - غرض یہ لشکر آگ کے طوفان کی طرح بڑھ رہا تھا - اس کا ایک سرا زیادہ پھیلا ہوا اور دوسرا سمٹا ہوا تھا - (نمبر ۱۷۹۲) —

ادھر غازی ملک تغلق کی سپاہ چند حصوں میں منقسم تھی اور اس کے ایک حصے کو دور ہٹتا ہوا دیکھہ کر لشکر دہلی نے خیال کیا کہ یہ لوگ خوف زدہ ہوکر میدان سے نکل جانا چاہتے ہیں لہذا اور بھی تیزی سے ان پر جھپٹے - اتنے میں فوج کا دوسرا حصہ سامنے آیا اور چونکہ یہ بھی تعداد میں کم تھا لہذا سپاہ دہلی نے بڑے جوش و خروش سے حملہ کردیا - لیکن ابھی تلوار سے تلوار لڑنے نہ پائی تھی کہ تغلق کی دوسری صفیں قطار در قطار اس طرح نمودار ہوئیں کہ آگے آگے ملک فخر الدین جونا تھا - ایک طرف بہرام ابیہ آگ کے پہاڑ کی طرح چلا آتا تھا - بہاء الدین، اسد الدین، علی حیدر، شہاب الدین (ہریک) اپنے اپنے دستوں کو نہایت جاں بازی سے لڑانے لاے تھے اور ملک غازی کے اشارے کے منتظر تھے - معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ دہلی اپنے پہلے ہی ریلے میں اس قدر آگے بڑھ آئی کہ غازی ملک

کے قلب کی فوج اس کے دونوں طرف پھیل گئی اور گھیر کر اتنے تیر مارے کہ صدہا آدمی نشانۂ اجل ہوگئے - (تیر کی تعریف نمبر ۱۸۱۵ تا نمبر ۱۸۲۶) اس کے بعد نیزے تول کے تلواریں کھینچ کر دشمن پر جا پڑے - خسرو خاں کی طرف سے ایک بازو کے سردار قتلا (خاں) نے جو شاہی میر شکار کا عہدہ رکھتا تھا، غالباً ایک جداحی حملہ کیا تھا کہ ایک تغلقی سوار کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا - وہ چلایا کہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے چلو - وہ میرا مرتبہ پہچانتا ہے لیکن ایک جوق نے اس پر حملہ کردیا اور سر کاٹ کر غازی ملک کے پاس لائے - اس نے ایسے امیر کبیر کے مارے جانے پر بہت افسوس کیا - الغرض اب غازی ملک نے موقع دیکھ کر ایک عام حملہ کیا جس سے دشمن کے پانو اکھڑ گئے اور خود خانخاناں بھاگ کھڑا ہوا - اسی کے ساتھ یوسف خاں جو بڑے لاف و گزاف کرتا تھا، اور شایستہ خاں اور خضر خاں جو لشکر کے بڑے سردار تھے فرار ہوگئے - ملک فخرالدین کی فوج سے لڑائی جاری تھی لیکن خانخاناں کے بھاگنے سے سپاہ دہلی کا دل ٹوٹ گیا اور جس کا جدھر منہ اٹھا ادھر بھاگا - ملک فخرالدین چاہتا تھا کہ بھاگنے والوں کا تعاقب کرے لیکن اس قدر مال غنیمت پیچھے رہ گیا تھا کہ اس کو سنبھالنا دشوار ہوگیا - بارہ ہاتھی اور خانخاناں کا سرخ چتر فخرالدین جونا کے ہاتھ آئے —

—— * ——

پھر ایک نیا عنوان لے کر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ میں نے

فیروزیٔ بخت سے سوال کیا کہ فتح کے بعد ملک غازی نے کیا کیا اور اس نے جواب دیا کہ غازی ملک خدا کا شکر بجا لایا۔ اور دھلی کی طرف بڑھنے اور خسرو خاں سے جنگ کرنے کی تیاری میں مصروف تھا کہ دھلی کے بہت سے سپاھی اور سردار جو لڑائی میں قتل ہونے سے بچ گئے تھے، نہایت شرمندہ اور دست بستہ اس کے سامنے پیش کیے گئے۔ غازی ملک کے سپا ھی ان کو طرح طرح کے طعنے دیتے اور آوازے کستے تھے۔ اسی کے ساتھہ بے حساب مال و خزاین اور ساز و سامان جو غنیمت میں ھاتھہ آیا تھا سامنے لا یا گیا۔ یہ سب چیزیں خدا کی مہربانی سے غازی ملک کے ھاتھہ آئیں لیکن جو لوگ گرفتار ہوکر آ ے تھے ان پر اس نے بڑی عنایت و مہربانی کی۔ مقتولوں کے حال پر بہت افسوس کیا۔ زخمیوں کی مزاج پرسی سے ھمت بڑھائی۔ علاج معالجہ کا انتظام کیا اور بعض سرداروں کی خود تیمارداری کی۔ انھی میں ایک سردار تمر تھا جسے غازی ملک کے سپاھی قتل کرنا چاھتے تھے۔ لیکن اس کی درخواست پر تغلق کے پاس لے گئے۔ اس نے اسے قتل سے بچا یا اور کمال عزت و مہمان نوازی سے پیش آیا بلکہ اپنے ھاتھہ سے زخموں میں ٹانکے دئیے اور دوا ٹپکائی۔ اور برابر اس کی خبرگیری کرتا رھا۔ (تا نمبر ۱۹۵۵) ۔

(۹)

"پس از فتح نخستیں جنبش غازی ملک از جا
ز بہر قلعۂ کبران برائے مسند و افسر"

اس فتح کے بعد غازی ملک نے دھلی کی طرف پیش قدمی

کی ۔ ایک ایسی تمہید کے بعد جس میں جملہ ثوابت و سیارات کی طرف سے نوید فتح و بادشاہی کے اشارات تحریر ہیں ' امیر خسرو لکھتے ہیں کہ تغلق کے انتظام سے پالم سے ہانسی اور مدینہ تک ہر جگہہ امن و امان ہو گیا تھا ۔ اور اسی موقع پر جب ایک قافلہ (غالباً بنجاروں کا) فوج والوں نے پکڑا اور ان سے چھہ لاکھہ تنکہ وصول کر کے تغلق کے سامنے پیش کیا تو اس نے یہ نا جائز رقم لینے سے قطعی انکار کردیا ۔ موضع مدینہ (نمبر ۱۹۹۲) رہتک سے چند میل شمال میں اب تک موجود ہے اور پالم شہر دہلی کے شمال میں مشہور گاؤں ہے جہاں سے خود شہر کی سرحد شروع ہو جاتی ہے —

ادھر خانخاناں اور شکست خوردہ سردار دہلی کی طرف بھاگے تو اس تمام علاقے میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور جگہہ جگہہ ڈاکو اور چور لوٹ مار کرنے لگے اور خسرو خاں کا انتظام بگڑ گیا ۔ خود شہر میں ان خبروں نے سخت پریشانی پیدا کی ۔ خانخاناں کی فوج میں زیادہ تر دہلی کے سپاہی تھے اور ان میں سے جو لوگ مقتول اور اسیر ہوئے اور گھروں کو واپس نہ آئے ' اُن کے عزیز و اقربا میں شہر کے اندر ماتم و فریاد کا شور برپا ہوا ۔ خسرو خاں نے شکست خوردہ سرداروں کو سامنے بلا کر حیرت سے کہا کہ تم جو اس قدر کثیر فوج اور جنگی ساز و سامان لے کر گئے تھے ' یہ تم کو کیا ہوا کہ اس قدر آسانی سے شکست کھا کے بھاگے اور اتنے نامی گرامی سرداروں کو کٹوا دیا کہ ان میں سے ہر ایک تغلق کے ہم رتبہ تھا ۔ پھر کہنے لگا کہ اس

میں تمھارا کیا قصور ہے - یہ میری تقدیر کی خرابی ہے - اگر بادشاہی مجھے سزاوار ہوتی تو فتح بھی میرا ساتھ دیتی - پھر تغلق کی شجاعت و ہمت اور اقبالمندی کا اعتراف کیا اور کہا کہ حقیقت میں وہی شخص بادشاہی کا سزاوار ہے - (تا نمبر ۲۰۶۳)

اس کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں کہ خسرو خاں کچھ دیر تو اپنی تقدیر کو روتا رہا اور اس نے رفیقوں سے بات کرنی چھوڑ دی - لیکن پھر اپنے عاقل دوستوں کو بلایا اور ان سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے - بعض نے مصالحت کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ملک غازی کو کچھ اور علاقہ دے کر رضا مند کرلینا چاہیے - کسی نے کہا کہ یہ خیال خام ہے - وہ شخص جو تلوار لیے چلا آتا ہے اور فتح نے اس کے دماغ میں بادشاہی کا خیال پیدا کردیا ہے وہ اس قسم کی باتوں سے صلح پر ہرگز آمادہ نہ ہوگا - جب دشمن ایک بار چیرہ دست ہو جائے تو پھر اس سے مصالحت کی بات کرنا اپنے آپ کو اور ذلیل کرنا ہے - اب تو مصلحت اسی میں نظر آتی ہے کہ جواریوں کی طرح جان مال کی بازی لگا دی جائے - جب تونے مسند شاہی پر قدم رکھا ہے تو بادشاہوں کی طرح کمر ہمت باندھ اور خوابگاہ سے نکل کر خون کے میدان میں آ - خزانے کے منہ کھول دے کہ بادشاہوں کا روپیہ اسی دن کے واسطے ہوتا ہے - خصوصاً یہ روپیہ تو تیرا جمع کیا ہوا بھی نہیں ہے - دوسروں نے اسے جمع کیا تھا تو اسے بے دریغ خرچ کر - جنگ میں اگر خدا نے تجھ کو فتح دی تو ایسے خزانے بہت جمع ہو جائیں گے - اور اگر معاملہ برعکس

ہوا تو دشمن کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا اور اس فیاضی اور داد و دہش کی بدولت تیرا نام باقی رہ جائے گا۔ حسن اگرچہ یہ باتیں سن سن کر دل میں اور ہراساں ہوا جاتا تھا لیکن چونکہ اپنی بہتری کی سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی لہذا حکم دیا کہ شہر کے باہر لشکر جمع ہو۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ اس کی حالت ایسی تھی جیسے پارے کی قُطّی کہ باہر سے مضبوط نظر آتی ہے اور اندر لرزہ پڑا ہوتا ہے۔ بہر حال دلی خوف کو جس طرح بنا چھپایا اور شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھ محل سرا سے باہر آیا۔ امرا اور سرداران لشکر اپنی اپنی فوجوں اور جنگی ہاتھیوں کے ساتھ گرد جمع ہونے لگے۔ ہندوؤں کے ساتھ ساتھ خسرو خاں کے مسلمان رفقا بھی تھے۔

" چناں آمیختہ با آں سپاہاں کہ خیرات مسلماں با گناہاں "

لشکر کا اجتماع حوض خاص کے میدان میں ہوا جس کے مشرقی سرے پر آج کل فیروز تغلق کا مقبرہ اور مدرسہ بنا ہوا ہے۔ چونکہ سپاہ کی کثرت تھی اور ادھر غازی ملک کا رعب دلوں پر چھایا ہوا تھا لہذا بہت ہی قریب قریب ڈیرے جمائے گئے۔ لشکر گاہ کے سامنے ایک بے قاعدہ سی خندق اور پشت کی طرف کچی دیوار بنائی گئی۔ اسی دیوار کے اندر روشن حوض تھا جس سے مختصر ہونے کے باوجود تمام اہل لشکر پانی لیتے تھے۔ اس مورچہ بندی اور کثرت تعداد و سامان کے باوجود امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک تغلق کی آمد آمد کی خبر ہندوؤں پر دنیا تاریک کیے دیتی تھی۔

" چو خورشیدے کہ بارد بر جہاں نور بود بر شب‌پرک تاریک ودیجور "

پھر امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں لکھتے ھیں کہ زر و گوھر نچھاور کرنا بھی اسی کے لیے مفید ھوسکتا ھے جو یہ کام اپنی مرضی اور آزادی سے کرے ورنہ دشمنوں کے خوف سے اور عاجز ھوکر روپیہ لٹانا نہ دینے والے کی ناموری کا باعث ھے نہ لینے والے کی احسان مندی کا۔ چنانچہ خسرو خاں نے بھی محل سے باھر آکر جو روپیہ پانی کی طرح لٹایا اور اس میں مسلمانوں سے کہیں زیادہ ھندوؤں نے اپنے گھر بھرے، اس سے بھی لوگوں کے دلوں میں تغلق کی تلوار کا جو خوف جاگزیں تھا وہ کم نہ ھوسکا۔ خزانے کے اس طرح لٹا دینے کا ذکر برنی اور بعد کی تاریخوں میں بھی آتا ھے۔ لیکن تغلق کے منزل بہ منزل بڑھنے کی یہ تفصیل کسی تاریخ میں نہیں پائی جاتی جیسی تغلق نامے میں درج ھے کہ وہ ھانسی سے گزر کر مدینہ میں آیا اور وھاں سے رھتک پہنچا۔ پھر موضع مندوتی اور پالم سے بڑہ کر اراولی پربت کی کسنبور نامی پہاڑی کو عبور کرکے لہراوت کے میدان تک آگیا جس کے مشرق میں جمنا اور جنوب کی طرف چند میل پر قدیم دھلی (یعنی سیری) واقع تھی۔ برنی وغیرہ نے بھی لکھا ھے کہ اس کا پڑاؤ اندرپت یعنی پرانے قلعے کے قریب تھا اور غالباً اُس تمام رقبے میں پھیلا ھوا تھا جہاں آج کل نئی دھلی کی عمارتیں بنائی جا رھی ھیں —

اب فریقین ایک دوسرے سے چند میل کے فاصلہ پر آمادۂ جنگ تھے اور معلوم ھوتا ھے کہ تغلق کے پڑاؤ پر پیش قدمی حسن کی طرف سے ھوئی۔ یہ شعبان سنہ ۷۲۰ ھجری کی چاند رات کا ذکر ھے۔ فرشتہ نے اور اسی کی دیکھا دیکھی حال کے انگریز مورخوں

نے سن کو غلطی سے سنہ ۷۲۱ ھجری لکھ دیا ہے اور راقم الحروف نے بھی اپنی تاریخ ہند میں یہی غلطی کھائی ہے۔ لیکن تغلق نامے کے بیان کی تائید بدایونی کے علاوہ خود فرشتہ کے بیان سے بالواسطہ طور پر اس طرح ہو جاتی ہے کہ اس نے غیاث الدین تغلق کی مدت سلطنت چار سال اور چار ماہ اور وفات ربیع الاول سنہ ۷۲۵ ھ میں تحریر کی ہے۔ جو اسی وقت صحیح ہوسکتی ہے جب کہ تخت نشینی کی تاریخ سنہ ۷۲۱ ھ کی بجائے سنہ ۷۲۰ ھ میں قرار دی جائے —

بہر حال اسی شب کو عین الملک ملتانی نے اپنے خفیہ وعدے کے بموجب خسرو خاں کا لشکر چھوڑ کر صوبۂ اُجین کی طرف چل دیا اور بظاہر اس ہنگامے میں خسرو خاں کو صبح تک اس بات کی خبر نہ ہوئی۔ وہ رات بھر لشکر کی ترتیب اور سرداروں سے مشاورت وغیرہ میں مصروف رہا اور صبح ہوتے ہی تیز تیز غازی ملک تغلق کے لشکر کی طرف بڑھا۔ اس کے زبردست لشکر اور سرداروں کی امیر خسرو نے خاصی تفصیل سے کیفیت لکھی ہے کہ ان میں یوسف خاں صوفی، کمال الدین صوفی، شایستہ خاں قرقمار، امیر حاجب کافور "مہروار" نائب امیر حاجب شہاب اودہ کا صوبہ دار اور اسی طرح کئی اور مسلمان سردار شامل تھے۔ خسرو خاں کا بھائی خانخاناں اور ماموں (یا نانا) رندھول جیسے راے رایاں کا خطاب دیا تھا، اور بہت سے نئے نئے امیر جو غلامی کے درجے سے یک بیک امارت و سرداری کے مرتبے تک پہنچے تھے، اپنی اپنی فوجیں لیے ساتھ تھے۔

لشکر کے آگے آگے جنگی ہاتھیوں کی صف تھی اور انہیں کے گرد دس ہزار جرار سوار براوو قوم کے، مرنے کی ٹھانے ہوئے ریشمی رومال باندھ کر آئے تھے ان کے نام اہر دیو، امر دیو، نرسیا، پرسھا، ہرمار، پرمار، اور کالی کالی صورتیں تھیں - بعض پرچموں کے آگے جنگلی سور کے دانت لٹکتے تھے - غرض آدھی ہندو اور آدھی مسلمان سپاہ کثیر اور بڑے بھاری جنگی ساز و سامان کے ساتھ خسرو خاں میدان میں پہنچا اور ملک غازی تغلق کو جو اس دن لڑنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا، مجبوراً صف جنگ آراستہ کرنی پڑی - اس موقع پر بھی اس نے اپنے خاص رفیقوں کو بلاکر جنگ کا جوش دلایا اور ان سے جان نثاری اور جاں بازی کا از سرنو عہد لیا - ان سب نے اپنے آقا کے سر پر تصدق ہونے کے ولولہ انگیز قول و قرار کیے اور کہا کہ اے سردار، تو ہمارا ولی نعمت ہے اور جہاں کہے گا ہم وہاں اپنی جان لڑا دیں گے اور تو دیکھے گا کہ ابھی ہم اپنے حملے سے اس لشکر کثیر کو کس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں - اب غازی ملک نے مطمئن ہوکر اپنی صفیں آراستہ کیں - میمنے پر بھانجے بہاء الدولہ کو اور دوسری فوج پر ملک بہرام ابیہ کو سردار بنایا - اس کے پہلو میں علی حیدر کا دستہ استادہ کیا - میسرے پر ملک فخرالدین جونا اور اپنے بھتیجے اسد وغیرہ چار سردار مقرر کیے - قلب لشکر کی قیادت خود اپنے ذمے لی - یہ بھی حکم دیا کہ ہر سردار اپنے جھنڈے پر مور کے پر باندھ لے تاکہ غنیم کے جھنڈوں اور اپنے علم میں امتیاز رہے - دوسرے بقول امیر خسرو کے یہ مور کے پر کفار مغول کی

لڑائیوں میں بھی تغلق کے پرچم پر بندھے رہا کرتے تھے اور اس کی فتوحات نے انھیں مبارک و مسعود مشہور کردیا تھا - امیر خسرو نے یہ دلچسپ تفصیل بھی تغلق نامے میں کی ہے کہ اس موقع پر غازی ملک کے لشکر کی پہلول لفظ "قلا" تھی (نمبر ۲۳۶۴) اور اس نعرے کو سن سن کر خسرو خاں کی آنکھوں میں اندھیرا چھایا جاتا تھا - (تا نمبر ۲۳۷۸) —

پھر ایک نئے عنوان کے تحت میں امیر خسرو جنگ کا حال لکھتے ہیں کہ دونوں لشکروں کے آمنے سامنے آتے ہی خسرو خاں کی ایک فوج نے اس شدت سے تغلق کے لشکر پر حملہ کیا کہ اپنے سامنے سے سب کو ریلتے ہوے لشکر کے پڑاؤ تک پہنچ گئے اور ملک غازی تغلق کے پاس ایک دستۂ فوج کے سوا جس میں تین سو سوار تھے کوئی نہ ٹھہرا* - لیکن تھوڑی دیر میں اس کے خاص خاص سردار گرد و پیش جمع ہو گئے اور انھیں کو ساتھ لے کر ملک غازی نے دشمن کے بے حساب لشکر پر حملہ کیا - حملہ آوروں کی تعداد پوری پانسو بھی نہ تھی (نمبر ۲۳۹۰) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ جناحی حملہ کچھ ایسا با موقع ہوا تھا کہ غنیم کے لشکر میں پریشانی پیدا ہوگئی - تغلق کا گھوڑا معرکے میں ہر طرف پیش پیش نظر آتا تھا - اور امیر خسرو کے بیان سے معلوم ہوتا ہے (نمبر ۲۴۱۲) کہ حسن خاں کے چھتر پر بھی اسی کا وار ایسا کارگر پڑا کہ چھتر خسرو خاں کے سر پر اُلٹ

---

* اسی واقعہ کو ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں تحریر کیا ہے —

کے گرا اور اسی کے ساتھہ اس کے لشکر کی ترتیب بگڑ گئی ۔ خسرو خاں بد حواس ہوکر بھاگا ۔ اس بد حواسی سے اتنے بڑے لشکر میں غضب کی ہلچل مچ گئی کہ ہر شخص جدھر منہ اُٹھے بھاگنا چاہتا تھا اورخود اپنی صفیں ایک دوسرے پرپلی پڑتی تھیں۔ بھاگنے والوں کو حملہ آوروں کے وار روکنے کا بھی ہوش نہ تھا اور بھاگتے میں زخم کھاتے اور مرتے چلے جاتے تھے ۔ بعض لوگ بغیر لڑے ہتھیار ڈال رہے تھے اور بعض چھپنے کے لیے گڑھے اور کھائیں ڈھونڈتے تھے ۔ اس ہنگامۂ قیامت میں بھی تغلق کی فوجوں نے جو معلوم ہوتا ھے کہ اب پوری قوت سے پلٹ پڑی اور تعاقب کر رہی تھیں، مسلمان سپاہیوں کی کچھہ نہ کچھہ رعایت کی مگر تغلق کے لشکر میں ایک معقول تعداد پنجاب کے ہندو کھوکھر (گکھڑ) سپاہیوں کی تھی ۔ انھوں نے غنیم کے مسلمان سپاہیوں پر بھی ہاتھہ صاف کیا ۔ غرض ہر طرف مار دھاڑ اور چیخ پکار کا شور تھا اور خسرو خاں کو بھگا دینے کے بعد تغلق کی فوجیں لوٹ مار کرنے لگی تھیں کہ یکا یک ایک طرف سے ہندوؤں کے ایک لشکر نے حملہ کیا ۔ ملک غازی کی نظر نے فوراً اس خطرے کو بھانپ لیا ۔ حملہ آوروں کی صدائے "نارائن" کے ساتھہ اس نے نعرۂ تکبیر بلند کیا ۔ باوجود اس کے یہ حملہ اتنا تیز اور تند ہوا تھا کہ غازی ملک کے سنبھلتے سنبھلتے حملہ آوروں نے اس کی فوج کے بہت سے جھنڈوں کو کاٹ کاٹ کے گرا دیا مگر غازی نے اسی وقت ایک سپاہی کو اشارہ کیا کہ اس کا خاص علم جس پر مچھلی بنی ہوئی تھی قایم کرے اور نقارچی کو حکم دیا کہ تو گھوڑے پر جم کے بیٹھہ جا

اور برابر نقارے پر چوب لگائے جا - اگر تونے آج میرے سامنے نوبت بجانے میں کمی نہ کی اور خدا نے مجھکو فیروز مند کیا تو تیرا نقارہ اشرفیوں سے بھردوں گا - اور جس شخص نے علم گاڑا تھا اس سے کہا کہ اگر تو بھی اسی طرح علم کو لیے قایم رہا تو تیرے قد سے اونچا روپیے کا ڈھیر لگا کر تجھے مچھلی کی طرح اس میں تیرا دوں گا - کیونکہ اگر یہ میرے جھنڈے کی مچھلی قایم اور نقارہ بج رہا ہے تو پھر مجھ کو دشمن کی سو صفوں کا بھی خوف نہیں ہے (نمبر ۲۳۸۳ تا نمبر ۲۳۹۸) - امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی کی اس حکمت اور ہمت کی بدولت کہ تن تنہا میدان میں ڈٹا رہا اور اپنا علم قایم رکھا ' اس کے سوار جو منتشر ہوگئے تھے جھنڈے کو دیکھ کر اس طرف جمع ہونے لگے - اب اس نے غور سے دیکھا تو دشمن کا ایک زبردست لشکر بہت فاصلے پر نظر آیا جس کے ساتھ تھوڑے سے ہاتھی بھی تھے - اور نشیب میں ہونے کی وجہ سے یہ فوج پوری طرح نظر نہ آتی تھی اور اب تک ملک غازی کے حملوں سے محفوظ رہی تھی - دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ خسرو خاں کے چند مسلمان سرداروں کی فوج تھی - ہندو فوج کا ایک دستہ بھی اس کے ساتھ تھا - اور خسرو خاں کا خاص رفیق یوسف صوفی خاں ان میں موجود تھا - پس تغلق نے اس طرف رخ کیا اور ایک ہی حملے میں اس فوج کو بھگادیا - اب دشمن سے میدان خالی اور فتح کے کامل ہونے میں کچھ کسر نہ رہی تھی - غازی ملک اپنے پڑاؤ کی طرف پلٹا - اس کے سپاہیوں نے سوائے کھوکھر اور وحشی افغانوں کے زیادہ غارت گری

نہیں کی ۔ اور مسلمان عموماً لوٹ مار سے محفوظ رہے ۔ البتہ بھاگنے والے ہندو سپاہی اور سردار جن کو خسرو خاں کی داد و دہش نے حال میں مالا مال کیا تھا ان کے زر و جواہر خوب لٹے :-

" گروہے گوہر جاں داد برباد | گروہے را قضا گنج گہر داد
جہاں را دیر شد کائیں چنین است | کہ ہرچہ او را جگر ایں رنگین است
کسے کو پشت داد و پس نہ بیند | بغارت روئے او را کس نہ بیند
قرے با پز مثل شد در شہانی | کہ در غارت نباشد مہربانی "

(۱۰)

" بشارت دادن اسباب شاہی و جہاں داری
دل غازی ملک را بہر مسند ز انجم و اختر "

فتح کے بعد جس کا تغلق نے سب سے پہلے سجدۂ شکر ادا کیا ، امیر خسرو نئی داستان مذکورۂ بالا عنوان سے شروع کرتے ہیں - تمہید میں لکھتے ہیں کہ آدمی کا بلند و پست ہونا تقدیری امور ہیں - اس میں نہ اپنی کوشش کا دخل ہے نہ کسی دشمن کی مخالفت چل سکتی ہے :-

ز تقدیر است چوں بینی بہ تمیز | خواص قابلیت در ہمہ چیز
یکے را کز بلندی بہرہ مند است | نیارد پست ماندن چوں بلند است
دگر کز آسمانش بہرہ پستی است | رہش با چار سوئے زیر دستی است

اب غازی ملک کے تخت شاہی پر پہنچنے کا حال سنو کہ وہ اس روز اپنے پڑاؤ پر ہی رہا - فتح کے ساتھ ہی ہر طرف سے گویا زمین و آسماں اسے زبان حال سے بادشاہی کی بشارت دیتے تھے لیکن ملک غازی اس جذبۂ ہوس کو دل ہی دل میں دباتا اور کہتا تھا

کہ میں ایک سپاہی آدمی ہوں۔ مجھے مسند شاہی کے پاس نہ پھٹکنا چاہیے کیونکہ بادشاہی بڑی ذمہ داری اور درد سر کا کام ہے۔ لیکن امیر خسرو لکھتے ہیں کہ جس کو آسمان نے اس کام کے لیے بنایا ہو اسے تقدیر منصب شاہی پر لائے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اس کی مثال میں ایک حکایت لکھ کر، بیان کرتے ہیں کہ صبح کو جو شعبان مبارک کی پہلی تاریخ تھی، غازی ملک آہستہ آہستہ پائے تخت دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ جلوس کے آگے آگے ہاتھیوں کی صف تھی جو اسی لڑائی میں ہاتھ آئے تھے۔ نوبت والے طبل و دمامہ بجاتے "نقیب دور باش" کی آوازیں لگاتے، چل رہے تھے۔ پیادہ و سوار ننگی تلواریں لیے، نیزے چمکاتے آگے تھے۔ یہاں تک کہ جلوس قصر شاہی تک پہنچا اور تغلق نے گھوڑے سے اتر کر وہیں فرش زمیں پر دوبارہ سجدۂ شکر ادا کیا۔ پھر عماید و امرا سب کو بلا کر جان بخشی اور عام معافی کا مژدہ سنایا۔ سب کو اپنے برابر عزت سے بٹھایا اور یہ تقریر کی کہ میں ایک معمولی آدمی تھا۔ سلطان جلال الدین مغفور نے اپنی عنایت سے مجھے مقرب بنایا۔ اس کے انتقال کے بعد مجھے تردد رہا کہ اتنے میں اقبال علائی کا آفتاب طلوع ہوا اور میں نے بھی بادشاہ کی خدمت اختیار کی۔ میں پہلے بادشاہ کے بھائی الغ خاں کی ملازمت میں رہا اور اس کی نوازشوں سے بہرہ مند ہوا اور جب وہ گذر گیا تو بادشاہ کی خدمت گزاری کی۔ اور اسی بادشاہ کی عنایت سے اس درجۂ امارت و سرداری تک پہنچا۔

لوگوں نے تغلق کی یہ تقریر سن کر کہا کہ اے امیر! تو اپنی

خوبیاں دوسروں سے کیوں منسوب کرتا ہے جب کہ ہم تیرے حال سے بخوبی واقف ہیں۔ جس وقت بادشاہ نے رنتھمبور کا محاصرہ کیا اور اپنے لشکرگاہ کے گرد ایک حلقہ بنایا اس وقت رائے رنتھمبور نے ایک چیدہ لشکر سے اس حلقے پر شدید حملہ کیا جس سے بادشاہ کی فوج میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ نے تجھہ ہی کو حکم دیا اور تو ہی نے اپنی شجاعت اور کوشش سے حملہ آوروں کو شکست دی تھی۔ اسی فتح کی جلدو میں بادشاہ نے تیرا اعزاز و اکرام کیا۔ پھر جب اس بادشاہ (یعنی سلطان جلال الدین) نے وفات پائی اور علاء الدین اس کا جانشین ہوا تو اپنی وفاداری کی وجہ سے تو اپنے عہدے پر بحال رہا۔ بعد ازاں جب مغلوں نے برن (موجودہ ضلع بلند شہر) کی طرف یورش کی اور بہت سے مسلمانوں کو غلام بنا لیا، اس وقت بادشاہ نے تجھی کو مقابلے میں بھیجا۔ وہ چار تمن یعنی چالیس ہزار کا لشکر تھا۔ اور اس کے چاروں سردار مغل شہزادے تھے مگر تو نے تھوڑے ہی عرصے میں اس لشکر کو شکست دی۔ اسی طرح کئی مغل سرداروں کو پے درپے شکستیں دیں اور ہر معرکے میں سرخ رو ہوا۔ پھر سمندر کے قریب بونبل (؟) کے مقام پر کفار مغل سے جو دس ہزار چیدہ جنگ آزماؤں کے ساتھہ آئی تھی اور ان کے سردار کا نام بھی تغلق تھا، شدید جنگ ہوئی۔ مگر وہ تغلق کفر کی حمایت میں، اور تو دین کے لیے لڑا تھا اس لیے خدا نے تجھہ کو فتح کامل عنایت کی۔ بونبل کے راجہ سے بھی تو نے خراج اور سمندر کا محصول راہ داری وصول

کہا - پھر حیدر و زیرک کے لشکروں کو شکستیں دیں - غرض کہاں تک تفصیل کی جاے کہ تجھے اتھارہ بڑے بڑے معرکوں میں فتح حاصل ہوئی ہے - ان کے بعد یہ تازہ فتوحات تھیں جو تجھے لشکر دہلی پر میسر آئیں - شیر خدا حضرت علی کے بعد اتنی فتوحات ابو مسلم کے سوا کس کو حاصل ہوئیں - خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے تجھے اس کامیابی کے لیے زندہ رکھا ورنہ کتنے ہی امرا ہلاک ہوگئے - اب جب کہ تو اتنی بلاؤں سے محفوظ رہا ہے، تخت شاہی پر جلوس فرما اور سلطنت کو از سر نو رونق دے (تا نمبر ۲۶۸۱) —

ملک غازی نے کہا کہ میرا جواب وہی ہے کہ میرا تاج و تخت میری تیر و کمان ہے - جس طرح بادشاہوں سے تیغ آزمائی نہیں ہوتی، اسی طرح جنگ آزماؤں سے نچلا نہیں بیٹھا جا سکتا - مجھے سلطان علاء الدین کی مہربانی سے یہ مرتبہ ملا - اس لیے مجھ پر اس بادشاہ کا بہت بڑا حق واجب تھا - جب میں نے سنا کہ کافر نعمت خسرو خاں نے اس کی نسل کو مٹا دیا، اپنے ولی نعمت خلیفۂ وقت، قطب الدین کو قتل کردیا، اس کی بیویوں اور بچوں کو بھی مروا دیا - اور طرح طرح کی شرمناک بدعتیں کیں، تو دنیا میری آنکھوں میں تاریک ہوگئی - میں نے بہت نوحہ و ماتم کیا اور اپنے دل سے کہا کہ ایسی زندگی پر حیف ہے کہ میرے اولیاے نعمت اس طرح مارے جائیں اور میں ان کا انتقام نہ لوں- حقیقت میں میں نے تین نیتیں کی تھیں - ایک تو یہ کہ میں دین اسلام کی راہ میں جہاد کروں گا - دوسرے یہ

کہ اس مبارک سر زمین کو ایسے کمینے ہندو زادے کے ہاتھ سے چھین لوں اور ان شہزادوں یا عالی نژادوں کو مراتب سلطنت پر متمکن کروں جو اس کے اہل ہیں۔ تیسری نیت یہ تھی کہ جن کافر نعمتوں نے نسل شاہی کو اس بے رحمی سے برباد کیا ہے انہیں کیفر کردار کو پہنچاؤں۔ یہ نیتیں محض خدا کی رضا جوئی کے واسطے تھیں اور خدا کے فضل سے میری مضبوط ہمت نے ان تینوں ارادوں کو اتمام کو پہنچایا۔ اور جب میری مراد بر آئی تو اب میں تمام عمر اس دن کی کامیابی کا شکر ادا کروں گا۔ میں تخت بادشاہی کا جویا نہیں ہوں اور سوائے دینی جہاد کے تلوار نہ کھینچوں گا۔ اب اگر نسل شاہی میں سے کوئی شخص بھی زندہ ہے تو یہ تخت سلطنت اسی کے نام لکھا جائے۔ اور اگر ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے تو یہاں اور بہت سے بڑے بڑے امیر موجود ہیں۔ مجھے اپنا گھوڑا اور دیوپالپور کا ویرانہ سب سے زیادہ پسند ہے۔ (تا نمبر ۲۷۲۴)—

اکابر ملک نے پھر اس کے پاؤں چومے اور اصرار کیا کہ کلاہ بادشاہی تیرے ہی لئے موزوں ہے۔ اگر تاج کے لائق کوئی اور سر ہوتا تو تقدیر الٰہی یہ عزت و مرتبہ اسی کو بخشتی۔ ہم جو آج تیرے سامنے زیر و سرنگوں کھڑے ہیں کیوں کر تیرے مقابل میں تخت سلطنت کے سزاوار ہوسکتے ہیں۔ تغلق نے پھر وہی عذر کیا اور امیروں نے پھر اصرار کیا۔ تغلق نے کہا کہ میں کوئی بچہ نہیں ہوں کہ آپ لوگوں کی ان تقریروں سے بادشاہی کے شوق میں اس کی دشوار ذمہ داریوں کو بے تامل اٹھا لوں۔ دوسرے اگر میں

نے بادشاہی قبول کی تو لوگ یہی کہیں گے کہ میں نے اسی غرض سے تلوار کھینچی تھی۔ لوگوں نے آخر میں یہ دلیل بھی پیش کی کہ اگر تیرے سوائے کوئی دوسرا تخت پر بیٹھا تو وہ تجھ سے خائف اور اس لیے تیری مخالفت پر آمادہ ہوئے بغیر نہ رہے گا جیسا کہ ابو مسلم کے معاملے میں ہوا کہ اس نے جعفر کو تخت خلافت پر بٹھایا اور جعفر نے اپنی حفاظت کے لیے خود اسی کو قتل کرایا۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ یہ بات سن کر تغلق بھی سوچ میں پڑگیا اور وہ ابھی اسی تردد میں تھا کہ دور سے اس کے سامنے تین چتر نمودار ہوئے۔ اس وقت اسے اپنا وہ خواب یاد آیا جس میں اس نے اپنے سر پر تین چاند چمکتے دیکھے تھے۔ اور بالآخر لوگوں کی درخواست اور تخت شاہی کو بخشش الہی سمجھ کر قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی —

تخت شاہی کے لیے اس رد و کد کا حال برنی اور بعد کی تاریخوں میں بھی موجود ہے۔ برنی نے تصریح کی ہے کہ یہ مجلس قصر ہزار ستون میں منعقد ہوئی تھی۔ ابن بطوطہ نے یہ دلچسپ روایت بھی لکھی ہے کہ ملک تغلق اپنے دوست بہرام ایبہ کو بادشاہی کی دعوت دیتا تھا۔ بہرام نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تم تخت شاہی قبول نہیں کرتے تو ہم تمہارے بیٹے فخرالدین کو بادشاہ بنا لیں گے۔ یہ سن کر تغلق نے بہتر یہی سمجھا کہ خود بادشاہی قبول کرلے —

(۱۱)

جلوس شہ غیاث الدین و دنیا تغلق غازی
فراز تخت سلطانی چو افریدون و اسکندر

دوسرے روز یعنی ہفتے کی صبح تغلق نے تخت سلطنت پر جلوس کیا اور سلطان غیاث الدین اس کا شاہی خطاب قرار پایا۔ پھر دو منظوم عنوانوں کے تحت میں امیر خسرو نے خسرو خاں اور اس کے بھائی کی گرفتاری اور قتل کا حال تحریر کیا ہے کہ دونوں بھائی فراری میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ خانخاناں کسی بڑھیا کے گھر میں جا چھپا تھا لیکن غالباً اسی روز تغلق کے سواروں کو اس کا پتہ مل گیا۔ انہوں نے فخرالدین جونا کو، جسے اس موقع پر پہلی مرتبہ تغلق نامے میں الغ خاں کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے (نمبر ۲۸۱۵) خبر کردی اور اس مکان تک لے آئے۔ الغ خاں نے وعدہ کیا کہ بادشاہ تیری جاں بخشی کردے گا لیکن جب وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے لایا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے شہر میں پھرایا جائے اور جس طرح اس نے مستورات کی پردہ دری کی تھی اس کی بھی تشہیر کی جائے۔ چنانچہ بڑے بڑے بازاروں میں اس کو پھرایا گیا۔ اور اس کے بعد سر کاٹ کر کنگرے پر لٹکا دیا گیا —

پھر امیر خسرو ایک پند آموز تمہید کے بعد لکھتے ہیں جب خسرو خاں شکست کھا کے میدان سے بھاگا تو چند ہم قوم برادو سوار بھی اس کے ساتھ تھے۔ وہ تھوڑی دیر ہر طرف دوڑتے پھرے کہ امن کی جگہ یا پناہ کا راستہ مل جائے۔ لیکن اس دوادوش میں راستہ بھول گئے اور خسرو خاں اپنے ساتھیوں سے بھی الگ ہو گیا۔ اور گرتا پڑتا ایک ویران باغ میں جا چھپا۔ برنی نے لکھا ہے کہ وہ اپنے قدیم آقا ملک شادی کے مقبرے کے باغ

میں جا چھپا تھا - اور دوسرے روز وہاں سے گرفتار ہو کے آیا۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ وہ تین دن تک برابر باغ میں چھپا رہا اور پھر بھوک سے بے قرار ہو کر ایک باغبان کو اپنی انگوٹھی دی کہ اسے گروی رکھ کر کچھ کھانا لائے - یہ انگوٹھی پکڑی گئی اور اسی سے خسرو خاں کا کوتوال کو سراغ مل گیا - تغلق نامے میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے الغ خاں کو اسے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا - غرض وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے پیش ہوا - بادشاہ نے اس سے سوال کیا کہ اے ظالم تونے اپنے ولی نعمت کے ساتھ یہ کیا کیا کہ اس نے تجھ کو اپنے دل میں جگہ دی اور تونے اس کا خون کردیا - خسرو خاں نے جواب دیا کہ میرا حال دنیا کو معلوم ہے ----

" اگر نارفتنی بر من نرفتے ز من نا آسدے ویں فن نرفتے "

اس بحث میں قطب الدین کی بد فعلی کا اشارہ ہے جس کا برنی نے بار بار اور خاص صراحت سے ذکر کیا ہے - تغلق کے سوال پر کہ شہزادوں نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو ان کو اس بے رحمی سے قتل کیا - خسرو خاں نے جواب دیا کہ یہ مشورہ میرے رفیقوں نے مجھے دیا تھا - اس کا الزام حقیقت میں مجھ پر نہیں - پھر جب پوچھا گیا کہ تخت و سلطنت پر تونے کیوں قبضہ کیا تو اس نے کہا کہ میں کسی شہزادے کو تخت پر بٹھانا چاہتا تھا مگر میرے بدرائے مشیروں نے مجھے ڈرایا کہ اگر تو ایسا کرے گا تو تیری خیر نہ ہو گی - تغلق نے یہ سوال بھی کیا تھا کہ مجھ پر تونے کیوں فوج کشی کی - خسرو خاں نے کہا کہ

میں تجکو پالم تک کا علاقہ دینے پر تیار تھا لیکن یہ رائے بھی نہ چلی اور خدا نے تجکو غالب اور تخت و سلطنت کا وارث بنا دیا۔ آخر میں خسرو خاں نے جاں بخشی کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ اسے اندھا کرکے کسی گاؤں میں گوشہ نشینی کی اجازت دے دی جائے (نمبر ۱۹۰۶) مگر تغلق نے اسے قبول نہیں کیا اور کہا کہ میں نے بادشاہ اور شہزادوں کا انتقام لینے کے لیے یہ جنگ کی تھی اور تجکو زندہ چھوڑنا میرے عہد اور اعلان کے خلاف ہوگا۔ پھر جلادوں کو حکم دیا کہ جس جگہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کو خسرو خاں نے قتل کرایا تھا اسی مقام پر لے جا کر خسرو کا سر قلم کردیا جائے۔ چنانچہ سر کاٹ کر صحن میں پھینک دیا گیا کہ آیند و روند کے قدموں میں پامال ہو۔ اس کے قتل ہونے کی قریب قریب یہی روایت ابن بطوطہ نے لکھی ہے —

....

تغلق نامے کا جو نسخہ موجود ہے وہ اسی بیان اور بیت نمبر (۱۹۲۰) پر ختم ہو گیا ہے۔ لیکن صفحے کے آخر میں ترک موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے آگے کے کچھہ اوراق ضایع ہو گئے ہیں۔ ایک عنوان بھی آخری صفحہ سے دو تین ورق پہلے حاشیے پر تحریر ہے جو غالباً آخری فصل کا عنوان تھا۔ اور وہ یہ ہے —

حدیث چتر و کشور دادن شہزادگاں و انکہ

بشغل آراستن کار ملوک و بندہ و چاکر

معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری فصل میں لوگوں کے خطابات و خدمات کی تصریح تھی اور پھر وہ اشعار ہوں گے جو حماتی نے خاتمے پر تحریر کیے تھے۔ لیکن جیسا کہ مقدمۂ کتاب میں بحث کی گئی ہے یہ آخر کے اوراق جو تلف ہو گئے تعداد میں کچھ زیادہ نہیں ہو سکتے —

سید ہاشمی

حیدر آباد۔ شوال سنہ ۱۳۵۱ ھ

مقدمہ

(نا تمام)

نوشتہ مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم

حضرت 'امیر خسرو' رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف میں تغلق نامہ سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ ضروری اور زیادہ قیمتی تصنیف ہے - عام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ حضرت امیر کی سب سے آخری تصنیف ہے بلکہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون * میں یہ لکھا ہے کہ یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی - اس کی اہمیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ خالص تاریخی تصنیف اور اس میں قطب الدین مبارک شاہ کے قتل سے لے کر غیاث الدین تغلق کی تخت نشینی تک کے نہایت تفصیلی واقعات ملتے ہیں جن سے ہماری موجودہ کتب تواریخ ساکت ہیں - بلا شبہ تاریخ علائی †

* کشف الظنون مطبوعۂ درملی صفحہ (   ) اس میں تغلق نامہ کو تعلق نامہ لکھا ہے جو چھاپہ کی غلطی ہے —

† صیغۂ خسروی کے سلسلہ میں تاریخ علائی کی تصحیح اور متعدد نسخوں کے ساتھ اس کا مقابلہ میں کرچکا تھا - افسوس ہے کہ اب تک اس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی —

ایک ایسی کتاب ہے جس کو تاریخی کہا جاسکتا ہے اور جس میں حضرت امیر نے سلطان علاء الدین خلجی کی بعض فتوحات کو اپنے خالص شاعرانہ انداز میں صنایع بدایع کے سخت التزام کے ساتھ بیان کیا ہے - ممکن ہے کہ اس سے بھی بعض تاریخی غلط فہمیوں کی اصلاح ہوجائے - لیکن تاہم اس کی تاریخی حیثیت کے مقابلہ میں ادبی حیثیت زیادہ غالب ہے اور اس لحاظ سے وہ تغلق نامہ کی برابری نہیں کر سکتی —

ان دونوں باتوں کے علاوہ خاص وجہ تغلق نامہ کی اہمیت کی یہ ہے کہ وہ صدیوں سے کم یاب یا نایاب یا قطعاً مفقود سمجھی جاتی ہے - تمام مورخ اور تذکرہ نویس یا تو اس کی کم یابی کی شکایت کرتے ہیں یا اس کے فقدان پر افسوس کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں - اور جہاں تک مجھے علم ہے کوئی شخص اس بات کا اقرار نہیں کرتا کہ اس نے تغلق نامہ کو دیکھا ہے - البتہ حاجی خلیفہ نے اس کتاب کے متعلق اس قدر صحیح بیان دیا ہے جس سے گمان غالب ہوتا ہے کہ اس نے یہ کتاب ضرور دیکھی ہے - اس زمانہ میں نئی تصانیف ایک ملک سے دوسرے ممالک میں جس سرعت کے ساتھ پہنچ جاتی تھیں ' اس سے کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کتاب بھی قسطنطنیہ پہنچ گئی ہو اور حاجی خلیفہ کی نظر سے گزری ہو اور چونکہ وہاں کے شاہی کتب خانے اس وقت تک محفوظ ہیں اس لیے یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ اس کتاب کا کوئی نسخہ اس وقت تک وہاں کے کتب خانہ میں محفوظ ہو- بہر حال حاجی خلیفہ کے الفاظ یہ ہیں :... .....

جب نواب عمادالملک بہادر کی تحریک پر مدرسۃ العلوم علی گڈہ میں فراهمی و ترتیب تصانیف خسروی کا کام شروع ہوا تو اس کے کارکنوں کی خاص توجہ تغلق نامہ کی طرف مبذول ہونا ایک قدرتی بات تھی چنانچہ اس کی تلاش میں سب سے زیادہ اهتمام کیا گیا۔ خداوند تعالی نواب اسحاق خاں کو غریق رحمت فرمائے۔ عجیب نیک دل اور پاک باطن بزرگ تھے۔ تصانیف خسرو کے ساتھہ جس قدر ان کو دلچسپی تھی اور جس قدر شوق تھا وہ ظاہر بینوں کی نظر میں خبط بلکہ جنون کے درجہ کو پہنچ گیا تھا، اور تغلق نامہ کے ساتھہ تو ان کو خاص شغف تھا۔ هر صاحب ذوق سے وہ اسی کا تذکرہ کرتے اور یہی فرمایش کرتے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ انہیں کے جذب قلبی اور نیک نیتی کا ثمرہ تھا کہ ایک ایسی کتاب جس کی تصنیف کو چھہ صدیوں سے زاید زمانہ گزر چکا ہے اور مورخین سوائے نام کے اس کی نسبت اور کچھہ نہیں جانتے اور جس کے مفقود ہوجانے پر علمی دنیا متفق ہوچکی تھی از سرنو پھر عالم وجود میں آے اور زیور طبع سے آراستہ ہوکر اهل شائقین کے ہاتھوں میں اس کی رسائی ہو —

تغلق نامہ کا انکشاف جن ابتدائی مراحل سے گزر کر پایۂ تکمیل کو پہنچا ان کی روئداد نہایت دلچسپ اور سننے کے قابل ہے۔ یہاں اس کو مختصراً بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس بیان کو سرسری نظر سے دیکھنے والے ممکن ہے کہ یہ خیال کریں کہ تغلق نامہ کی ایجاد کا فخر صرف اس خاکسار کو حاصل ہے۔ مگر حقیقتاً یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اس فخر

میں جناب مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی میرے ساتھ شریک ہیں بلکہ شریک غالب ہیں۔ وہ اس تحریک کے بانی ہیں۔ * سب سے پہلے انہوں نے جہانگیر نامے پر ایک مبسوط تنقید لکھی۔ جس میں وہ اگرچہ کسی صاف نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے لیکن ان بحثوں اور کاوشوں سے میں نے ضرور فائدہ اٹھایا جس کا میں اعتراف کرتا ہوں۔ جس طرح اس تحریک کا آغاز ہوا اس کو مولانا شروانی ہی کے الفاظ میں میں بیان کرنا زیادہ مناسب سمجھتا ہوں۔ آپ اپنے تنقیدی مراسلے میں جو نواب اسحاق خاں، مرحوم مغفور کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں:

"تبصرہ † طبع ثانی ایک ہفتہ ہوا موصول ہوا۔ غایت دلچسپی کی وجہ سے میں نے اس کو مکرر پڑھا۔ تغلق نامہ کے متعلق آپ کی تاسف آمیز تحریر پڑھ کر دل میں ایک حسرت کی موج اٹھی اور اس خیال سے دل تڑپ کر رہ گیا کہ کاش میں اس کا نسخہ حاضر کرسکتا۔ اسی اضطراب میں خیال آیا کہ کتب خانہ میں حیاتی کاشی کا جہانگیر نامہ ہے جو بجواب تغلق نامہ لکھا گیا تھا۔ اس کو دیکھنا چاہیئے شاید حالات پر کچھ روشنی پڑے۔ اس کو نکال کر دیکھا۔ حسب ذیل واقعات معلوم ہوئے..... ..."

غرض کہ مولانا شروانی کا مراسلہ جس کا خلاصہ اوپر دیا گیا ہے

---

* جہانگیر نامہ کا نسخہ جو بعد میں تغلق نامہ ثابت ہوا انہیں کے کتب خانہ سے نکلا۔

† تبصرۂ ثانی متعلق ترتیب کلیات خسروی صفحہ ۳۲

اور جہانگیر نامہ کا قلمی نسخہ نواب اسحاق خاں مرحوم نے آخری فیصلہ کے لیے خاکسار کے سپرد فرمایا۔ میں نے ان دونوں چیزوں کو سر سری نظر سے دیکھا۔ مجھ کو قطع نظر اس بات کے کہ حیاتی کے اقوال کا صحیح محمل کیا ہو سکتا ہے اس کتاب میں حضرت امیر خسرو کی روح محسوس ہوئی اور آخر کار مجھ پر منکشف ہو گیا کہ سوائے چند ابتدائی اوراق کے جو حیاتی کاشی کے طبع زاد ہیں اور جس میں اس نے جا بجا اپنا نام لکھا ہے باقی تمام کتاب امیر خسرو کی ہے اور یہ وہی کتاب ہے جس کا نام تغلق نامہ ہے اور جس کی نسبت علمی دنیا صدیوں سے یقین کر چکی ہے کہ وہ مفقود ہو گئی ــ

میں نے اپنی یہ رائے مع ان دلایل کے جو اس سر سری مطالعہ کے وقت میرے خیال میں آئے اور جو اثبات مدعا کے لیے کافی تھے لکھ کر بھیج دی تھی۔ جو تبصرۂ ثانی میں مولانا شروانی کے مراسلہ کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ مگر اس مبحث کی اہمیت کا لحاظ کر کے میں چاہتا ہوں کہ ان تمام دلائل و شواہد کو جو میں نے اس وقت لکھے تھے اور نیز جو مزید مطالعہ اور مزید غور و فکر کے بعد میرے خیال میں آئے زیادہ توضیح اور تفصیل کے ساتھ لکھوں:

(۱) جہانگیر نامہ اور عشقیہ میں بیان کا انداز اور ترکیبوں کی بندش اور قوافی کی نشست بالکل متحد واقع ہوئی ہے بلکہ بعض اوقات پورے پورے مصرعے اور شعر باہم مل جاتے ہیں۔ اور سوائے ایک دو لفظوں کے کچھ فرق نہیں ہوتا۔ مقابلہ کے لیے

میں نے عشقیہ کو اس لیے ترجیح دی ہے کہ وہ حضرت امیر کی اواخر عہد کی تصنیف ہے اور متعدد واقعات دونوں کتابوں میں مشترک ہیں۔ اور بحر بھی دونوں کی ایک ہی ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں :—

جہانگیر نامہ	عشیقہ
همی گفت آسمان را آفتابش	ازاں بے مهر شد دینار خورشید
که سکه می شوم بهر خطابش	که دارد سکۂ نام تو امید
گهر هائے که گوهر پاش از امید	گهر هائے که هر یک را ز امید
بنور چشم خود پرورد خورشید	بصد خون جگر پرورد خورشید
ازاں خون و ز موج اشک رنگین	ز کو بهش بر رخ پر خون و رنگین
حنا می بست بر دست نگارین	حنا می بست بر دست نگارین

چو دولت مرد را بر سر نهد تاج	کسے کز سهر گردون بهره مند است
فتد ز اسپ او دشمن بتاراج	ز انجم همچو انجم سر بلند است
بهر قفلی که دستش یار گردد	اگر چو ید کلید کار در مشت
هر انگشتش کلید کار گردد	کلیدے گرد از دستش هر انگشت
بهر منزل که جایش در خور آید	چو دون غیب پیش مقبل آید
مراد از بام و کام از در در آید	غرض پیش از تمنا حاصل آید
به تعظیم آسمان بوسد جبینش	هنورش آرزو باشد بسینه
بسلطانی دهد ز انجم نگینش	که پیش از خواست پیش آید خزینه
ز تقدیر است چوں بونی به تمهیز	ز روزی خواه درده خواه در شهر
خواص قابلیت در همه چیز	مقام هر کسے پیداست در دهر

یکی کو از بلندی بهره مند است عقاب از اوج نتوان داشتن پست
نیارد پست ماندن چون بلند است مگر در بازوش لنگر توان بست
دگر کز آسمانش بهره پستی است بحیله موش بالا بر نیاید
رهش با چار سوئے زیر دستی است مگر آن کش غلیوازے رباید
بود گندم خرے بالا سر افراز بن جو را ز یک گز فکنده شاخ
سر چلغوزه گوید با فلک راز شود گر جو بجو با ابر گستاخ
بکوشش دیو جمشیدی نیابد بحیله چند باشد پست را اوج
ستاره نور خورشیدی نیابد بدریا بر شود باز اوفتد موج
سرے کو را بود قسمت کلاهے کواکب کز رصد ها در شمارند
هوس برتاج بردن نیست راهے شمار کار عالم پیشه دارند
ازاں نقدے که می سنجند در ذهب بآئینے که می آید ز نقد پر
بروزی پر شود نے از هوس جیب بکار خلق می سازند نه پیر
نه هر فرقے سزاے تاج شاهی است
نه هر تن را لقب ظل الهی است
نه هر دری بر افسر جاے یابد
نه هر سر تاج ملک آراے یابد

— * —

غرنبان کوس فتح آواز می داد ترنم زهره را آواز می داد
ز سر می برد هوش و باز می داد نوا جاں می ربود و باز می داد
همه دندانش در بالا و پستی همه دندانش مست شهر بد راست
فتاں خیزان شده از شیر مستی کزاں مستی همی افتاد و می خاست
کسے کو عزت اسلام داند کسے کو عزت معشوق داند

معاذ اللہ کے را این دیدن تواند   کجا از نان و جانش یاد ماند
کلوی زان گونہ خواہم راند این حرف   بھنجارے نگارم نقش این درج
کہ گنجی نہ فلک دروے شود صرف   کہ چون آب روان گوہر شود خرج
چو سن در خون فتم خونم مشوئید   چو بادم گشت زو خونم مجوئید
وزین خونخوار کان خونم مجوئید   وزین خون روے گلگونم مشوئید
فلک تاج علا را بود معراج   علا از تخت رفت رفعت از تاج
بپاک الشاد والا گوہر تاج   شہا بے جاے ساہے کرد معراج
بود شہ پاسبان خلق پیوست   چو باشد خانۂ را پاسبان مست
خطا باشد کہ باشد پاسبان مست   رساند دزد را خود باز بردست
شبان چون شد خراب از بادۂ ناب   شبانے را کہ باشد بادہ در پیش
رمہ در معدۂ گرگان کند خواب   رساند نقل گرگ از پہلوے میش
در آئینے کہ رسم ملکداری است   ستون عمدۂ با استواری
ثبات کارہا در ہوشیاری است   ستاد شہ بود در راست کاری
چو طبعم در جوان مردی در آمد   سپاہ دین کہ چون دریا در آمد
قلم را موج دریا بر سر آمد   مغل را موج دریا بر سر آمد
عجب حیفی کہ زان گبران گمراہ   عفا اللہ بر چنان روہاے چون ماہ
بخون فلطد چنان روہاے چون ماہ   کسے چون برکشد شمشیر کین خواہ
جوانے ہم چو بخت خویش بیدار   ربودہ خواب بیداران بہ یکبار
ربودہ خواب بیداران بہ یکبار   ز چشم نیم خواب و نیم بیدار

— * —

تغلق نامہ اور جہانگیر نامہ کی تصنیف میں پورے تین صدیوں کا فاصلہ ہے اور اس عرصے میں فارسی زبان اور اس کی نظم و نثر

مہں نمایاں تغیرات ہوگئے تھے - بہت سے الفاظ اور محاورات متروک ہوکر نئے الفاظ اور نئے محاورات ان کی جگہ جاری ہوگئے تھے - شاعری میں بجاے قدما کی سادگی اور بے تکلفی کے دقت پسندی اور نازک خیالی خصوصاً دور اکبری مہں انتہا کو پہنچ چکی تھی جس کو اس عہد کے سخن فہم تازہ گوئی سے تعبیر کرتے ہیں - اس لئے حیاتی کے کلام کو حضرت امیر خسرو کے کلام کے ساتھ مقابلہ کرنا اور ان میں فرق دکھلانا شاید اہل ذوق کے نزدیک معیوب سمجھا جاے۔ اس خیال سے میں نے عشیقہ اور تغلق نامہ کے ہم معنی اشعار بالمقابل نقل کر دئے ہیں - ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے اور یقین کرسکتا ہے کہ اس قدر توارد دو ہم عصر شاعروں کے کلام میں بھی نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ ان مہں سینکڑوں برسوں کا فاصلہ ہو —

اشعار مذکورۂ بالا کی نسبت صرف اس قدر اور عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مہں نے ان کے جمع کرنے میں کوئی خاص اہتمام نہیں کیا - بلکہ جہانگیر نامہ کے مطالعہ کے اثنا میں جو اشعار ایسے آے جن کے ہم معنی شعر عشیقہ مہں میری نظر سے گزر چکے تھے اور مجھے یاد تھے ان کو لکھہ دیا ہے - مجھے یقین ہے کہ اگر ان دونوں کتابوں کا مقابلہ کیا جاے تو صدہا ایسے ہم معنی اشعار ملیں گے —

(۲) اس کتاب مہں وقایع تاریخی کی ایسی چھوٹی چھوٹی جزئیات اور تفصیلات پائی جاتی ہیں جن کو مورخ عموماً اپنی تاریخوں مہں نہیں لکھتے - اور جن کو ضیاء برنی نے بھی جو

عہد قطبی اور تغلق کا عینی شاہد ہے فیروز شاہی میں نہیں لکھا۔ پس اس قسم کی جزئیات کا جو اس کتاب میں بکثرت پائی جاتی ہیں پوری تین صدیوں کے بعد حیاتی کے قلم سے ظاہر ہونا ایک ایسی بعید از قیاس بات ہے جس کو غالباً کوئی عاقل تسلیم نہیں کرے گا۔ مثالاً صرف دو واقعوں پر اکتفا کرتا ہوں —

(۱) ۔ خسرو خاں نے قطب الدین مبارک شاہ کو قتل کر کے شاہزادوں اور شاہی خاندان پر جو ظلم و ستم توڑے ان میں ایک واقعہ کا درد ناک منظر اس طرح دکھایا گیا ہے :—

چناں است ایں حکایت راستار است ... کہ چوں بر قطب دیں رفت آنچہ حق خواست
ز بعد آں سریر آرائے مرحوم ... برادر پنج دیگر ماند مظلوم
یکے خان فرید اسم بلند اصل ... کہ بود اصلش زدہ شہ وصل بر وصل
کہ آں سالگے سزائے ملک سنجے ... سہ پنجش عمر رد دیرینہ سنجے
تمامش دادہ قرآں ختم منشور ... دلش زاں نور گشتہ سورۂ نور
بسا شاگردیء استاد کردہ ... کتاب و نامہ را چوں یاد کردہ
بہ ترتیب کمان و تیر پیوست ... بعقد تیر دو انگشت او شست
دگر بو بکر خاں دیباچۂ تخت ... سزائے ملک گر یاری کند بخت
ز سال عمر او در ہفتہ رفتہ ... دو ہفتش سال و اوماہ دو ہفتہ
الم دیدہ ز الف و لام و یا سین ... نشستہ در دل قران چو یسین
ہوس در نظم و نثر و لفظ و خط خوش ... طبیعت خود چہ گویم آب و آتش

— * —

علی خان گرامی هشت ساله   جبینے چوں گل و روے چو لاله
همه دندانش در بالا و پستی   فتاں خیزاں شده از شیر مستی
ز قرآں تا بقد افلح رسیده   قدش افلح شده کاں صفحه دیده

— ❋ —

بہا خاں هم بہشتم سال نو خیز   بخاشت دوم قران ورق بیز
گرفته روزی از تعلیم بالا   وما من دابة فی الارض الا

— • —

چنیں شهزادگان ناز پرورد   که چرخ از بهر ملک انباز پرورد
زمان عمر شاں چوں بر سر آمد   زمانه در جفا کاری بر آمد
اشارت کرد خسرو خان کم بخت   که بر شهزادگاں کارے رود سخت

— ❋ —

زپنجم سال عثماں بهره ور بود   هنوز از جمع قراں بے خبر بود
ببازی هاے نوزاداں هوس ناک   ز لوح کاف و نون لوح دلش پاک

— * —

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے مقتول ہوجانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی رہ گئے تھے۔ اول فرید خاں جس کی عمر پندرہ سال کی تھی قرآن مجید ختم کرچکا تھا۔ کتابیں پڑھتا تھا اور تیر اندازی کی مشق کرتا تھا۔ دوم ابو بکر خاں جس کی عمر چودہ سال کی تھی۔ .... نظم و نثر کا شوق تھا خط اچھا اور طبیعت نہایت ذکی تھی۔ سوم علی خاں نہایت حسین تھا۔ قد افلح المومنون تک

پڑھ چکا تھا۔ چہارم بہا خاں۔ اس کی عمر بھی آٹھ سال تھی قرآن مجید کا پہلا ثلث ختم کر چکا تھا اور وما من دابة فی الارض کا پارہ پڑھ رہا تھا۔ پنجم عثمان خاں۔ پانچ سال کی عمر تھی۔ تعلیم ابھی شروع نہیں ہوئی تھی —

شہزادوں کے متعلق جس قدر جزئیات ہم کو مندرجۂ بالا اشعار سے معلوم ہوتے ہیں ان پر سرسری نظر ڈالنے سے یقین ہوتا جاتا ہے کہ ان کا بیان کرنے والا حماتی نہیں ہوسکتا —

(ب) - غازی الدین تغلق اور خسرو خاں کے درمیان جو فیصل کن معرکہ آرائی دہلی کے قریب ہوئی اس کا نقشہ ایسا مفصل کھینچا گیا ہے جو کسی بعد کے زمانے والے سے ممکن نہیں معلوم ہوتا۔ فریقین کے میمنہ اور میسرہ کے دستوں کی تعداد اور ان کے افسروں کے نام۔ کیوں کر جنگ شروع ہوئی اور کس طرح ختم ہوئی۔ اثنائے جنگ میں غازی الدین تغلق کے لشکر کے ایک دستے کو شکست ہو جانا جس کی وجہ سے اکثر فوج کا مفرور ہوجانا مگر غازی الدین کا اپنی جگہ پر استقلال کے ساتھ قائم رہنا اور دوبارہ ترتیب قائم ہونا۔ ہر بات صاف صاف معلوم ہوتی ہے —

غازی الدین تغلق کے لشکر کا مقدمة الجیش منزل بمنزل دہلی کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہے اور دہلی میں ہلچل بڑھتی جاتی ہے :—

ہمیشہ دم بدم آوازہ در شہر   کہ اینک دھرہ زن شد صفدر دہر

گزشت از هانسی آمد در مدینه* فهکن عونه دین المدینه
ازاں آینده دیں مقدار نو یافت مدینه جدید ر کرار نو یافت
چو در رهتک سه پایه کرد رایت ولی عهد نبی شد در ولایت
چو در مندوتی* آمد چهر منصور بدهلی شد دمیده نفخهٔ صور
چو گردان سپه بر شد بعالم بچشم هندواں شد تیره عالم
چو نور افگند بر کوه کنسپور شد آں سنگ از صفا رخشنده چوں طور
علم کز حوض سلطان عکس بنمود مناره حله بست از ظل ممدود
چو میلے چند ازاں نزدیک تر شد سپاه هندواں زیر و زبر شد
پر از دهلیز و خرگه شد سراسر همه صحرائے اهواوت ز لشکر
پس پشت آب جون و پیش دهلی کجا یارد ستادن جیش دهلی
ز رود جون همی آمد ندائے ظفر با خوشدلی می کوفت پائے
ملک فخر الدول بر روئے لشکر چو شیراں بر تنش هر موے لشکر
جوانے همچو بخت خویش بیدار ربوده خواب بیداراں به یکبار

شب جمعه خسرو خاں مع اپنے فوجی سرداروں کے تمام رات فوج کی تیاری اور آراستگی میں مصروف رهتا هے اور اس موقع سے فائده اُٹھا کر عین الملک اپنے وعدے کے مطابق اپنی جمعیت کو ساتھه لے کر چپ چاپ اُجین کی طرف روانه هوجاتا هے :—

---

* رهتک اور مهم کے لب سڑک ایک چھوٹا سا گاؤں هے - یه علاقه اب تک مشهور هے که غازی الدین اور خسرو کی جنگ یهاں هوئی تهی —

* یه بهی مهم کے قریب ایک گاؤں هے یعنی مندوتی با میم مفتوح و نون غنه و دال مفتوح —

چناں بود ایں حدیث تیغ بازی | کہ چوں در اندپت آمد شاہ غازی
شب جمعہ حسن شد در پئے کار | کہ فردا رایت افرازد بہ پیکار
دراں غوغا کہ ہر کس بود مفتوں | نہانے رفت عین الملک بیروں
چو بنیادے ندید از ملک عینش | عزیمت شد بہ شہر خود اجینش
ہمہ شب بود خسرو لشکر آرائے | سراں و سرکشانش نیز برپائے
چو صبح جمعہ تیغ تیز برداشت | زمانہ غلغل خونریز برداشت
ہمہ تن سہرگردوں تیغ کیں داشت | زحل آبے و مریخ آتشیں داشت
بعزم رزم شد ترتیب لشکر | ازاں ہر روز ترتیب آہنیں تر

روز جمعہ چاشت کے وقت خسرو خاں جس شان و شکوہ کے ساتھ اپنی فوج لے کر نکلتا ہے اور جس طرح اس کے یمین و یسار کی تقسیم اور ترتیب کرتا ہے اس کی تصویر ملاحظہ ہو:—

چو خورشید درخشاں در تلالا | بر آمد چوں سناں یک نیزہ بالا
رواں شد تند خسرو خان بد روز | بکیں سوے ملک غازی کیں توز
سپہ آراستہ از شرق تا غرب | تو گوئی خواست کردن بافلک حرب
صفے چوں ہفت جوش آہن بگویم | کہ جز سبع شدادش من نگویم
ز دست راست گشتہ کینہ پرور | دو صوفی نوش خوں را شستہ ساغر
یکے خاں یوسف صوفی بہ تعجیل | کہ مصرے گیرم از شمشیر چوں نیل
دگر با او کمال الدین صوفی | کمر بستہ بکیں چوں مہم کوفی
ہماں جا قرقماز اندر تگ و تاز | کہ بود سایستی سر افراز
ہمانجا ہا و لیکن باب کافور | بعزت مہرداری گشتہ مشہور
ہمانجا راست کردہ فوج پیکار | شہاب آں ہاربک را نائب کار

همان جانب کیں مہر اودہ بود — بہاء الدین دبیرش هم مدد بود

بہ بست چپ همانبہ لشکرے سخت — هوا خواهاں خسرو خان کم بخت

یکے مرتد کہ گاہ خوک خواری — ز دیگر خوک خواراں جست یاری

دگر زن دهول یعنی رائے رایاں — دگر کیچ برمہہ و ناک از قیوہ رایاں

دگر سنبل کہ حاتم خانش خوانند — امیر صاحب سلطانش خوانند

دگر آں مالدیو آفت انگیز — کہ رفت و باز گشت از بہر خونریز

دگر اصحاب دیواں جملہ باهم — شدہ دیوان عارض هم بداں هم

امیران دگر را کس چہ داند — کہ ایں جا یک بیک را باز خواند

همہ نو سہر گشتہ پارہ کوشاں — بخون ریزی چو خون خویش جوشاں

مندرجہ بالا اشعار میں آخر کے دو شعر خاص طور پر قابل توجہ هیں - مصنف عذر کرتا ان کے سوا اور بهی امیر هیں جن کو میں نہیں جانتا ان کا ذکر چهوڑتا هوں اس لیے کہ یہ لوگ حال هی میں غلامی کی حالت سے ترقی کر کے درجۂ امارت کو پہنچے هیں۔

غازی الدین تغلق نے جس طرح اپنی افواج کی تقسیم اور ترتیب کی تهی اس کا نقشہ بهی ملاحظہ هو -

بائین نخستین لشکر آراست — بہر جا لشکر آرائی بر آراست

سر صف مهملہ حاضر با خلاص — بہاءالدولہ خواهر زادۂ خاص

بفوج دو میں شیر سبک عزم — ملک بہرام ابیہ رستم رزم

بدیگر فوج ازاں پس پہلوئے کار — علی حیدر بہر دو نام کرار

بسوئے میسرہ در کیں کمر بند — ملک فخرالدول شایستہ فرزند

بدیگر فوج همچوں سعد و قاص — اسد والا برادر زادۂ خاص

بدیگر فوج بود آسا جدارے — خوش غوری شهاب اسفند یارے

سر صف میر شادی صفدر شرق ز تہر و تیغ ہم باراں و ہم برق
بقلب اندر گزین خاص تقدیر ملک غازی سپہدار جہانگیر

---

(۳) اس کتاب میں وقایع تاریخی کے بیان کرنے میں جس قدر صحت کا التزام رکھا گیا ہے اس کا مکرر سہ کرر اعلان کیا گیا اور واقعات کی صحت کا ناظرین کو یقین دلایا گیا ہے - بعض واقعات عینی شاہد سے روایت کئے گئے ہیں- اور بعض کی نسبت خود اپنے چشم دید ہونے کا اقرار پایا جاتا ہے - اور تمام باتیں بحیثیت مجموعی صاف اس امر کی دلیل ہیں کہ ان واقعات کا بیان کرنے والا خیالی نہیں ہوسکتا —

ایک داستان کے شروع میں کہتے ہیں :—

دریں ملک از پسے فتنہ کہ برخاست خبر زیں گونہ دارم راستا راست

ایک واقعہ کو عینی شاہد سے نقل کرتے ہیں :—

کسے کیں فتنہ دید از دیدۂ خویش چنیں بیروں ترا وید از دل ریش

ایک واقعہ کی نسبت دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ میرا چشم دید ہے - عبرت انگیز تمہید کے ساتھ اس واقعہ کو شروع کیا ہے اور جس جوش کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے اس سے ہر صاحب ذوق سلیم اندازہ کرسکتا ہے کہ واقعہ یقیناً چشم دید ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :—

ہمیں بیداد کیں کا ختر کنوں کرد بسندہ است از برائے عبرت مرد
دریں عبرت سرائے پر فسانہ نگہ کن تا چہا زاد از زمانہ
اگر وقتے بلائے می شنیدیم دریں دوراں بچشم خویش دیدیم

کجا سلطان علاءالدین و آں کار کزاں ہیبت شدے گردوں بز تہار
کنوں برنسل او بیں تاچہ کیں رفت کہ چنداں خون نا حق بر زمیں رفت
چناں است ایں حکایت راستا راست کہ چوں برقطب دیں رفت آنچہ حق خواست

(۴) اس کتاب میں بعض ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جو قدما اور متوسطین کے عہد میں عام طور پر رائج تھے مگر بعد میں ان کی مروجہ شکل ثقیل اور غیر فصیح قرار پائی اور وہ متروک ہوگئے - اور نئی شکل متاخرین میں مقبول ہوئی - اس قسم کے الفاظ حضرت امیر خسرو کی متعدد تصانیف میں باوجود کاتبوں کی اصلاح کے بکثرت میری نظر سے گزر چکے ہیں اور وہی الفاظ اپنی اصل شکل میں جو حضرت امیر کے زمانے میں مروج تھے اس کتاب میں بھی پائے جاتے ہیں :—

مثلاً بستاخ بجائے گستاخ اور بستاخی بجائے گستاخی - شگال بجائے شغال - آگوش بجائے آغوش بیرانہ بجائے ویرانہ - شیں بجائے نشیں اور شیند بجائے نشیند اور شانند بجائے نشانند - اسوار - خنگ - کار بان —

(۵) ہندوستانی رنگ کے محاورات جو حضرت امیر کی تمام تصانیف میں پائے جاتے ہیں اور جن پر فصحائے عجم ہمیشہ معترض رہے اس کتاب میں بھی بکثرت موجود ہیں - بطور نمونہ کے چند الفاظ ملاحظہ ہوں :—

بیگار کشیدن یعنی بیگار نکالنا - گوش فروهشتن یعنی کان ڈال دینا فرماں بردار ہوجانا - آمادہ خوردن یعنی پکی پکائی کھانا، تکلیف کا خوگر نہ ہونا - رہ افتادن ' راستے کا پر خطر غیر محفوظ

ہو جانا۔ آب دہن بر آمدن ' یعنی رال ٹپک پڑنا۔ کار گر دیدن یعنی کام چلنا یا کام لڑکنا۔

علاوہ ازیں خالص ہندی الفاظ بھی اس کتاب میں بکثرت پائے جاتے ہیں اور فارسی لفظوں کے ساتھہ جس طرح ان کو وصل کیا گیا ہے اس میں حضرت امیر خسرو کی ترصیع کی شان صاف نمایاں ہوتی ہے —

چند اشعار ملاحظہ ہوں :—

سخن شاں مار مارو سر بسر مار | دگر برمار و بیری مار و پر مار
بزاری گفت ہے ہے تیر مارا | چو بکشا دند تیر بے خطا را
ز گبر آواز ناراین ہوا گھر | شد از مومن بگردوں بانگ تکبیر

(۲) ان اندرونی شہادتوں کے علاوہ بعض خارجی شہادتیں بھی ایسی ہیں جو ہمارے خیال کی تائید کرتی ہیں۔ ان کے معتمد اور مستند ہونے میں کسی قسم کا شک شبہ نہیں ہو سکتا۔ محمد قاسم فرشتہ ' صاحب فرہنگ جہانگیری اور سراج الدین علی خاں آرزو اپنی کتابوں میں بعض اشعار حضرت امیر خسرو کے نام سے بطور سند کے نقل کرتے ہیں اور وہ اشعار اس کتاب میں موجود ہیں :—

فرشتہ کہتا ہے - " امیر خسرو می فرماید ابیات :—

نشاید پادشہ را مست بودن | نہ در عشق و ہوس پیوست بودن
بود شہ پاسبان خلق پیوست | خطا باشد کہ باشد پاسباں مست
شہاں چوں شد خراب از بادۂ ناب | رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب
در آئینے کہ رسم ملک داری است | ثبات کارہا در ہوشیاری است

(تاریخ فرشتہ مطبوعہ نول کشور جلد اول صفحہ ۸۶)

صاحب فرہنگ جہانگیری لکھتے ہیں کہ " خستہ باول مفتوح. چہار معنی دارد - اول تخم میوہ را گویند مانند شفتا و خرما - دوم بمعنی بیمار و آزردہ بود - حکیم خسرو این معنی در کور کردن پسران سلطان السلاطین رقاب امم ملوک الشرق والعجم علاءالدین والدنیا گفتہ :—

کسے کو بر کشید این دیدۂ سر بسان خستۂ شفتالۂ تر
دو چشم او چو دو عناب خستہ ہمیشہ خستہ و در خون نشستہ

(فرہنگ جہانگیری مطبوعۂ ثمر ہند جلد اول صفحہ ۳۵۱)

نشاید ہیچ مردم خفتہ در کار کہ در پایان پشیمانی دہد بار
(ایضاً)

سراج الدین علی خاں آرزو کی کتاب غرائب اللغات کا ایک قلمی نسخہ نواب محمد مزمل اللہ خاں رئیس بھیکم پور کے کتب خانے میں میری نظر سے گزرا اس میں لغت " بات موتی " کے ضمن میں ذیل کا شعر حضرت امیر کے نام سے بطور سند کے نقل کیا گیا ہے :—

رہ افتادن گرفت از ہر کرانہا بماند از راہ رفتن کار بانہا

برہان جامع مصنفۂ محمد کریم الدین مہدی قلی تبریزی جو فتح علی شاہ قاچار کے عہد کی تصنیف ہے اس میں یہ شعر امیر خسرو کے نام بطور سند کے پیش کیا گیا ہے :—

یکے از عجز تن دادہ بہ تسلیم یکے در لور وار در می شد از بیم

(۷) ان تمام شہادتوں کے علاوہ جو اوپر مذکور ہوچکی ہیں

صرف ایک آخری شہادت اور باقی رہ گئی ہے جس پر میں اس بیان کو ختم کرتا ہوں اور ناظرین سے طول کلام کی معافی کا خواستگار ہوں —

میرا خیال ہے کہ یہ شہادت اس مہتم بالشان مبحث میں ہر شخص کے نزدیک فیصل کُن متصور ہوگی۔

خود اسی کتاب میں ایک شعر مجھے ملا ہے جو حسب ذیل ہے :-

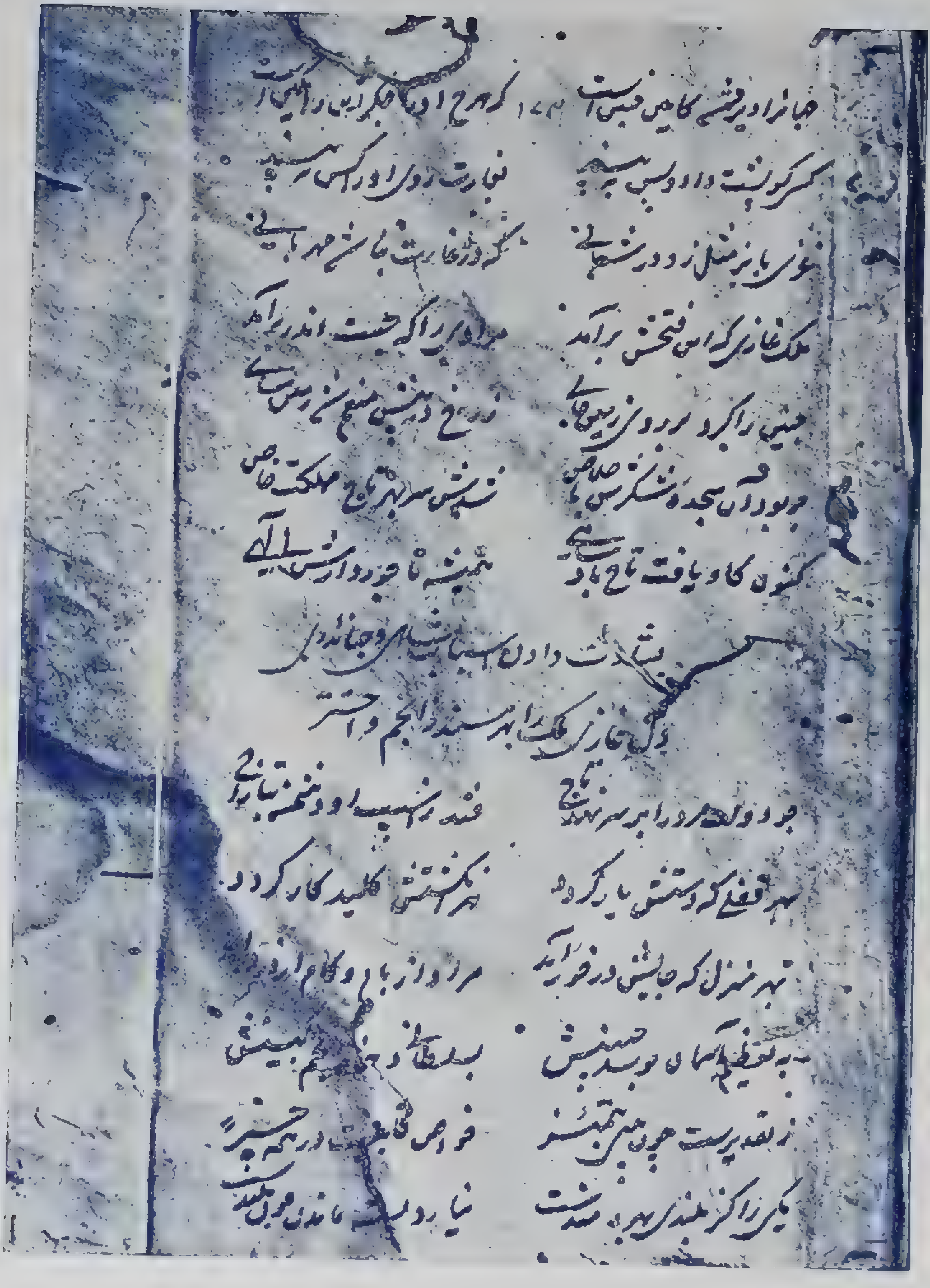
زباں گرد آر خسرو چند ازیں گفت
کہ باشاہاں نشاید مہر و کیں گفت

ان دلایل اور شواہد کے بعد غالباً اب کسی قسم کے معقول شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی اور جہانگیر نامہ اور تغلق نامہ کی بحث بالکل صاف ہوگئی ہے اور ثابت ہوگیا ہے کہ یہ کتاب حیاتی کی کسی طرح نہیں ہوسکتی بلکہ یہ حضرت امیر خسرو ہی کی تصنیف ہے جس کا نام تغلق نامہ ہے اور جس کی نسبت ہندوستان کی علمی دنیا صدیوں سے یہ یقین کر چکی تھی کہ وہ مفقود ہوگئی۔ اب رہا حیاتی کے بیان کا اضطراب یا حیاتی اور مولانا آزاد بلگرامی کے اقوال کا تعرض، جو مولانا شروانی کی راہ میں حایل ہوے، اس حقیقت کے منکشف اور فیصل ہوجانے کے بعد، کچھ زیادہ اہم نہیں رہتے مگر تاہم مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں ان کی کوئی معقول توجیہ کرنے کی کوشش کروں تاکہ یہ خفیف سا خلجان بھی دور ہوجاے —

جو لوگ فارسی ادبیات اور اس کی تاریخ سے واقف ہیں اور جنہوں نے ہر دور کے کلام کو بنظر غایر مطالعہ کیا ہے ان کو بخوبی معلوم ہوگا کہ نظم میں واقعہ کی صحت اور لوازم شاعری دونوں کا التزام کس قدر دشوار کام ہے۔ بلا شبہ قدما اور متوسطین کے طبقے میں ایسے اتھے شعر ملیں گے جنھوں نے اس دشوار گزار منزل کو نہایت قابلیت کے ساتھہ طے کیا ہے۔ لیکن متاخرین کا طبقہ بالعموم الا ماشاء اس صفت سے عاری ہے اس کی وجہ بالکل صاف ظاہر ہے یہ لوگ جس قدر مداحی میں غلو کرنے لگے، مضمون آفرینی، دقت پسندی اور نازک خیالی میں جس قدر ترقی ہوتی گئی اسی قدر حقایق نگاری کی قابلیت ان لوگوں سے سلب ہوتی گئی۔ پس حیاتی سے یہ توقع کرنا کہ وہ کسی واقعہ کو صفائی اور صحت کے ساتھہ بیان کرے گا سخت غلطی ہے۔

پس اگر اس نکتہ کو ذہن میں رکھہ کر حیاتی کے اقوال پر غور کیا جاے تو اس کا مافی الضمیر جو المعنی فی بطن الشاعر کا مصداق معلوم ہوتا ہے بسہولت سمجھا جا سکتا ہے اور اس کے بیان میں کوئی اضطراب باقی نہیں رہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے تمام کلام کی تحلیل اور اس کا تجزیہ کرکے ہر حصہ کا مفہوم عرض کردوں تا کہ ناظرین کو سہولت ہو اور ان کو زیادہ کاوش کرنی نہ پڑے —

[ختم مقدمہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم]



"کتب خانۂ حبیب گنج کے قلمی نسخے کا ایک صفحہ"

متن

مثنوی تغلق نامه

بسم الله الرحمن الرحیم

آغاز سخن در شرح چگونگی به نظم آوردن این چند داستان و باتمام رسانیدن کتاب تغلق نامهٔ سخن پیرائے گلزار هر تازگی و نوی گنجور خزاین معنوی امیر خسرو دهلوی رحمة الله علیه که نه از نقوش دیباچه اش اثرے بود و نه از نگارش خامه * اش خبرے - نه حدیقهٔ حمدش را درها باز و نه گلشن مدحش را دستان سرائے بآواز

حمد

بنام آن که نام از وے نشان یافت — زبان آموخت حرف و نطق جان یافت
خداوندے که از صنع خدائی — بظلمت داد نور روشنائی †
دو عالم پیش گاه حضرت اوست — وجود هرچه هست از قدرت اوست
زمینے هرچه باشد یا سمائے — نمودار یست از کار خدائے
از آغاز خودی باداب ‡ سرمد — خدائی را خود آوردست با خود
بظاهر در وجود انوار رخشان — به پنهان بر عدم هم ماه تابان
بفرمانش سپهر و اخترانش — جهات و آخشیج و گوهرانش

* ک : خاتمه – † ق ر : نور و روشنای – ‡ ک : ذات –

بسو دایش خرد بازار بهزے	زباں هم در سپاسش گلمچ ریزے
معاذ الله زکهنش گر فروزد	گلوئے خوشه از شبنم بسوزد
عفا الله هم ز لطفش کهن فراموش	که دارد قطرهٔ دریا را در آغوش
همه بوم و بر از وے نور در نور	سر کویش هزاراں طور در طور
زجودش بحر و کاں سرمایه داراں	زکویش مشکبو باد بهاراں
از و هر خار و هر خس پرنیاں پوش	و ز و حوران گلشن دوش بر دوش
از و دارد لب گُل خندهٔ ناکی	دل غنچه هم ازوے سینه چاکی
از و دستاں سرا آوازِ بلبل	گلوئے شیشه هم در ذکر قلقل
ز نورش سرخ گشته گونه گل را	فزوں از رنگِ گل گلگونه مُل را
زخوانش زلّه بر ز انسے و جانے	همیشه حضرتش در مهر بانے
سمندر از فروغش خرم و خوش	نشسته تا بگردن اندر آتش
چو خواهد در دلے مهرے بکارد	به مجنوں لیلئے را بر گمارد
بوامق ز آتش عذرا نهد داغ	کند هر داغ را رشک ‡ گُل باغ
بخسرو آتش رشکیے فروزد	ز برق تیشهٔ فرهادے بسوزد
زعشق او بهر جا رستخیزے	سرِ کویش عجب دیوانه خیزے
طراز حلّهٔ نازک نهالاں	پلاس کهنهٔ پوسیدهٔ حالاں
اگر از روح پرسی سایهٔ اوست	وراز عقل، آں فرو تر پایهٔ اوست
بهر وادی بهر بر زن بهر کوئے	خدائی را همیشه آب در جوئے
حیاتی حمد را فرجام نبود	چه گر آغاز هست انجام نبود
بهار از نو بشغل خویش پردائے	پس از حمد خدا در مدح شاه آئے

‡ ن : رشکی –

گلی آور ز هر حرفی بهوئی　　هم از هر لفظ او بحری بجوئی
ز خاطر طبع را گنج گهر کن　　نثار تخت شاه تاجور کن
کدا مهین شاه آن شاه جوان بخت　　که سی بالد ز نامش افسر و تخت
ابوالغازی جهانگیر جهان شاه　　زمین را روشن اختر، چرخ را ماه
فروغ اختر صاحبقرانی　　چراغ دودمان گورگانی
در یکتائے درج هفت کشور　　درخت باردار شاه اکبر
خوشا وقتا و فارغ روزگارا　　زها فصلا و خرم نو بهارا
که آید ز آسمان هر دم ندائے　　سراید این نوا دستان سرائے
گرفت اورنگ شاهی سر فرازی　　ز نورالدین محمد شاه غازی
جهانگیر و جهان بخش و جهان دار　　جهان را با سر و کارش سروکار
ز هر سر تاج گیرد افسر او　　جگرها آب دارد خنجر او
ز بازویش توان پشت یلی را　　پرستاری ز تیغش پردلی را
شگفته گل بغے از آتش طور　　سراپا شعله * و سر تا بپا نور
ز راه داد و دین سود و زیان را　　نگهبا نست چندین دودمان را
فریدونی کند در کج کلاهی　　پرستاری کند در بادشاهی
ز سهمش پارهٔ فولاد ریزان　　ز عدلش باز از تیهو گریزان
گهی † خنجر بلا را مرد میدان　　گهی ساغر سخا را ابر باران
سر میدان تیغش خانهٔ مرگ　　کمند و گر ز دام و دانهٔ مرگ
سرتیغش زند بر خان و مان برق　　همین است ار بود آتش فشان برق
بقدر قوت آن زور بازو　　چه باشد کوه با سنگ ترازو

* ن : شعلهٔ سر تا بپا -　　† خنجر بلا ، اور ساغر سخا ، دونوں جگہ فک اضافت ہے -

هر آنکس را که آویزد بها و چلنگ | کمر از کوه باید باز و از سنگ
ظفر باه زمش از یک دود مانست | اجل با تیغش از یک خان و مان است
عطارد خامهٔ بهرام تیغی | ز دست و طبع خوش بارنده میغی
گرفتن را شناسد جلس تاراج | و گر نه می گرفت از آسمان باج
همه چشم و همه دستست در راه | امل فربه شود ز و رنج کوتاه
غرور و سرکشیها بندهٔ او | بزرگی سر به پیش افگندهٔ او
ره از هر قدم را گنج قارون | سرش بال هما را بخت میمون
دلش را جوش دریا موج خیز است | کفش را بحروکان اندر گریز است
هوا از نعل اسپش برق باران | زمین از هیبتش موم گدازان
ز قدر خویش آورد است پایه | همانا افگند بر چرخ سایه
سخن با لفظ او عیسی بگفتار | قلم در دست او مانی بد رخسار
بر اختر می فشانم گوهرش را | چو با یاد آورم تاج سرش را
هم از بیت جهان افروز طبعش | ز دریای گهر اندوز طبعش
دعا را رسم و آئین تازه سازم | اجابت را بلند آوازه سازم:
بود در آسمان تا مهر را نور | مبادا عکس او از چتر شه دور
دهانی ای سخن را مرد فرهنگ | برون آورد گوهر از دل سنگ
بیا ای خازن گنج نهانی | بیاور آنچه داری آسمانی
در گنج سخن را قفل بکشای | بسفتن هر گهر را قدر بفزای
ازین در گفت و گوا ورد هو واسو* | بچون و چند قصه آشنا شو
بگفتم هان بگویم نکته بپذیر | بدامن زر ازین گنجینه برگیر

* رو رد و واسو (کذا) ک : آورد و واشو—

بتاریخ هزار و نوزده سال — که می زد بخت بر دولت همی فال
زمان نازان به بخت ارجمندے — زمین از سایهٔ نخل بلندے
زمین خوش هم زمان خوش آسمان خوش — جهاندار از جهان خوش هم جهان خوش
شبے روشن چراغ زندگانی — نخستین صبح ایام جوانی
شبے زان ماه و زان سال همایون — که بودست از زمین در رشک گردون
نه شب، چشم و چراغ صبح خیزان — نه شب، عنبر فروش مشک بیزان
شبے کو ظلمت از خود دور کرده — سیاهی را به شب پر نور کرده
بزیر سایهٔ تخت فلک سا — سرم می سود بر اوج ثریا
چنین بودم سجود آستان را — کمر صد جا بخدمت بسته جان را
شهنشاه جهان از قدر والا — نهاده تخت بر اوج ثریّا
درخشان چترش از فرق آسمان گیر — یمانی تیغش از دستش جهانگیر
خزاین بحر بحر و کوه کوهش — زمین تا آسمان فرّ و شکوهش
بگفت آورد لعل گوهری را — به معجز در فزوده ساحری را
"که در تاریخ سال شش صد و اند — گهر سنجی سخن را چند در چند
سخن پیرائے معنی مهر خسرو — سخن را زو طراوت تازگی نو
پس از چندیں سخن کز طبع تر ساخت — بنظم و نثر تغلق نامه پرداخت
به طبع آورد از هر در فراهم — سخن را آنچه بود از بیش و از کم
ز حمد و مدح هم از عقل و از رائے — ز عدل و داد و جور کهنه افزائے
ز آگاهی شاهان جهان دار — که چون باشند در هر کار هشیار
ز شرر انگیزئی غفلت پرستان — هم از طغیان و غدر زیر دستان
ز گل تا خار و لعل از سنگ خاره — که ناید از شمردن در شماره

بگفت آں چیز کو بایست گفتن
بسفت آں در که می شائست سفتن *
ازاں دفتر، ولے ز آغاز و انجام
سخن را نے نشاں نے قصه را نام
همانا شد ز گشت هر ستاره
سخن را جا بجا توقیع پاره
عجب باده بداں گلزار وا خورد
که چوں هر برگ گُل اوراق آں برد
هماندم ایں بفکر اندسم گشت
بطبع و خاطر دانش رسم گشت
بباید گفت بر مدحت سرائے
سخن را آفرینے یا سزائے
ز هر جنس سخن و ز هر فسانه
بگوید ز انچه رفتست از میانه "
دراں هنگام و آں وقت خجسته
جهاں از چشم زخم فتنه رسته
کلید بخت قفل بسته بکشاد
نظر شاه جهاں را بر من افتاد
شد از حضرت اشارت کاے فلانے
سخن را اے سروش آسمانے
چنیں باید که گردد ایں کُهن، نو
شود تا شاد از ما روح خسرو
بدیں خدمت سزا واری تو داری
که از ابر سخن گوهر تو باری
نگردد تا تمام ایں کارنامه
همه کاغذ ز کف و ز انگشت، خامه "
ز قدر و از بزرگی جاه و جارا
سرو سجده شدم آں خاک پارا
هم از فرماں بری خدمت گزاری
هم از اخلاص معتقدی جاں نثاری
قبول کار بوسیدم زمیں را
بکیواں بر زدم چیں جبیں را
سرے باشغلش اندر کار سازی
دلے با مدحش اندر عشق بازی
بہ بلبل بانوا گشتم هم آواز
بآں آهنگ بستم تار بر ساز
نوا را تازه کردم رسم و آئیں
گلونے مُرغ را گشتم * نگاریں
ز هر دُر آنچه می بایست گفتم
ز گوهر آنچه می شایست سفتم

* ں : شائتیش سفتن — * ق - ر : بستم —

بهم آموختم لعل و گهر را   بدریا بر پراگندم دُرر را
ابا نقدینهٔ کز سفته بردم   نثار خاک راه شاه کردم
قدم بر تو نهادم سروری را   به گردون یا فتم نوک اختری را
شهنشاها خدیوا شهر یارا   نسب را تا بآدم تاجدارا
حسب را هم ز گوهر ها شماره   خرد را ز آسمان روشن ستاره
شرف نازان ز بخت ارجمندت   جهان در سایهٔ نخل بلندت
هنر را از تو تا گرم است بازار   در افزونی فزاید قدر هر کار
چه علم آموز و چه مرد سخن سنج   کرم را از تو دارد پایه هر گنج
بخوبی در که از خاطر گشادی   به تغلق نامهٔ بر حق نهادی
سخن را لفظ و معنی تازه نو شد   کهن اوراق را شیرازه نو شد
چه خوش سودی است بر تو جان فشاندن   ابا جان هرچه هست آسان فشاندن
حیاتی ای ثنا را آفرین تو   اجابت را دعائے در کمین تو
ز جامے باز لب را مست گردان   دعا را با ثنا هم دست گردان
بعالم تا که نام شاه و شاهی ست   بزرگی و سری صاحب کلاهی ست
بفرق و تخت از مه تا بماهی   جهان افروز بادا تاج شاهی
همیشه تا سپهر و اختراند   جهات و چار رکن و گوهر انند
بهفزا یاد قدر افسر و گاه   ز نورالدین جهان گیر جهان شاه

*

چو بیند آسمان از دیدهٔ مهر   شود خارا زر از زیبائی چهر
نگر هد هد که موقی کم هنر شد   سلیمان چون گزیدش تا جور شد

*

بیا ای دل قبول مقبلان جوئی — دلی را نام از صاحبدلان جوئی
قدم را وامگیر از راه شهان — سجودی پاش بر درگاه شهان
که شهان اختر صبح جمال اند — بدان تاریکی شام جلال اند
ازینان میرد آتش در دل سنگ — وز آنان بهد آرد بار با رنگ
دل خوش را خوشی از شهریاری است — جهان خرم ز ایام بهاری است
ز صاحب دولتی اندوز سودی — رسد تا زود نابودی به بودی
که از خورشید گردد ذره رخشان — شود کان گهر کوه بدخشان
صبا زان سان که مشک آگهن با بوست — ز فیض خاکبوس آن سر کوست
ز دریا هم سیاهی هست در را — که زان سر چشمه دارد آبخور را
بقره بین که چون زرین لباس است — ز نوری چون بهر در روشناس است
ازان شوقی که بودش در تمنا — بقطره بین که چون گردید دریا
تو هم خود را بدرگاهی رهی کن — مس خود را طلائی * ده دهی کن
حکایتی گونه با یادم آمد — که جانی در روان شادم آمد

حکایت

شنیدستم که در دوران پیشین — چنین بودست راه و رسم آئین
چو زادی طفل بی طالع ز مادر — که بودی تیره از وی روشن اختر
همه خویشانش با تدبیر و چاره — که واگردد مگر گشت ستاره
ببردندی به پیش بختمندی — فروزان طالعی اختر بلندی

* بمعنی خالص-

بخدمت روز و شب هر گاه و بیگاه / بران در داشتندے خواه و نا خواه
که تا سر زان طالع فرخنده آثار / بتابد پرتوے بران شب تار
شود دیماه او اردی بهشتی / به بیت الله بدل گردد کنشتی
بتدریج آن بطالع روشن اختر / برو می تافتی چون ذره را خور
که تا گشتی نحوست دور از وے / شدے هر گونه ماتم سور از وے
بلے آثار دولت این چنین است / که باوے زهر ارقم انگبین است
که گردد قطره از وے در دریا / شود زر خاک و گردد خار خرما
*
حیاتی های زهر غم شاد می زی / بهر ویرانیء آباد می زی
که گشتی سایه ور از خاک پائے / چه خاک پا پر و بال همائے
جهاندار جوان بخت خرد پیر / شهنشاه شهان شاه جهانگیر
•
کنون بشنو که این در از چه سفتم / نصیحت گونه از بهر چه گفتم
بتغلق نامه خسرو در زمانے / بگفت این سان سخن را داستانے
زپند و موعظت چندین سخن گفت / ره دانشوری را خار و خس رفت
کنون زان داستان جائی خبر نیست / وزان جز این دو بیت اصلا دگر نیست
"چو بیند آسمان از دیدهٔ مهر / شود خارا زر از زیبائی چهر
نگر هدهد که مُرغے کم هنر شد / سلیمان چون گزیدش تاجور شد"
چو فرمان بود از درگاه والا / که آن گم گشته گردد باز انشا
قلم برداشتم صورت گری را / کشودم چهرهٔ ماه و مشتری را
بطبق آن سخن هر داستان را / فشاندم گُل چو گلبن گلستان را
بآن بیت دو چندے بر فزودم / بجادو سحر بابل را نمودم
حیاتی وار مرغ ناله گشتم / نفس را آتش پرکاله گشتم

بدریا درج گوهر بر کشادم — بدهلی گنج گنجه عرضه دادم
ز جائے دیگر آوردم سخن را — ز اخگر آب دادم این چمن را

*

* ضرورت گر هوائے باغ جاں است — سرگشت گلستان جنان است
ازیں ساں سحرآرائی عنوان — بجادو معجز افزائی عنوان
گسستن ریسماں عقد گهر را — پراگندن بهر کشور درر را
بسوئے خاتمه بر زن عنانے — گزرکن بر بهارستاں جائے
برو بوس ز جان و دل سرشته — همه فرش رهش بال فرشته
قدم بر لاله نه رو بر سمن دار — بزیر پائے هر جا شاخ گل کار
ببین انگاه صف صف حوریں را — به مے آمیخته ماه معیں را
همه سیمیں تناں و پرنیاں پوش — ز لعل و دو فروزاں گردن و گوش
که کشتی هر دوتن باهم خراساں — گهر آگیں ز دامن تا گریباں
حکایتی نکته سنج داستاں شاں — نو اخواں عندلیب گلستاں شاں

*

چو بیند آسماں از دیدهٔ مهر — شود خارا زر از زیبائے چهر
نگو هد هد که مرغے کم هنر شد — سلیماں چوں گویدش تا جور شد

*

شهے در بینش جوهر فروشاں — برسم آزمایش گشت کوشاں
نظر درکار ایشاں دور بیں کرد — بروئے خاتم از مینا نگیں کرد
بزرگے را ز بینایان آں کار — طلب کرد و بدو داد آں نمودار

* ذیل کے بارہ شعر حاشئے پر درج ہیں –

که نرنم این زمرد کن به بینش ... بگو قیمت به تحقیق و یقینش
شناسا بود اگرچه مرد کامل ... شناسائی ادب هم بود و عاقل
چو دید آن گفت هست این جوهر فرد ... که در آفاق نتوان حاصلش کرد
ملک خندید لیکن خندهٔ شهر ... نهان یک خنده را صد خشم در زیر
برآن شد تا بخشم از چشم ما دور ... برون آرد ز چشمش گوهر نور
چو دید آن حال مرد کار دیده ... بد و نیک جهان بسیار دیده
بزاری گفت کای تاج سر من ... بالماست نیرزد گوهر من
ولی بستاخئی دارم بدرگاه ... بگویم گر به بخشد جان من شاه
زبانش داد شاه و مرد در سنج ... در سنجیده بیرون ریخت از گنج
که چون شاه داد بردست این نگینم ... شناسا گشت چشم مهرهٔ چینم
و لیکن شد دو چیزم مانع گفت ... که دل نارست در راستی سفت
یکی زان* آنکه این هست آنچه خود است ... گهر شد چون بدست شاه پیوست
زمرد خواندنش زین رو ادب نیست ... که جز سرسبزی تاجش لقب نیست
ادب این است و تعظیم وی آنست ... که گویم پارهٔ از آسمانست

حدیث دیگران دارم درین حرف ... که چون شد بینش شاه اندرین صرف
ندارد چون غلط در چشم شه راه ... غلط بر خویش بندم به که بر شاه
شهش چون گفت زین گوهر به تمییز ... گنه بخشید و گنج گوهرش نیز
غرض زین گفتم آن کز چون تو شاهی ... درین لوح از کرم باشد نگاهی

* ن: یکی زانکه که -

که این تیره شبهای تاریک بی بدر ز نور بینشت گردد شب قدر
چو بر فرش قبولت جائی سازد عطارد را بساط پائے سازد
سخن با آنکه باشد معنوی فر قبول مقبلاں ز آں معنوی تر
اگرچه این تحفه نے در خورد شاهست که این زه نے سزائے این کلاهست
و لیکن پیش سلطانے فقیرے گلیمی هدیه سازد نے حریرے
گلیمی را که کردم رشته تاے نسیجی نیست کش زر رشته پاے
من آن خویشتن کردم بتدبیر بکن تو نیز از آن خویش و بپذیر
تو بپذیری ز من این هرزه چند پذیرد از تو هم گیتی خداوند
نمودارے که بینی از ادب دور نخستم عفو کن پس دار مستور
و گر جرمیست کز غفران شود پاک چو غفار است یزدان نبودم باک
دراں عالم کش آمرزش سپهاست یکے عالم گنه یک ریگ دریاست
ازاں یک ذرّه ریگے ناپدیدار نگه کن تا گناه من چه مقدار
که خود را گرچه هستم گوهر آشام بخوشنودی خس دوزخ نهم فام
یقین دانم که نگزارندم از پیش شفیع مهربان و رحمت بیش
در * رکوع و در سجودم دعائے پادشه حرز وجودم
ز جودش خلق دید آں مایه در پوست که مهمان عزیز از میهماں دوست
بود تا دور مه دوران او باد همه عالم درین دور آن او باد

خطاب * حضرت شاه و از و خواهش به بستاخی
که ا ز چشم رضا و مرحمت بیند درین دفتر

* پہلا لفظ اُڑ گیا ھے - ق - ر :- بلا هر گه در رکوع — اثم   * ک : خطاب از -

زهی شایسته بخت آرائی شاهی ‌ ‌ ‌ پناه عالم از مه تا بماهی
نرانگشتش به عیش افروزئی خلق ‌ ‌ ‌ کلید کار ملک و روزئی خلق
گرفته پرتو تیغت بیک ضرب ‌ ‌ ‌ چو تاب آفتاب از شرق تا غرب
نمی زان قطره در صف ارنهد روی ‌ ‌ ‌ بگنجد * در صد اصراف سخن بوی
اگر مریخ ببیند رزم گاهت ‌ ‌ ‌ دهد جان گر دلش ندهد سپاهت
ور از بزمت صفت در نامه سنجم ‌ ‌ ‌ بهشتی را بنوک خامه سنجم
دران بزمی که فردوس زمانست ‌ ‌ ‌ بسی فردوسیء شکر زبانست
چو زان جادو زبانان هر فسون ساز ‌ ‌ ‌ بنام شاه شد شه نامه پرداز
بمن هم کرد اشارت حکم درگاه ‌ ‌ ‌ که نقش نو کنم در نامهٔ شاه
نبود ار چه بعقدم شاهوارے ‌ ‌ ‌ که زیبد مسند شه را نثارے
ولے چون کرد همت سرفرازی ‌ ‌ ‌ بشرح قصهٔ این شاه غازی
بدان یُمنم کلید آسمانی ‌ ‌ ‌ کشاد از غیب درهائے معانی
بر آمد موج دریا از ضمیرم ‌ ‌ ‌ در افشان شد دلے دریا نظیرم
شد اندیشه بکار افزائی خویش ‌ ‌ ‌ چو پر حلوائے صوفی دست درویش
قلم جستم شهابم در بنان بست ‌ ‌ ‌ ورق جستم سپهرم داد بر دست
چو طبعم در جوانمردی در آمد ‌ ‌ ‌ قلم را موج دریا بر سر آمد
کنون زانگونه خواهم راند این حرف ‌ ‌ ‌ که گنج نه فلک در وے شود صرف
چو در سلک آرم این درهائے شهوار ‌ ‌ ‌ پسند شاه عالم خواهمش بار †
که گفتار ارچه سهل و دلپسنداست ‌ ‌ ‌ گرش سلطان پسندد ارجمنداست

* ق ر: نگنجد - ‌ ‌ † ن: یار -

خطائی را که شاهان در پذیرند　　بهر نامه، صواب نامه گیرند
ازان شد قیمتی لولوی شهوار　　که در چشم بزرگان یافت مقدار
بهر مرکب که سلطان بر نشیند　　اگر صد عیب باشد کس نه بیند
پلاسی را که گوید شاه دیبا　　ازو دیبا نشاید گفت زیبا
چو باشد صندلی در زیر جمشید　　گمان صندل برند ار خود بود بید
چنین باید ثبات سکهٔ ملک　　که چرخ آرد برات سکهٔ ملک
سهی چترش که امن آثار گشته　　سپهر ابر سلامت بار گشته
چراغ دین بذیل چتر این شه　　ز باد حادثات ایمن همه گه
تناسخ مذهبان کش دیده برزین　　یقین کرده که پشک قنبر است این
شرف کرده سپهر از هم عنانیش　　حذر کرده شهاب از هم سنانیش
ستو رمحش کز اعدا ریخت خون را　　ستون گشته سپهر بی ستون را
ز ماهئی علم برده بشاهی　　میان چشمهٔ خورشید ماهی
سداب* تیغ او تا گشت روشن　　سپهر از فتنه زادن شد سترون
کند چون برق وصف خنجر وی　　کشاید ابرها را از بغل خوی
اجل کش علم بو یحیی است مفهوم　　دو حرف از لوح نقشش کرده معدوم
چو جنبد لشکرش در حملهٔ بر　　جهان را بشکند ترتیب عنصر
چو بر بالا رود گرد سپاهش　　بخاک افتد مه از تعظیم راهش
بخاک پاش مهر سوگند خورده　　که پابوسش کند چون آن نکرده
غبار لشکرش رفته بر افلاک　　بغارت دهانش کرده بر خاک

* ن: سدابی -

چو بر تخت فریدونی دهد بار / شود خاقان و دارا نقش دیوار
وگر فرماید از حکم سبک رو / شود دیوار و صورت در دوا دو
اگرچه پشت خورشید است زان سوے / ز بهر خدمتش زین سو نهد روے
غبار او بچشم سام و هوشنگ / ز عزت قرة العینی کند تنگ
بخشم ار تیز بیند سوئے گردون / چکد از چشمهٔ خور بر زمین خون
ترش کرده چو ابرو گر شده تند / فلک را گشته دندان غضب کند
بعهدش بے عمل دهر بلا سنج / بسان کعبتین از لعب شطرنج
ور از سهو آرد اندر اختران چهر / زحل را مشتری گرداند از مهر
سپهر اندر ره قدرش سفالے / جهان ز آئینه هاے او خیالے
ملک را مسجد اقصی ضمیرش / فلک را عروهٔ وثقی سریرش
جبینش را برات از نور جاوید / براتی * پوش رویش ماه و خورشید
چو رائے روشنش بیرون زده نور / نمانده راز هاے غیر مستور
ستم را بسکه دادش پر فکنده / ز موران پاے پیل اسیر فکنده
نه بیند در ستم بالاو زیرے / کشد کهن بزے از شرزه شیرے
ترازوے است عدلش راست تدبیر / که یکسان است در وے چاکر و میر
بعهدش خلقے از عیش آن طرب دید / که غیرت کرد ز ایام دگر عید
بدین آبش دعا گوید دعا گوئے / که عمرش را همیشه آب در جوئے
دعایش چون برون رفت از زبان ها / به استقبالش آیند آسمان ها
فراز آسمان با نور و تابش / بلندے چون دعائے مستجابش

* رومال وغیره جسے خیرات کردیاجاے -

سعادت، خانه زاد پیکر او   هما مثل چغه* بوسد سر او

در شروع نظم می گوید

شراب و عشق و مستی و جوانی   نشاط و عیش و ملک و کامرانی
کسی کین بادهاش افتاد در خویش   کی اندیشه کند ز اندیشهٔ پیش
نشاید پادشا را مست بودن   نه در عشق و هوس پیوست بودن
بود شه پاسبان خلق پیوست   خطا باشد که باشد پاسبان مست
شبان چون شد خراب از بادهٔ ناب   رمه در معدهٔ گرگان کند خواب
در آئینی که رسم ملک داری است   ثبات کار ها در هوشیاری است
کسی کش نقد آفاق است در مشت   به غفلت کی سزد بر بسترش پشت
خروشان خسپد از خازن دری باز   خروشش دزد را خواند بآواز
سراندازی کند چون تیغ بد خواه   نگهبان همه سرها بود شاه
چوشه نبود نگهبان سر خویش   نگهبانی دگر سر کی بود بیش
نشاید هیچ مردم خفته درکار   که در پایان پشیمانی دهد بار
خصوصاً بادشاهان را که در پوست   بود دشمن بسی افزون تر از دوست
چودر هرکس سپاس وناسپاسی است   فراست، دختر مردم شناسی است
زبان کردار † خسرو چند ازین گفت   که باشاهان نشاید مهر و کین گفت
خصوصاً کز ‡ سپهر آسوده کاری   سخن بیهوده گفتن چیست باری
همان در بایک از دریا برون داد   که می باید صدفها را کنون داد

* چغلا = ہاتھی کا ایک مردانہ زیور - † ن: زبان کردار - ‡ ک: کر -

فرض القصه چون روشن شد این راز که گشت اندر جهان تاریکی آغاز
زمانه در پئے کارے شگرف است بلاے مهلکت پوشیده حرف است
بخواهد هر * دو قطب آسمانی ز قطب الدین ثبات زندگانی
حسن کز قدر بر مهه سود تارک مبارک نهست بر سلطان مبارک
شه او را در دل خود کرده منزل نشسته آن خس اندر خون آن دل
ازان خس ریش دید ار چه دل خویش دلش رنجه نشد زان رنج دلریش
بران نا مهربان چون مهربان بود ازو هم بے دل و هم بے زبان بود
نمی گفتش بدل هیچ آشکارا که بر گوهر کمیں کرداست خارا
همی کرد از کرم هر روزش افزون بران گونه که مه را مهر گردون
بسان مارگیرے کو بهنجار ز بهر مردن خود پرورد مار
بدو گرچه بهر سوز و کنایت همی کردند دانایان حکایت
که باتو گرچه خسرو خانست همدم دمش خون است وخون بر خون بران ضم
ز دست او چه نوشی دوستگانے که هست این فتنه دشمن دار جانے
بویدان نیز در دور بیانے همی گفتند کین خونست نے مے
ولے چون بسته بودش گوش تمییز هوائے دل قضائے آسمان نیز
نه گفت کس درون می شد بگوشش نه سوئے مصلحت می رفت هوشش
خود† از هوشش دو سه گنجد کم افتاد که هوشش را قلم نقش هوس داد
اگرچه قطب دنیا زیر افلاک شه و شاهزاده بود از گوهر پاک
چو عقلش گوهر تمییز گم کرد بغصب گوهرش چرخ اشتلم کرد

* ن : بردو - † (کذا) شعر کا مفهوم یه معلوم هوتا هے که هوش کے تک (یعنی نکتے) اُڑ گئے اور هوش کی بجاے هوس رہ گئی -

چو دشمن را دلش از یار نشناخت   سمن از خار و گلبن از مار نشناخت
هم از گل زخم خارش گشت پیدا   هم از گلچهره مارش گشت پیدا
حسن کش هندو اندر چار سو بود   سه چارش خال هندو پیش رو بوده
چو چندان خال بر رویش کهن گشت   حسن زان نقطهائے بد خشن گشت
زیک خال است او را خوبئے حال   کند رو را سیه افزونی خال
غرض زان هندوانی خال دیدار   نگه کن چون سیاهی شد پدیدار
چنان بود این حدیث فتنه پرورد   که شاه آن فتنه را چون خاص خودکرد
بخسرو خانیش چتر و علم داد   جهانے عرصهٔ تیغ و قلم داد
وزارت را قلم بر کارش آسود   وزیرے چون حسن شد پیش محسود
وزیر و کار دان و نایب تخت   و لیکن بخت نوکش کرده بدبخت
ز سوئے شاه یک جان در دوتن خاص   وزو دو دل بیک † دور از اخلاص
برون در بندگی توفیر می کرد   درون تدبیر تیغ و تیر می کرد
نیام تیغ بود از بهر خون ریز   برون زیبا ‡ درون سو خنجر تیز
بسان حنظل از نفس جفا بهر   برون سو نرم و رنگین و از درون زهر
برابر تیره می مانست بے فرق   برون آب زلال و از درون برق
ز دور منهی $ ارچه گاه و بیگاه   رسان بود این خبر در حضرت شاه
ولے شه را چو بود از گردش بخت   بران دشمن طریق دوستی سخت
بهر کس راز دل آگه نمی داد   همی دانست و در خود ره نمی داد

* شعر کا مفہوم غالباً یہ ہے کہ اس کے منہ پر هندوانی ٹیکے کے تین نشان یا تل تھے۔

† ق - ر: بیک دل دور ز اخلاص ‡ ق - ر: دیبا $ خبر دهنده۔

هنوزش در دل شوریده می داشت   بسان مردمش در دیده می داشت
جهان می دید زهر افگنده در شهر   چو بر دل بس نمی آمد، چه تدبیر
عجب کارے که شه با لشکر خویش   بس آید بر همه جز بر دل خویش
چنان در جاے خود تیمار او کرد   که جان خویش هم در کار او کرد
چنین باشد بکار عاشقی زیست   که شاهان راکشد درویش خود کیست
حسن هم همچنان در کار می بود   بتن خفته بدل بیدار می بود
چو اندر پرده غوغا را نیت داشت   برون مهرے برسم عاریت داشت
بسے هندو که گویندش براذو   شده یار از براے فتنهٔ او
براذو وصف هندویست سر باز   که هم سر باز باشد هم سر انداز
بوند این طایفه در پیش رایان   که جان بازند بر فرمان روایان
ازین بے عاقبت گبران منکر   بجنگ یکسره چون دیو ده سر
حسن شان را بکلچے جائے کرده   ز زر زنجیر شان در پائے کرده
شه غافل مزاج از طفل خوے   ز دشمن بسته دل بر دوست روے
بلندی برهمه سرهاش داده   کلید جملگی درهاش داده
وے اندر خون شه کرده میان چست   ز بهر فتنه را فرصت همی جست
چو تاریخ عرب شد هفصد و بیست   ثبات قطب کم شد جانب زیست
جهاد دو نُهین را شد پدیدار   هلال تیره و تاریک دیدار
مهِ باریک بود از حالت تلخ   بناخن کرده خود را پیش ازان سلخ
شد آن مه بر همه گیهان مبارک   مگر بر طالع سلطان مبارک
چو بگزشت از شب تاریک پاسے   زمانه فتنه را نوکرد اساسے
ملوک از سلک خدمت باز گشتند   خس و گوهر بهم دمساز گشتند

حسن پنهاں بگبراں کس فرستاد / که سوے شمع ملک آیند چوں باد
دراں ظلمات هندو چهر و بے مهر / که هندو وام کردے رنگ ازاں چهر
بروں زد فوجے از هندوئے بد روز / ز تیغ خویش گشته مشعل افروز
تو گوئی تیغ شان ز آتش نشانی / زبانه بود بر دست زبانی
دواں گشتند سوئے برج والا / چو دزد چیره در تاراج کالا
قضا را قاضی از پیش اندر آمد / قضاے آسمانش بر سر آمد
ز هندو حربهٔ کش در جگر رفت / شهابے در دل برجیس در رفت
چناں بو یوسفے کز خوں بر افتاد / مهان لالهٔ نعماں در افتاد
دگر هر کس که بیروں و دروں خاست / درو زورش نشست و موج خوں خاست
چو پیش در شدند آں فتنه کاراں / بر آمد بانگ و شور از پرده داراں
ز خنجر پرده دارے چند را نیز / شد اندر پردهٔ دل چاک دهلیز
چو فوج هندواں ره پیشتر یافت / خلیفه هم خلاف خصم دریافت
بر آب آمد همه کاں آتش انگیز / بجوش آورد سیل فتنه را تیز
شه آں سگ را بخشم آورد در زیر / چو نخچیرے که در زیر آورد شیر
بکشتن*تیرے می جست بر دست / بخشم تیر چوں تیرے همی جست
چو نفتادش بکف تیغے دراں وهل / ز منزل کرد سوے نردباں میل
سبک آں بر خلاف خارج آهنگ / به بستاخی زد اندر موئے شه چنگ
رهاند شاه تا موئے خود از وے / در آمد مو بمو گبرے پیاپے
سهه کردے ز بس خشم آتش ناب / بدستش دشنهٔ چوں قطرهٔ آب

* کذا ایک لفظ رہ گیا ھے - ک : بکشتن تیرے را - الخ بخشم شیر - الخ

مخالف شوم چهرے جهریا نام ‏ رخے ز ابلیس و چشمے ز اهرمن وام
بزد زخمے بران سرو کیانی ‏ که خون جستش ز آب زندگانی
فتاد آن گلبن نو رسته در خاک ‏ چو غنچه کرد دولت پیرهن چاک
مه از نور سعادت گشته نومید ‏ که با تیغ زحل شد خسته خورشید
چو آن تاج سران را سر فگندند ‏ وزان بالا بخاک اندر فگندند
میان صف ترکان خاست شورے ‏ در آمد هندوان را دستی زورے
بجولان گشته صوفی تیر در شست ‏ برادو چند با او گشته همدست
که هر که از سوے قطب الدین کمندزور ‏ بدین پیکان کنم چشم دلش کور
همه شب در چنین تدبیر باطل ‏ سخن می رفت در مقتول و قاتل
که فردا چون بر آید چشمهٔ مهر ‏ که شوید بهر تخت آراستن چهر
گدام اختر کشیم از برج شاهی ‏ که گیرد نورش از مه تا بماهی
وگر خونریز شاه از بیم کین توز ‏ رمد چون شپرک زان نیر روز
کرا در خور بود زین گونه تاجے ‏ که بستاند ز کشورها خراجے
هوا داران خسرو خان بد رائے ‏ بسختی در فشردند اند زین پائے
که چون بر منعم خود تیغ راندی ‏ بکش سر ورنه زیر تیغ ماندی
چو نگذارندت این سر بر سر دوش ‏ بر آور تاج و بارے در سری کوش
چو گبر و مومن این تدبیر جستند ‏ دگر تدبیرها زو جمله شستند
بدین تر دامنی شب خفت شادان ‏ بلوث آلوده مسند بامدادان
بکار افزائی آمد گرد مسند ‏ گروه کافر و کفران مرتد
ازین سو مالدیو اندر خرامش ‏ وزین سو ناگدیو آورده رامش
بدین سان سو بسو صد دیو دیگر ‏ بسے چندال دیگر میو دیگر

بکے شد خانخاناں چتر بر فرق
دگر شد راے راہاں سرور شرق

بر آمد خاں بسے زاں کامرانی
چو خضراوہ سن از آب جانی

سخن در سن عمر و خواندن شہزدگان و آنکہ
حدیث دو خلف کاں از خلاف آمد تہہ خنجر

دلا گر دانشے داری بنہد پش
کہ گردندہ است گردون جفا کیش

فریبندہ است نقش ہفت پرکار
فریبیدہ * نگردی زین نمودار

بدین گلگونہ کردہ صورتے چند
مشو چوں کودک از بازیچہ خورسند

کہ چوں بینی بچشم عقل و تمکین
خیال خواب و آب† و آئینہ است این

خیالے کش تواں ز آئینہ دیدی
خیال است این کہ زو بتواں کشیدن

بخواب و آب ہم نتواں شدن شاد
کز این نقشے و آں عکسے بروں داد

ہر آں پیکر کہ می بینی جہاں را
چو بکشائی درو چشم نہاں را

ہمہ ہیچ است چوں تصنیف سامر
پر و خالے چو ہمیان مقامر

کے آساید درو دانندۂ دل
کہ طفلاں خوش شوند از مرکب گل

بچشم ہمت است از راہ فرہنگ
فلک‡ نہ دست وشش پے فرجۂ تنگ

کجا گنجد درو سر رشتۂ مرد
کہ ہفت اختر درو سررشتہ گم کرد

چو خواہی برتر از عالم نہی پے
بگو ترک جہان و ہر چہ در وے

گل مردم کہ ہر سوش آب و رود است
زمینے در خور کشت و درود است

درو بودن کسے را نیست در خورد
مگر آں را کہ کشتے کرد و بر خورد

* فریندہ۔ † ق ر: آب آئینہ ‡ یعنی نو عرض اور چھہ جہت والا آسمان ظاہری وسعت کے باوجود تنگ ہے۔

ببر زین کشت بر، بر خوشهٔ چند و زان خوشه درین رہ توشهٔ بند
که چون این خوشهٔ بی توشه رانی چو خوشه نبودت بی توشه مانی
بسان مرغ و موران کز سر کشت نصیب خود برنداز خوب واز زشت
تو کاندر جستن این پخته خامی نه کنجشکی و نه موری، کدامی
سده کالای پر قیمت درین کاخ که تو مستی و دزد خانه گستاخ
یکی آمد درون و دیگری رفت نکوی آمد و نیکو تری رفت
ازین آینده و پوینده حالی نه پر شد عالم و نی کشت خالی
شناسد آنکه عقلش دور بین است که مهر آسمان شمشیر کین است
همین بیداد و کین اختر کنون کرد پسنده است از برای عبرت سود
درین عبرت سرائی، بر فسانه نگه کن تا چها زاد از زمانه
اگر وقتی بلای می شنیدیم درین دوران بچشم خویش دیدیم
کجا سلطان علاءالدین و آن کار کزان هیبت شدی گردون بزنهار
کنون بر نسل او بین تا چه کین رفت که چندان خون ناحق بر زمین رفت
چنان است این حکایت راستا راست که چون بر قطب دین رفت آنچه حق خواست
زبعد آن سریر آرای مرحوم برادر پنج دیگر ماند مظلوم
یکی خان فرید اسم بلند اصل که بود اصلش زده شه وصل بر وصل
که آن سلکی سزای ملک سنجی سه پنجش عمر در دهری سپنجی
تمامش داده قرآن ختم منشور دلش زان نور گشته سورهٔ نور
بسا شاگردئی استاد کرده کتاب و نامه را چون یاد کرده
به ترتیب کمان و تیر پیوست بعقد تیر دو انگشت او شست
دگر بوبکر خان دیباچهٔ تخت سزای ملک اگر یاری کند بخت

ز سال عمر او دو هفته رفته | دو هفتش سال و او ماه دو هفته
الم * دیده ز الف و لام و یسهن | نشسته در دل قرآن چو یاسن
هوس در نظم و نثر لفظ و خط خوش | طبیعت خود چه گویم آب و آتش
علی خان گرامی هشت ساله | جبینش چون گل و روے چو لاله
همه دندانش در بالا و پستی | نتان خزان شده از شهر مستی
ز قرآن تا بقد اقلم رسیده | قدش † اقلم شده کان صفحه دیده
بهاخان هم بهشتم سال نوخیز | بثلث دوم قرآن ورق بیز
گرفته روزی از تعلیم بالا | وما من دابة فی الارض الا
ز پنجم سال عثمان بهره ور بود | هنوز از جمع قرآن بے خبر بود
ببازی هائے نوزادان هوسناک | ز لوح کاف و نون لوح دلش پاک
چنین شهزادگان ناز پرورد | که چرخ از بهر ملک انباز پرورد
زمان عمر شه چون بر سر آمد | زمانه در جفا کاری در آمد
اشارت کرد خسرو خان کم بخت | که بر شهزادگان کارے رود سخت
قضا را میهمان بود و شادی | که بود اندر مراد این نا مرادی
دویدند از برون عفریت رویان | بحور ستان ستم ملک پویان
دو سه محجوب و مرتد خانخانان | بر آن دیوان هایل کار رانان
حرم کز هیبت ثانئی جمشید | بلرزیدے برو چون سایه خورشید
فلک دم خوردے اندر بر مقامش | ملک گستاخ نگزشتے ببامش

* میرے نزدیک مصرعه یوں هونا چاهئے۔ الم دیده ز الف و لام و طس' یعنی الم اور طس کی سورتوں تک پهنچا تها جب که یه مصیبت آئی- یه ۱۹ ۲۰ ویں پارے کی سورتیں هیں - (ک)

† اقلم ' یعنی راست و بلند -

نسیم اندر درش یکسر ترفتے — صبا هم بے محابا در نرفتے
پری هم جاں شدے سرتا قدم پاک — بپاکی گشتے آنکه کرد آں خاک
بر آں جنت چو دهر ابلیس خو گشت — همه جنت پر از ابلیس رو گشت
ز نقش شوم آں روهاے منکر — ستنبه * گشت هر یک تا بچه در
کشیده سر بگردوں هر سپاهے — چوں یلداے که در وے نیست ماهے
بروے هر یکے چشم جگر گوں — که هم در دیدنش گردد جگر خوں
سیاه و گشن سبلتهاے پر خار — چو کاه نیم سوز از خنه † نار
دراز و پهن هر یک ریش نا خوش — پریشاں هم چو دلهاے مشوش
کناره بر کمر بسته بزر غرق — چناں کز پهلوی ابر سیه برق
پریرویاں ازاں هیبت گریزاں — خزاں در گوشها افتان و خیزان
قیامت گشته در هر سوئے پیدا — قیامت کرده در کوں چرخ شیدا
دواں دنبال هر مستورهٔ گبر — سلامت بے پناه و فتنه بے صبر
بهالا ‡ کله در خوں کرده حوراں — شتاباں هر طرف چوں ناصبوراں
ز جوش کافراں بر اهل ایماں — سپهر از کردهاے خود پشیماں
نظر هاے سعادت بسته برجوس — که کم بیند دریں غوغائے ابلیس
چناں مریخ بد خشم و ترش چهر — بخونی گریه او نیز از سر مهر
دراں تاب آفتاب عالم افروز — ز سوز خود جهاں را کرده پر سوز
بساں بربط خود زهره نالاں — ثریا دست را بر دست مالاں
مه از کاهش چناں غایب ز خورشید — که گشته از کمال خویش نومید

* ستنبه ایک دیو کا نام جو خواب میں آکے ڈراتا ھے۔ † ن : رخنه ‡ کذا —

چه دل باشد زنان را در چنان هول ... زن آنکه دیو در دنبال، لاحول
بسے خورشید سایه پروریده ... بسایه سایهٔ خود هم ندیده
ازان ده سایه در دنبال یک مهر ... برنگ سایه شد هر مهر را چهر
چو زان غوغا فتاد اندر حرم هوے ... فرو مردند مستوران بهر سوئے
یکے را ماند چشم اندر تحیر ... یکے را دیده شد چون گوش پر در
یکے پیرایه گم کرد و یکے هوش ... یکے ساعد تهی کرد و یکے گوش
یکے شد غرق خے از تیغ چون آب ... یکے در رفت در کنجے چو مهتاب
دوان گبران بهر ایوان و پرده ... به بے رحمی چو خوک زخم خورده
بخشم آواز می دادند هر جا ... که پنهان کیست اینجا هان برون آ
ایا خان فرید اسم آئی بیرون ... اگر جانی و گر جسم آئی بیرون
بیاید در زمان بو بکر خان هم ... که هستش تن ز بہم آزاد و جان هم
دگر خانان بهاءالدین و عثمان ... رسند این جا پزودی با علی خان
که زین جمله یکے را ما بر آنیم ... که بر تخت جهانبانی نشانیم
و زان سایه که در خورشید سران را ... دهیم اقطاع و کشور دیگران را
نیندیشید* کاین کارے که شد راست ... نه بهر دیگرے بهر شما راست
همی جستند هر یک را بمشعل ... دم کاذب دوان چون صبح اول
زهے ظلمات کاندر وے چو پویند ... بمشعل انجم گم گشته جویند
چو آن گم گشتگان را گشت روشن ... که پیکان قضا را نیست جوشن
به تسلیم آمدند از گوشه بیرون ... عدم را داده از دل توشه بیرون

* ن: بنید یشید —

گهی کردند فریاد جهان سوز ... که آهی بر کشیدند آسمان سوز
تعالی الله ز چندان شعلهٔ گرم ... نشد پولاد آن آهن دلان نرم
بتندی یک دو محبوب جفا جوی ... زدند آن خستگان را بانگ بر روی
که بر بندید لب چون بی پناهان ... بتقدیر خدا و کار شاهان
چو خواهد رفتن آنچه ایزد قضا کرد ... چه باید بیهده ترک رضا کرد
عزیزان پیش می رفتند بی تاب ... چو میش بسته پیش تیغ قصاب
بگریه مادران دنبال هر یک ... فلک هم در فغان بر حال هر یک
ز سیل چشم مستوران شیدا ... شده خونابه در قصر پیدا
دران خونابه شان بر دند بالا ... چنان کامد ز حکم حق تعالی
همه شب پیش مادر هر عزیزی ... ز سوز و داغ خود می گفت چیزی
که ای مادر جمال من ببین سیر ... مکن دور از رخ من دیده تا دیر
که فردا خاک خواهد گشتن این روی ... نخواهد رفت خاک ما بهر سوی
یک امروزی که پیشت میهمانم ... بسینه نیز مهمانست جانم
دمی مهمانیی دیدار من کن ... دل بریان خود در کار من کن
ندارم ریز لیک از چشم پر خون ... که این یاقوت لعلم ریزد اکنون
چو من کردم وداع این سر خویش ... تو نیزش کن وداعی با دل ریش
سر من گیر بسیاری در آغوش ... که این سر دور خواهد گشت ازین دوش
ببوس این سر که در خون خواهد افتاد ... ز آغوش تو بیرون خواهد افتاد
به پیشانی همم با مهر و زاری ... دو سه بوسی ده کرده یادگاری
ببوس این چشم هم کت هست در پیش ... که کم خواهیش دیدن بعد ازین بیش
تنم گرچه از تو خواهد گشت مهجور ... نخواهد شد ز پیشت جان من دور

چو تنگ آئی ز هجر بی کرانم ‌‌ بگوئی دردهای خود بجانم
اگر بدهش از خطم گهتی قلم راند ‌‌ بخواهد نامم آخر در قلم ماند
چو در * خط شرط باشد میهمانی ‌‌ مرا ماتم کنی بی میزبانی
مرا چون سر قلم کرده ز تقدیر ‌‌ ز خون دل کنی این قصه تحریر
کنی زین حرف اگر گردد دلت ریش ‌‌ کتاب و مصحف‌ست مونس خویش
همی گفتند گریان مادران هم ‌‌ که ای دو چشم ما و دیگران هم
نگر تا چند خون خوردیم ازین ساز ‌‌ که پروردیم تان را † ما بصد ناز
اگر گشتید بر بامی سبک پای ‌‌ همی افتاد دل کافتید ز انجای
وگر بر روی تان چشمی شدی تیز ‌‌ ز بیم چشم گشتی دیده خونریز
وگر بادی گذشتی بر شما گرم ‌‌ بسختی سوختی دل زان تف نرم
وگر بیرون همی رفتید ناگاه ‌‌ دو دیده جان کم گشته بصد راه
بشانه کردن افتادی بدل هوی ‌‌ که زین سرها نباید یکسله موی
کنون فریاد کز تیغ خطرناک ‌‌ چنین سرها فتد در دامن خاک
کجا باشد روا ای گردش دهر ‌‌ که رانی بر عزیزان دهرهٔ قهر
کسی کش بود برگ گل نا تیز ‌‌ خورد چون گندنا شمشیر خونریز
بریزد این همه روها بزاری ‌‌ چو برگ گل مهان خاک خواری
چه گفتست این فغان ها بر فغانها ‌‌ چه می گوییم ببرید این زبانها
اگر رانید شان را تیغ چون برق ‌‌ بباید راند ما را اره بر فرق
وگر زه کرده ایشا نرا گلو گیر ‌‌ بباید بر جگر ما را زدن تیر

* شعر کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی نکلنے کی تقریب کی بجائے میرا ماتم کرنا -
* ن : بر

وگر شاں را رسن پیچد بگردن ‌ ‌ ز ما باید رگ جاں دور کردن
دریده از زخم خنجر ایں شکمها ‌ ‌ که زاں خوں در رود در خاک تنها
که از بیم ستمکاران بد ساز ‌ ‌ کنیم ایں زادگاں را در شکم باز
دریں گفتن در آمد خونئی چند ‌ ‌ که بکشایند خونها را ز پیوند
بد و دو بزرگان تاجدارے ‌ ‌ طلبگار از برائے سفته کارے
ذنب گشتند بر خورشید و بر ماه ‌ ‌ ستاره هم بسے کردند همراه
گرفته مادراں فرزند را دست ‌ ‌ فتادند از قهر بر زمیں پست
گہے بردند بر دنداں ده انگشت ‌ ‌ گہے کردند بر دل کوبش مشت
کشنده کو است از خنجر جگر دوز ‌ ‌ کجا می بیابد آں سوز جگر سوز
پسر در رفتن و مادر بتاپاک ‌ ‌ به رو خوں و بسر خاک و بدل چاک
چو دیدند آں سگاں کز آتش درد ‌ ‌ نخواهد شد ز آب چشم شاں سرد
بعنف و زور شاں ماندند بر جاے ‌ ‌ رواں کردند شاهاں را سبک پاے
چناں شاهاں چو مسکیناں بیکس ‌ ‌ همی رفتند روها کرده واپس
زهے بد دیدن و دشوار دیدن ‌ ‌ بکشتن وایسیں دیدار دیدن
تگرگاں وایسیں دیدار چوں بود ‌ ‌ کزیں سو خوں و زاں سو نیز خوں بود
نظر می کرد مادر سوئے فرزند ‌ ‌ بناخن از جگر پرکاله می کند
فغاں برداشته خان فرید اسم ‌ ‌ که اے نعمت خوران ما بصد قسم
کسے از بندگان و چاکراں هست ‌ ‌ که گیرد در چنیں وقتے مرا دست
بروں خواهند بردن جان ما را ‌ ‌ بجاں یاری کند او هست یارا
بفریادم رسید اے مهربانان ‌ ‌ بجاں بازم خرید اے پاک جاناں
که خوانند نزد ما یاری رساں را ‌ ‌ که خواهد کرد یاری بیکساں را

که گوید حال ما بیرون این در که دارد سر دگر بیرون این سر
کجائی ای بزرگان بهر جان سوز که بینی حال فرزندان بدین روز
بر آ از خاک و سوی ما نگه کن بخون آلوده روی ما نگه کن
کجا رفت آنکه از بهشت زهر سوی ببندی باد نگرشتی بدین روی
کنون از باد دهرم کن نظاره چو گل فرقه بخون و پاره پاره
چو گیتی خواهد از خونم خورش داد چرا مادر بشهرم پرورش داد
چو من در خون فتم خونم مشوئید و زین خونخوارگان خونم مجوئید
که ما یار شهید کربلائیم بخون آلود در جنت گرائیم
مگر کین تن بفضل بی نیازی شود در چشمهٔ کوثر نمازی
بدو بو بکر خان گفت ای برادر نشاید زین نمط بودن بر آذر
کنهم این ناله و زاری و فریاد اگر فریادرس باشد ز بیداد
چو تقدیر آمد و یاری رسی نیست شغب کردن چو سکیدان کسی نیست
نه آخر پایهٔ ما تاجداری است نفیر از تاجداران شرمساری است
کسی کو زا بود نسبت ز شاهان چرا عجز آورد چون بی پناهان
ازین سان گوهری نتوان نهفتن گهر می نالد آخر که سفتن
چو ما مردیم و هم فرزند مردیم بمردی به که از جان فرد گردیم
چو زاری در نمی گیرد قضا را بجان تسلیم باید شد رضا را
درین بودند کامد فوجهٔ پیش دوید آنسو فرید از هم سر خویش
کنیزی چند دید از پیش نالان فتاد آن سوی چون شوریده حالان
فغان بر زد که وای این جا کیانید سرا پنهان کنید ار می توانید
همی گفت این که در رفتند پویان عزازیلان و عزرائیل خویان

گرفتندش بسختی و رواں کرد — دراں دم چرخ پیرکین هم فغاں کرد
دو خاں را چوں دو شمع گیتی افروز — کہ آں دم بود شاں چوں شمع را روز
چو با آں بیکسی بردند سوئے — کہ از خونہائے شاں رانند جوئے
چو هر دو تیغ را دیدند محراب — طلب کردند از بہر وضو آب
کہ بود آں گاہ شستن از جہاں دست — همی بایست شست از خون جاں دست
دراں محراب گاہ خنجر تیز — نبود آبے جز آب تیغ خوں ریز
چو صدیقاں تیمم کرد ابو بکر — شغب بر مکر می زد دهر پر مکر
ور آنچہ خاک را می جست سازے — زمانہ در تہہ آں داشت رازے
کہ چوں بہر حیات ایں جانداں آب — نصیبت خاک شد در خاک کز* خواب
گزارش کرد ازاں پس عاشقانہ — وصول عالم حق را دوگانہ
پس انگشت شہادت بر کشیدند — شہادت را رقم بر سر کشیدند
دویدند آں سگاں خنجر کشیدہ — بخوں ریز آستیں ها بر کشیدہ
بہ بے رحمی بر آوردند خنجر — در افگندند یکسر هر دو را سر
بدیوار آنچناں زد خون گل رنگ — کہ شد یاقوت سرخ از رنگ خوں سنگ
ولے یاقوت را نسبت چہ یار است — بداں خوں کاں ز مردم ویں زخار است
خصوصاً مردمے کز لعل و یاقوت — گدا بودے ز بخششہائے شاں قوت
چو خوں زیر آمد از بالائے آں بام — همہ بالا و زیرش گشتہ گل وام
چو خوں رفت از تہہ دیوار بیروں — کشاد از ناوداں ها گریۂ خوں
هماں بامے کہ زیں خوں لعل وام است — همانا بام† "بالا رپش" نام است

* ک : ن — ا   † بالاری - ستون والا - مطلب بظاهر قصر هزار ستون هے جہاں یہ واقعہ هوا -

همان جاها بکلنجے بود * آن شور دو شهر مملکت شد طعمهٔ گور
برون جستند پس گبران بے مهر ز فعل تلخ خود گشته ترش چهر
نمی گنجید هر قصاب کوں دوست ز شادی چون بز دم خورده در پوست
پس آن جانب دویدند آن دو مادر که بودند از پئے ایشان بر آذر
زمین کز خون شاں دیدند گل وام همی جستند سوگ از خون شاں وام
میان خوں بغلطیدند پر درد نمی شد خون گرم از سوز شاں سرد
ازاں خون و ز موج اشک رنگیں حنا بستند بر دست نگاریں
بگریه جامه هم در خوں کشیدند علم بر پیرهن بهں چوں کشیدند
برخ بر مهردند آن دست پر خوں بداں گلگونه می گشتند گلگوں
نه مارا عیشے آماده است امروز شهنٔی ایں دو شهزاده است امروز
بیارائید تخت و مسند و تاج فرو ریزید لعل و در بتاراج
ز دیبا گلها سازید در دهر بها دی قبها بندید در شهر
ولے عود و سپند ار بر فروزید بجائے آن همیں مارا بسوزید
تنے کانگشت گشت از سوز ناساز بسوزیدش چو انگشت سیه † باز
الا اے روزگار تیره روزاں که هستم از تو چوں انگشت سوزاں
چو انگشت سیه مارا بدیں روز بسوز و می زبان و باز می سوز
ازیں سوزے که زد زیشاں زبانه کساں هم سوختند از هر کرانه
بسے بگریستند از چشم خوں زاے و زانجا باز شاں بردند بر جائے
جهاں را دیر شد کیں شیوه دارد خزاں بر برگ و دی بر میوه دارد

---

* ن : بعد -- † انگشت سیه - یعنی جلی هوی لکڑی - اگلے شعر میں بھی انگشت انهی معنی میں لکها هے --

کرا در چاشنیها داد بهرے / که بازش در شکر نفگند زهرے
کرا درے بگوش افگند دل جوئے / که با گوشش نکند از گوشه روے
چو کس نبود بگیتی جاوداں شاد / بشادی شاه گیتی جاوداں باد

حدیث چشم زخم خاندان ملک و خاقاں را
کشیدن از پلک دیده بر آں ساں کز صدف گوهر

فلک را صد هزاراں دیدهٔ باز / بچشم مردماں بیں ناوک انداز
کرا بینائیے بخشید در کار / که ننهادش به بینائی دروں خار
کسے کش چشم* زخم از چرخ روزیست / رسد گر چشم جهاں در چرخ دوزیست
چو زخم از تیر بے تدبیر چرخ است / نه کمتر تیر چرخ از تیر چرخ است
چه دوزی دیده را زاں دیده دوزے / که دوزد صد هزاراں دیده روزے
جهاں کز دهر تیر اندازی آموخت / نگر تا چند ازیں ساں دیده بر دوخت
چو گوید مردم از بینش فسانه / فلک چشمک زند سوئے زمانه
چه مردم گرش زخمیست از تیر / و لیکن چوں جهد از تیر تقدیر
رسد نا چار چوں باشد جمالے / کمال † عین را عین الکمالے
چنانک اندر کمال دولت شاه / قضا عین الکمال آورد ناگاه
کسے کیں فتنه دید از دیدهٔ خویش / چنیں بیروں تراوید از دل ریش
که چوں دو مردم چشم علائی / بخون خویش کردند آشنائی
دگر خانان و طفل نا رسیده / جهاں را دیدهٔ عالم ندیده

* ن : زخم چشم -- † ن : کمالے --

بر ایشان نیز شد چشم فلک تیز — گزند چشم شان را شد سبک خیز
حسن را پیش چشم آنانکه بودند — بچشم پیش حالی وا نمودند
که هر شهزاده چشم پادشاهی است — چو چشم اندر سپیدی و سیاهی است
اگر بر چشم شان نبود گزندی — بباید چشم شان را چشم بندی
که هر گه چشم بیندش پیش باشد — شکوه جسم هم با خویش باشد
که بیکاراست چشم ارجسم پیش است — بچندین نقطه چشم از جسم بیش است
بدین اندیشه و وهم نهان بین — برون کردند شان چشم جهان بین
ازان دیده کشیدن سروران را — برون افتاد دیده مادران را
فلک کوراست ازان کرد این چنین دور — ز چندین قرة العین جهان نور
غرض چون چشم زخم تیر تقدیر — خراش چشم ایشان کرده بی تیر
اشارت کرد ز ابرو گبر بی دید — که زین درها چو چشم سهره می چید
برید این جمله درها در دگر درج — که چندین مه نشاید در یکی برج
بفرمانش سبک زان قصر شاهی — شد آن درها روان تا گوش ماهی
بقصر لعل بردند آن سران را — بخون شاندان* شفق نیک اختران را
همی بودند روزی چند مستور — چو چشم خویش و روز خویش بی نور
شگفته چشم هر یک چون گل لعل — روان خونی ز هر گل چون مل لعل
بروئی بستر بر خون چو لاله — همی گفتند چون مرغان بناله
که هر کس را گلی بشگفت بر تخت — گل ما این شکفت از گلشن بخت
گلی زین چشمها گر رخ نمودی — جهان و دیده‌ها بر خار سودی
کنون آن نرگسان نیم خفته — ز باد دهر بین چون گل شکفته

* ک : آن —

چنین گل گرچه دوافزون است در وے
معبود هش که بوئے خوشست در وے

گل ما را چسان شد خستگی یار
چو با گلها نباشد خسته را کار

نخست اندر بهار از شاخ بے بر
گل بادام و شفتالو کشد سر

بهار ما نگر بارش دگرگون
که بادام از گل ما برد بیرون

گل ما خستهٔ خار زمانه است
غلط شد بلکه پیکان را نشانه است

سر سوزن بود سوراخ بادام
بکزلک چون کشند از جائے آرام

کسے کو برکشید این دیدهٔ سر
بسان خسته * شفتالو بود تر

دو چشم او چو دو عناب خسته
همیشه خسته و در خون نشسته

بدین سان هر چراغ دیدهٔ شاه
فغان می کرد و زاری تا شبانگاه

چو در ظلمت فروشد چشم خورشید
بریده از روشنائی گیتی امید

پرستارے چراغ آورد در پیش
شهان سوزان چو شمع از دیدهٔ خویش

یکے گفت این که آمد†شام تاریک
که روشن دید بے من موئے باریک

چو بیرون شد چراغ چشم از روے
همان کو هست پیش من همان موے

چراغ عاریت پیشم چه دارید
چراغ دیدهٔ من پیشم آرید

دگر گفتا که شمع از بهر چشم است
چه جویم زان گهر چون دیده پشم است

چراغ دیدهٔ عالم چو مائیم
نظر در شمع دیگر چون کشائیم

کجا شد دیدهٔ سلطان مغفور
که بینند قرة العینان بے نور

دگر گفتا که بینایان کشور
که بینا شان دل است و چشم بر سر

مثل گویند دولت کور باشد
نه دولتمند را این شور باشد

سپهر کور بهر ما زد این رائے
که دولت رفت و کوری ماند برجاے

* ق ر : خستهٔ شفتالوے -- † ق ر : اندر --

دگر گفت آنچه مادر دے شنیدیم | بگوش - اینک بچشم خویش دیدیم
بلے هر دیدنی کاید ز تقدیر | ببایید دید گر طفلیم و گر پیر
هر آن دردے که پیش آرد خداوند | چرا از دیده نپذیرد خردمند
دگر گفت اے شمارا دیده روشن | بترسید از خراش دیدهٔ من
ز چشم من که می پوسید حالے | تعالی الله چه کوران را سوالے
چو چشمم هر چه می دارد تراود | کس این کاویده را دیگر چه کاود
پس انگاهے همی گفتند گریان | که دل شد گرچه بهر دیده بریان
ز دل چون دیده را یکسو نهادیم | بجانے گر بماند نیز شادیم
ز کوری بود غم کزوے فکاریم | کنون از رفتنش اندیشه داریم
بدین چشمے که رفتش دیده بیرون | هزاران منت کوری است اکنون
گر آید میل میل آوازه تعجیل | که جائے سرمه شد در چشم ما میل
چو باید کور را بر کف عصائے | که بتوان بردش از جاے بجائے
عصا شد میل بهر چشم ما خورد | که مارا کور کرد و دیده را برد
عصا شد دستگیر کور هر جاے | عصا کو کور سازد دیده را واے
عصا از کور بردن در مثل بود | عصاے دیده بر دردے بر افزود
که چوبک کهن این کوران مسکین | که دشمن را کند چشم جهان بین
بجز سلطان غیاث الدین منصور | که چشم دولت از وے باد پرنور

سخن ز آوازهٔ خسرو که چون آلود مسند را
همه پیشش نگون کردند سر جز غازیء سرور

درین سال از بسے فتنه که برخاست | خبر زین گونه دارم راستا راست

که چون فرمان دیوان رفت هرسوی
که ملک آورد در اهرمنی روی

بد هر انسی و جانی را خبر شد
که بر تخت سلیمان دیو بر شد

زهی قلابی فیروزه خاتم
که بر شیطان رساند خاتم جم

فلک تاج علا را بود معراج
بخاک افتاد والا گوهر تاج

ثبات قطب دنیا بر سر آمد
سها را نقش بر کرسی بر آمد

بزرگان هر یکی دریائی پر جوش
فرو هشتند مانند صدف گوش

همه لشکرکشان در شرق و در غرب
بطاعت میل کردند از سوی حرب

نه ترکی نیزهٔ ترکی بر افراخت
نه هندو بندهٔ بر هندوان تاخت

همه گردان هیجا سست و بی‌تاب
فرو ماندند چون بز پیش قصاب

در اقصائی ممالک نیز امیران
کمر بستند چون فرمان پذیران

جز از درهای رزم از زور شمشیر
ملک غازی معظم تغلق شیر

چو بشنید این سخن از خاص و عام
ز غصه خون بجوشیدش در اندام

بمالید از تغیر سبلت کین
ز بهر کین شدش هر موی زوبین

نخست افسوس کرد از نیک خواهی
ز بهر خاندان پادشاهی

که در برج علا نقبی چنان رفت
که گرد نقب زن بر آسمان رفت

ز چندان کوکب سعد اندران برج
زمانه یک گهر نگذاشت در درج

کنون چرخ دخانی ز امر معبود
چو بر کرد از سران دودمان دود

اگر با برج نتوان کرد کاری
زمینی را سزا شرط است باری

مرا شاه شهیدان کاردان مرد
بمردی از پئی این روز پرورد

من امروز ار نکوشم بهر کارش
نخواهم کین اولاد و تبارش

چو نعمت پرور از وی گشت حالم
چگونه باشد آن نعمت حلالم

گرم بازی کند بخت نکو خواه / من و شمشیر و تیر و کینهٔ شاه
وگر نبود درونم بازی از کس / چو من یار حقم حق یار*من بس
اگراین جان من ام جان بی تن آن جا است / که فرزند من و جان من آن جا است
کجا باشد دران چشم و نظر نور / که باشد قرة‌العین از نظر دور
ملک فخرالدول کو گاه نخچیر / دل شیران بر آرد † از پر تیر
چراغ روشن از نور خدائی / که چشمم دارد ازوی روشنائی
گر آنجا ماند ازوی چشم بد دور / وگر این جا رسد نور علی نور
خدا آن چشم را بر من رساناد / بچشمم ‡ دیدهٔ روشن رساناد

عزیمت کردن اعظم ملک فخرالحق والا بسوی حضرت غازی ملک کافر کُش صفدر

عجب کاری است کار شیر مردان / که نندیشند هیچ از هم نبردان
به تنها در روند اندر سپاهی / ببسته آهنین سازند راهی
ور از قلب فرس بیرون جهانند / بنیروی دل خود هم توانند
مبارز زاده چون با تیغ قتال / سزا بیند کسی کاید بدنبال
دلیری کش بکار رزم فن هاست / اگر تنها بود هم دانگ تن هاست
سر افکن را چه تنهائی چه انبوه / نجنبد از هزاران ذره یک کوه
کشد مه گر چه صد لشکر ز انجم / یکی خورشید هر صد را کند گم
وگر بز در رمه باشد ز صد میش / برد یک گرگ ازیشان غارت خویش
هژبری کو گوزنان را شناسد / ز انبوه گوزنان کی هراسد

* ن : یارمن - † ن : برانداز پر تیر - ‡ ن : بچشم -

بخلوت گاه خود تنها بود شهر — که هرسو بر تنش تیراست و شمشهر

حکایت

شنید ستم که رستم پیش کاؤس — بخدمت بود روزے پهلوئے طوس

بخشم آشفت کاؤس از خیالے — که رستم را رساند گوشمالے

اشارت کرد سوے طوس در حال — کش از نیروئے بازو بشکند بال

چو طوس آمد برسم زور مندان — گه بلدد دستاو چوں دست بندان

برویش زد تهمتن پشت دستے — که در گشتاز خرابی همچوں مستے

بروں آمد به پشت رخش بنشست — صبا در زیر و آتش بر کف دست

بسے کس را اشارت کرد کاؤس — کسے در پے نرفت از روسی و روس

چو کس کم رفت دنبال سر افکن — برفت او سرزده با تیغ سر زن

تواں دنبال شیر و اژدها کرد — که آرد رفته* در ده نبالۂ مرد

سخن‌گوایں مثل در جنبشے خواند — که فخرالدین ملک پالا فرو راند

چناں بود ایں که خسرو خان بدروز — چو شد بر آرزوے خویش فیروز

دل‌خودساخت‌سنگ‌از کهنه خواهی — و زاں بشکست گوهر هائے شاهی

ز یادے کز سر افرازی بسر داشت — دو شمع مملکت را زنده نگزاشت

کشید آں دیگراں را چشم روشن — بجا نگزاشت یک نرگس ز گلشن

غلامانے همه میر ولایت — باوج چرخ برده ماه رایت

نه کس تیغے کشید از کینه جوئی — نه کس تیرے کشاد از تند خوئی

* ق ر : رخت -

کسے نا ورد ناورد خروساں — همه گشتندی عاجز چوں عروساں
ز نعمت هائے سلطانی بخوانها — نمک پرورده کرده استخوانها
بپیوند انکه استخوانها زاں نمک زور — یکے را بر نهاده ز استخواں شور
بلے چوں شد نمک در پوست کنده — تن کنده نمک به پوست کنده
سزا بود آں خسیساں را در آنحال — کشیدن پوست پس کردن نمک‌سال
که در کنده تنی هر نابکارے — نمک زیں گونه گشتے کنده بارے
سگے کز دست مردم لقمهٔ خورد — کند یاری چو یاری بایدش کرد
ز سگ ناکس تراست آں ناسپاسے — که نبود خورد خود را حق شناسے
چو سگ را هست با خونے وفا کار — بود هم پاسبان و هم وفادار
چه نا مردم کسے کز سگ جدائی — کند در پاس نعمت بےوفائی
غرض القصه چوں زاں قوم سگ زاد — براں شهراں گزشت آں جور و بیداد
ملک فخرالحق از بس مهربانی — خراشے یافت ز * آزار نهانی
از انجا کاهل نعمت را به یاری — بود در شکر نعمت حق گزاری
براں می شد که ناگهه بے مدارا — بروں آید بشمشیر آشکارا
ولے می گفت بر نا ید چو کارے — ببازی جاں بباید باخت بارے
دریں اندیشه باخود غصه می خورد — که چوں شاند ز خون دشمن ایں گرد
چو شد ز اندازه بیروں خار خارش — دروں گشت از خراش دل فگارش
شبے بنشست با محرم تنے چند — بر آورد آهے از اهرمنے چند
بهاراں گفت گریاں و غریواں — که خون جم چساں جویم ز دیواں
جهانے پر زدیو و دیو مردم — چگونه بے سپه † من چهره گردم

* یه آخر کے دو لفظ اصل نسخے میں اڑ گئے هیں -- † ن: سپر --

و گر ندهم بقتل هندواں داد   رضا در کفر و کفراں چوں تواں داد

ندانم تا چساں تدبیر سازم   که سهم خود بر ایشاں تیر سازم

نکوخواهاں دراں منصوب شاهی   نمودند از طریق نیک خواهی

که ایں کارے که در اندیشهٔ تست   میسر کے شود ز اندیشه سست

چنیں سیلے که موجش تا بفرق است   اگر رانیم بیروں بیم غرق است

وگر خود بایدش پنهاں نگهداشت   بکوزه چوں تواں طوفاں نگهداشت

بداں باشد که زیں حال آنچه دانیم   بدرگاه ملک غازی رسانیم

چنانکه آں رائے بخشد پرتو نور   کلهم ایں ظلمت از روئے زمیں دور

ملک را شد پسند خاطر ایں رائے   پسند خویش را شد کار فرمائے

سخن‌هاے که بوئے تیغ و خوں داد   نهانے با علی یغدی بروں داد

فرستادش سوئے غازی ملک زود   که * باآگاهی که آں گاهے غزا بود

علی یغدی بداں سو شد شتاباں   بعزم تیر در قطع بیاباں

رسید و رفت پیش لشکر آرائے   جبیں را کرد درخدمت زمیں سائے

پس از فرزند را ز انجا فرو ریخت   زلال ابر بر دریا فرو ریخت

چو شد غازی ملک را روشن ایں حال   ظفر را مژده داد از تیغ قتال

صفت خنجر ملک غازی

برآورد از میاں شمشیر سرکش   بکرسی گفت کاے طوفاں آتش

میاں بے دیں تو محرابی پاک   دل بے دیں ز محرابت شده چاک

زهے هندو زبانت مانده در بید †   که در محراب داری روے امید

*ق ر: بلا آگاهی که آں گاه غزا بود- مصرع کا مفهوم صاف نهیں هے-

† وید هندوؤں کی آسمانی کتاب-

گهے آں شد کہ از بیدت بر آرم   ز آبت سرخ بید و لالہ کارم
اگرچہ از خوں نمایند رنگ محراب   خصوص آں خوں کش* از کفراں بود تاب
ولے چوں قلعہ گبراں گشت خویم   من ایں حاجت ز محراب تو جویم
بریزم خون کفار از تو در جنگ   بدیں شنگرف سیرابت † کنم رنگ
ترا کز بہر دستم ساز کردند   ظفر با گوہرت هم راز کردند
فراز چرخ گردانت نشاندند   جہاں گیر آفتاب تیر خوانند
توئی آبے بہ پہنائی سر انگشت   کہ بندندت بہ پنج انگشت در مشت
ولیکن آب تفگت بسکہ تیز است   جہان می گیرد آنجا کش ستیز است
ظفر را هم زبانا ‡ هم زبانے   سقر را هم زبانہ هم زبانے
شود باطل ز روغن آب روشن   ولے روشن شود آبت ز روغن
کنونم کایں غزا پیش آمد از دهر   جز از آبت مرد ¶ ایں آتش قہر
چو لختے راند با تیغ خود ایں حرف   علی را خواند و کرد ایں ماجرا صرف
سوئے فرزند فرخ گفت پاسخ   کہ اے فال من از روے تو فرخ
بہل چارہ کہ دانی زاں خطر گاہ   بروں زاں مرکب و نہ روے در راہ
کہ مارا دیدہ در راہ نیاز است   ز بہر چوں تو مردم دیدہ باز است
گر اے چشم و چراغ ما رسی زود   چراغ چشم مارا کم شود دود
ازاں پس چشم بکشائیم تا دور   بجوئیم از چراغ راہ خود نور
تو چشم بینش و بینش چراغم   بر آنساں کیں دو نور آرد فراغم
کنیم از تابش شمشیر و جوشن   چراغ نعم و چشم بخت روشن
علی یغدی شنید ایں نکتہ و راند   رسید و با ملک یک یک فروخواند

* ق : کہ از - † آخری دو لفظ نسخے سے اُڑ گئے ھیں - ‡ قمر کی ایک منزل کا نام ¶ مرو ؟

ملک شد در کمین آن که ناگاه / دهد رهوار خود را جنبش راه
چنان بود این حکایت بی کم و بیش / که چون او خواست گیرد راه در پیش
گزید از بهر رفتن توسنی چند / بجنبش دور سیر و زود پیوند
صبا را سبق سرعت شرح داده / فلک را اسپی از خود طرح داده
نهان پور ملک بهرام را جست / به همراهی خود کردش میان چست
موافق گشته فوجی ز اهل اخلاص / غلامی چند و چندی چاکر خاص
فروزان مشعلی خورشیدوش پیش / تو گوئی هستش از ذره سپه بیش
کمان‌ها سخت و ترکش‌ها پر از تیر / چو شیران نیستان گاه * نخچیر
بسو تیها کرده پیکان های قتال / کرا یارای آن کاید به دنبال
بدهلی لشکری ز اندازه بیرون / نیامد کس جز این آوازه بیرون
که فخرالدین ملک را بین ز شهری / برفتن کرد چون شیران دلیری
خود او رفت و سوان را کرد دل خرد / دگر پور ملک بهرام را برد
حسن را کین خبر در گوش در رفت / خیالی در سر افتادش که سر رفت
ز بس هیبت بلرزید آن نگون بخت / چو شمشیر تنک از جنبش سخت
ملک فخرالدول می رفت شادان / بشیر آباد خود چون شیر زادان
چو بر دریا رسید آن گوهر پاک / ز دیده در فشانی کرد بر خاک
که از شوق پدر آزرده دل بود / ز طینت های بد پایش بگل بود
چو در روی مبارک دیده بکشاد / خدا را شکرها کرد از دل شاد
کف پای ملک بر دیده می سود / اگرچه مردم دیده همو بود
دران سودن ندانست آن شه شرق / سواد دیده را از خاک پا فرق

* ن : کلّه -

ملک را هست خالے در تهه پاے | که چوں مردم کند در دیده هاجاے
خلف چوں دیده بر پاے پدر برد | بداں خال ایں دو خال دیده بسپرده
که شیں بر تخت شاهی ایں گواهی است | همیں سه نقطه بهر شین شاهی است
ملک کاں دیده را بر پائے خود دید | دراں دیده نظر بر جاے خود دید
در آغوشش گرفت از مهربانی | بجانش جاے کرد از میهمانی
چو زاں فرزند جانی جانش آسود | بجاے آمد دلے کز هجر فرسود
بیاد نسل شاه از گریه روشست | پس ایں طوفان غم را ماجرا بسمع*
جگر گوشه ز شور آں نمک خوار | که بر چنداں جگرها ریخت آزار
ترا وید از جگر خونابه نا خوش | چو آبے کز کباب آید بر آتش
پس آنگاه از طریق سوزش دل | بگفت ایں با ملک غازی عادل
که اے دولت رفیق و بخت یارت | بدولت یار بادا کردگارت
ملک را چشم مهر از سوے من بود | رسیدم بنده وار از فضل معبود
کنوں شمشیر برکش همچو شاهاں | بجو از خصم خون بے گناهاں
که دارالملک گشت از هندواں پر | شبه بنشست جاے گوهر و در
بت سنگین و دلهاے چو خارا | به هر سو بت پرستی آشکارا
خطیب آلوده را خطبه خواناں | فساد آلوده دیگر خانخاناں
صلاح و صالح افتاده بخواری | مرید و مرتد اندر کامگاری
حرمهاے که مهر و مه ندیده | در آغوش زحل نعلاں رسیده
کسے کو عزت اسلام داند | معاذالله که دیدن تواند
کنوں فرض است قتل ناسپاساں | غزا شرط است بر ناحق شناساں

* ق ر : گفت-

چو شد غازی ملک ز انجم خطابت / غزا این کن که تا باشد ثوابت *
اگرچه از تیغ کین در چیرهٔ دستی / مغل را بارها لشکر شکستی
به پشت خنگ چوگانی بهر سوی / ز سرهای تتاران باختی گوی
تمن ها † کز نهیبت می خورد خون / نخورده آب خوش زین سوی جیحون
ولی به زین جهادی کی بود کی / که دین را زنده گردانی پیاپی
دهی هردم برسم کینه خواهان / زمین را سرخی از خون سیاهان
کنی از زخم شمشیر ظفر ناک / ز خون خوک خوار اسلام را پاک
نگر لای شهادت کز پئی داد / بر آورده دو دست آنکه بفریاد
بجز تو نیست آن کرّار پر دل / که فریادش رسد زان کفر باطل
چو با غازی ملک در کوشش فرض / ملک فخرالدول کرد این فرض عرض
بدل خود سرور والا همان داشت / که از گرد غضب خاطر گران داشت
بپاسخ گفت کای چشم مرا نور / ز نور چون تو بوده ‡ چشم من دور
مرا دل سوی تو بود آرزو مند / که دل را کی شود با دیده پیوند
چراغم چون ز باد دشمنان رست / کجا پیش آتش تیغم شود پست
برون آیم چو شیر از بیشهٔ خویش / بشیری پیش گیرم پیشهٔ خویش
بدین اندک سپاه سخت بازو / شوم با سدّ آهن هم ترازو
نیت کردم عزیمت نیز کردم / که چون مردان برون آیم چو مردم
بجان کوشم ز بهر دین درین کار / خدا بادا درین کوشش مرا یار

هراس و لرزهٔ ¶ جان حسن از عزم فخرالحق
وزان اندیشه راندن بر همه شهزادگان خنجر

* ن : صرابت - † ن تمنا ‡ ن : بادا - ¶ ک : لرزهٔ در -

چو هر گردن سرے از سرفرازے
بجان سرفراز افتد گدازے

گر او گردد ازاں مردم سبک کام
چو شخصے کش زود بازو ز اندام

چو بازوئے ز اندامے شود کم
تو گوئی نیست دیگر بازوش هم

اگر خانه فراخ و گر بچستی است
بچار ارکانش بنیاد درستی است

چو شد رکنے درست از خانه دور
خراب است ارچه باشد بیت معمور

همه جا تخت را پایه چهار است
که تخت پایه ور زاں استوار است

یکے گر کم شد و شد یک طرف پست
سه دیگر نیز پنداری که بشکست

بزرگاں عهدهٔ کار سرور اند
خلل گیرد سر هر گوشه گیرند

خصوصاً عهدهٔ کار زور مندے
ز بخت افزون برش باشد بلندے

درین حال انچه دارم عهدهٔ گفت
برین سان گشت با نوک قلم جفت

ملک فخرالدول چون بارگی راند
حسن را بارگی یکبارگی ماند

کمان سست پے کز قامت انگیخت
کمانش را سریش از ته فرو ریخت

ز نزدیکان دور از مهر پرسید
که از ما چون فلاں داماں خود چید

چگونه آهنین سازیم تدبیر
که پاے دیگراں ماند بزنجیر

اگر دار دگر اندیشه بندیم
هزاراں شیر چوں در بیشه بندیم

وز این رشته بستی وا گزاریم
جهنده بے رسن چون بسته داریم

چو خلقے در پیے غوغا و شور است
نه این جا جاے زاری و نه زور است

چساں بر سر بریم این کار محکم
که ما را این سری گردد مسلم

هوا داراں همی گفتند کارے
بکارے سر ز سر گیریم کارے

نخست آنست بارے کافسر ملک
بباید واگسست از گوهر ملک

چو تاج ملک را گوهر نماند
ز بهر تاج جز تو سر نماند

وگر گردن کشان را بند خواهی	بده زربستهٔ خود چند خواهی
ز بند آهنیں آساں براں جست	و لیک از بند مشکل چوں تواں جست
اگر سلطاں توئی زر کم نیاید	بملک از گنج و گوهر کم نیاید
وگر بر غیر بینی پایهٔ خویش	تو بارے داده باشی سایهٔ خویش
حسن را درگرفت آں گفت ناخوش	بحسن راے کرد آں گفته را خوش
نخست از گنج شاهاں *مهر برداشت	همی داد آنچه پنهاں گنج وزر داشت
پس آں که گفت با بے رحمتے چند	کشایند از در بے رحمتی بند
شتاباں سوئے قصر لعل پویند	زمینش را بخونی لعل شویند
به بے مهری کنند از خلق مستور	شهاں را از کنار مادراں دور
به تیغ آں جمله سرهائے خطرناک	نهند اندر کنار مادر خاک
دویدند آں سگان بے وفا خوئے	سوے آں شیر زادان نکو روے
بر ایشاں تیغ خوں راندند چنداں	چو قصاباں بحلق گوسپنداں
عجب حیفے که زاں گبران گم راه	بخوں غلطد چناں روهاے چوں ماه
ز خون خویشتن بستر کشادند	بخواب خوش براں بستر فتادند †
براں شاهاں چو خونریزی چناں رفت	نفیر مادراں بر آسماں رفت
ز سوز داغ آں پوشیده رویاں	پری و دیو شد پوشیده مویاں
مبادا مادرے را سوز فرزند	که پیوندش جدا گردد ز پیوند
ز دهلی رفت هر سو ایں خبر هم	شد آگه غازیٔ دشمن شکر هم
ز خشم آسوده بازو را بدنداں	فرو خورد آں غضب چوں هوشمنداں

* اصل نسخے میں یہ لفظ چھوٹ گیا ہے۔ "مہر" مولوی رشید احمد مرحوم کا قیاس ہے

† ن : نشاندند۔

بدل * می‌گفت اگر خواهد خداوند — بخواهم عذر شیران از سگی چند
بناسیزه زهی زور دل مرد — که بر ملکی بر آید یک ملک فرد
خدایا چون تو کردی سر بلندش — بر اعدا هم تو کن فیروزمندش

حدیث گفتگوئی هر کس اندر مجلس خسرو
پس از صوفی سوئے† عادل نهشت نا خوش وابتر

زبانے را که از دل فتح باب است — سخن در حد خود گفتن صواب است
نه ‡ بس زیبا است نافرجام گفتن — رها کردن در و خر مهره سفتن
ازین گفتن مراد آن دارد این دل — که فخرالدین ملک خاقان مقبل
چو راند از شهر سوے شاه غازی — حسن شد بهر جان در چاره سازی
سرانے را که با خود دید دم ساز — طلب کرد و برون داد از دل این راز
که تغلق هست مرد پخته رزم — فراوان کرده هر سو هر غزا عزم
وغاها دیده و کار آزموده — نبرد و جنگ بسیار آزموده
به پرخاش مغل صف ها دریده — بقتل هندوان سرها بریده
دلیرے گوبکین چون خنجر آهخت — تن تنها زند بر لشکرے سخت
اگر طوفان آتش بر کشد ناب — پسنده است از کفش یک قطرهٔ آب
وراز هنجار گیرد تیغ در مشت — سپاهے را بفوجے بشکند پشت
طریق رزم چون شطرنج بازی است — دو مرکب طرح بازان مرد غازی است
دریغا گر چنین لشکرکشے سخت — شدے در کار ما یاری گر بخت
دگر حاجت نبودے خواستن زور — سویر آراے جم را از ¶ صف مور
کنون این کار ز آئین فسون رفت — نهنگے گوئی از دریا برون رفت

* ن: به تندی- † یعنی غازی ملک تغلق - ‡ ن: نه پس زیبا ستبس فرجام گفتن- ¶ ن: آصف-

بگوئیدم که چوں تدبیر سازیم   که شیر جسته را زنجیر سازیم
بدانش هر یکے زاں کار دانان   شدند از راه پاسخ نکته رانان
بخاطر هر کرا می گشت رازے   بروں می داد و می‌شد چاره سازے
یکایک زاں میاں با گرمی گفت   چو گرگاں یوسف صوفی بر آشفت
که چوں ما خاستیم از سر دریں کار   بباید کرد کارے سر بهنجار
سر ما خسرو است و ما تن و پوست   چه باشد سر اگر تن نبودش دوست
دریں تدبیر اگر ما سر نبازیم   سرے را پیش تر چوں سر فرازیم
سران ملک چندیں در رکیبت   ز یک سر چوں بود چندیں نهیبت
گرفتم * اژدها ست زاں سوے   من اژدها کشم زیں تیغ چوں گوے
چو بگشایم کمندے مردی از دست   نه مردم گر نه بندم هر کرا هست
بگفت ایں و رونده قاصدے جست   که پا سیرش بود باد صبا سست
سوے دیپال بز کردش اُلاغے   که رو چوں باد سوے مرد باغے
بگو کاے کار داں و تیغ زن مرد   نمی شاید فریب روز خود خورد †
اگر چت یار شد فیروزی از بخت   نباید سر کشید از طاعت تخت
پذیرفتار فرماں شو بدرگاه   زبان تیغ کن بر خویش کوتاه
وگر باشد غرورت در دماغ است   همان بادت زیان کاری فراغ است
چو تو دامن بمردی چست کردی   نخواهم تا چو دامن سست گردی
بهر سوے که رفتن باشدت روئے   به بینی روم انکه پوی آں سوئے
که دارم خنجرے چوں آتش و آب   که گشت است آب آتش اندریں تاب
بدیں آتش که دارد رنگ و آبے   بتابم زوے تو گر تو نتابے

* ق: جمله - اصل نسخے میں ایک لفظ لکھنے سے رہ گیا ہے - † ن : کرد -

چو برد این نامه را حمال*پیغام　　بر آشفت اژدهائی لشکر آشام

چو صوفی به که با آن هم رکابان　　کند چون اشتره سر در گریبان

که روبه دارد آن اندازه در جنگ　　که گاه حمله در شیران زند چنگ

ولی فلسی دو سه کان نازنین یافت　　بدان بازوی خود را آهنین یافت

ز فیر و زری نامردان بدادیل　　شغالی زد مثل کافتاد در نیل

اگر گوری نماید شرزه را زور　　ز بهر مردن خود خود شود کور

اگر نگریزی ای دعوی گر از پیش　　سزای خویش بینی بر سر خویش

تو از آماده خوردن کشتهٔ سیر　　نخوردی از دلیران زخم شمشیر

چو در رزم هز برافت فتد بار　　شناسی خویش را اندازهٔ کار

حکایت

حدیث تو بدان ماند که گاهی　　به دهی بیشه بود و صید گاهی

خری ناگه ز آخر پر کران شد　　گذر گاهش بکشت زعفران شد

ازان نزل تنعم کامدش پیش　　همی خورد و همی خندید با خویش

جوان شیریش ناگه دید خندان　　بخنده او همش بنمود دندان

ز بس خنده و بازی زدش کار　　بخنده هر سه کانش کرد کت باز

بعذرش گفت شیر ای یار جانی　　چنین کن خندهٔ گرمی توانی *

ملک کین بذله گفت از بهر صوفی　　چو مکی خنده زد بر قول کوفی

پس آنگه پیک را گفت ای سبک سیر　　که گفتی با سلیمان منطق الطیر

برویم خونت اما دیدم از دیر　　که پر خون رسولان نیست شمشیر

* ن: اعمال † (کذا) مصرعے کی عبارت صاف نہیں ہے۔ —

ولیک آنکت چو باد این سو فرستاد — بگویش کاے سلامت زاده برباد
تو بر گبران بزاری نام مردی — خطاب خویش صوفی خان چه کردی
ز صوفی خانیت چندان بود لاف — که از من زنگری مصدرابئی صاف
خطاب صوفیت گردد فراموش — چوے پیشم ز حلق خود کنی نوش
شود صوفی چو گاهے سخت کوشے — ز خون خویش رنگین خرقه پوشے
بکار صوفیان هم خام کاری — که بر حلوا مگس کشتن بیاری
نهٔ صوفی تو آن هندو پسندے — که از هندوت زورت * نه ز هندے
بدان هم خود گرت عقلے تمام است — که بر حق کیست و بر باطل کدام است
مرا گفتی که چون در کین شتابی — به بینی رویم آنکه روے یابی
بر آشفتی چو تو تیغ مرا تاب — پیامت سوے من حشو است در خواب
سخن هایت که چون باد بزانست — مرا آهسته می بینی ازانست
غزا چون فی المثل ناید ز غازی — کند ناچار کافر یا وه بازی
صبوری کن که رو آرم بسویت — بگویم پاسخ تو هم برویت
نمائی پشت پے† رو هم چو منعم ‡ — چو رویت پشت گردد پیش منعم
چو من رو از دو سو چون ذوالفقارم — زره بر پشت چون حیدر ندارم
تو لشکر ها چه باقی زره شان — که رو شان پشت خواهم کرد آسان
گر آری صد سپه بسته بیک مشت — بمردی روبروے و پشت بر پشت
بدان پشتے که چون آری بسویم — همه رو پشت گردی پیش رویم
چو رویت را بدین سان پشت دانم — چگونه روے تو دیدن توانم
برویت دیدن ار چه در نشینم — ترا چون روے نبود پس چه بینم

* ن : زورت - † ن : پے - ‡ منجم ؟ مصرعے کے معنی صاف نہیں ہیں -

نه بینم رویت آرے لیکن آنگاه | که در هیجا بزخم تیغ کین خواه

کنم بر روے تو گلگونهٔ خون | ز پشتت هم کشم گلگونه بیرون

بدن * ارچه بست آری که کار | که خون خود بسعی روے کار

هم اکنون روئے پشتت رخت ریزان | تنهاے پشت رو بوسد گریزان

به ار بوسد سپه روے سپه را | که چون تو پشتبان باشد سپه را

ترا کے پشت آن باشد که کین | که گوئی گاه رفتن روے من بین

علم آتش صفت روے از همه سوے | تو هم چون خاک پشتی † از همه روے

تو گر برقے ندیدی رخش در میغ | کجا کردی مصاف و کے زدی تیغ

اگر وقتے فکندی هندوے چند | که پهلو گشتے از هم پهلوے چند

بدین باز و موفکن در کسے دست | که دریک حمله دو خان‡ مغل بست

بیا امروز تا فردا کنم جنگ | کنم روز جهان بر چشم تو تنگ

درین خوراک چون هندو پسندی | بیندازم سرت چون جوز هندی

ولے بر نیزه ننهم ارجمندی | که هست آن هم بسان سر بلندی

نفتراک غلامان هم نه بندم | که بے صیدے چنان کارے فکندم

چگویم بیش ازان ناکرده کارے | که بے ناخورده مانم در خمارے

درین عالم چو تیغت بر سر آرم | دران عالم شناسی حد دارم

چو تندی کرد هم چون باد لختے | بجنبانید سر هم چون درختے

همان قاصد فرستادن همی خواست | ولے چون خشمش افزون شد خرد کاست

ندانست آن غضب در خود فروخورد | به تیغ از تن § سر قاصد جدا کرد

چو بر صرفی رسید این باد پر زور | ازین صرصر پریدن خواست چون مور

* کذا نا مفهوم - † ن : پستی - ‡ ن : جان - § ن : بن -

ولیکن مصلحت را سنگ نگذاشت
بسنگ خویشتن خود را نگهداشت

رسانید این حکایت صوفی مست
حسن را و حسن هم رفت از دست

گمان این داشتند آن کامگاران
که گرگ کهنه بگریزد ز یاران

ندانستند کان شیر کهن ساز
کند بر اژدهایان پنجه را باز

چو روشن گشت شان کان مشعل نور
همی خواهد رساند شعله تا دور

* بخود گفتند کاین مارا نه زیباست
زره مقراض را کی هم چو دیباست

چه بر داریم سوزن پیش شمشیر
ز بانگ سرمه کی رم خورده شیر

چه بنشانیم زین بانگ و دم آذرا
که بشکست است صفهای گران را

چو ما † هاریم کش با خود در آریم
دم و دودی که با ما او برآریم

حکایت

بدان ماند که اندر خشک سالی
مگر کشتی بصحرا کرده زالی

چو ابر از ریختن شد نا جوانمرد
بران شد باد کز وی برکند گرد

نه زال آبش چو غمخواران همی ریخت
که از چشم خودش باران همی ریخت

دران بی توشگی زال اندران دشت
بگرد کشت خود گریان همی گشت

ز بس زاری چو خون خویش کرد آب
رسیدش ز ابر رحمت شربت ناب

بر آمد کشت و هر یک خوشه شد پر
چو گوش دلبران ز انبوهی در

سر افراز اشتری گردن فروهشت
بخورد خوشه بد خوشه دران کشت

اگر چه افغان زدی آتش بدنبال
نترسیدی ز بانگ و نعرهٔ زال

* ق - ر : مصرع کے آخری دو لفظ اصل نسخہ میں تحریر نہیں ہیں - † هاریم ' بمعنی نا کام - یعنی اسے ملانے میں نا کام رہے -

ز بهر راندنش زال اندران کوب　　غرندان دهلکی برساخت از چوب
چو دهلک زد که آن کوهانی چلد　　رمد زان گشت و دندان را کُند کند
بفریاد اشترش گفت ای تهی مغز　　مجو ما را بکشت خشک پالغز
چه ترسانی ز بانگ دهلک آن را　　که دهلک داند او کوس گران را
زمانه کوفت چندان کوس برمن　　که گوی ناید از ده کوس در من

*

حدیث ما برین پر دل همین است　　تبر موم و مغیلان انگبین است
کنون ما زین نفس‌های خس انگیز　　چه زور آریم بر کوه گران خیز
همی باید بکرسی کرد کارے　　که پولادے نشد نرم از شرارے
برین گونه دران دلهای پردود　　همین اندیشهٔ غازی ملک بود
ولی در دل نبود آن را جز آن کار　　که شوید کفر و کفران را بیک بار
کسی را کهن نیت شد خاطر افروز　　همیشه باد بر بدخواه فیروز

بسوئی کار رانان و امیران نامهٔ غازی
که قطع کفر و کفران راشوندش یار و یاری گر

نه کم کارے است وصف نامه کردن　　در افشانی بنوک خامه کردن
سخن‌گوے آنست گو را هرچه پیوند*　　بیاد آرد † بآئینی که جو یند
چو خواهد بودن انذر نامه گفتار　　بوصف نامه بهین ز اول نمودار
چو باشد نامه خاموشی سخن گوے　　برون پشت و درون اسکن ‡ روے
زبورے زد قلم داؤدی اوصاف　　بمعجز هم نوازان هم زره باف

* ق ر : گوئید - † ن : آید - ‡ کذا بے نقطہ - تا مفہوم ق ر : دروں دان مسکن روے -

امیرے کار فرما در همه چیز   که دارد خیل لشکر حاشیه نیز
در اشکم گرچه باشد پیچ پیچش   ازاں پیچش نباشد رنج هیچش
درو رسته معانی * دسته دسته   دلش پر معنی و لب مهر بسته
کشاده لب بود با خاصه و عام   و لیکن بسته لب با پخته و خام †
درونش دودمان فضل و دانش   پر از شمع منور دود مانش
دل او تنگ عرصه با عطا هم   حبش گنجیده در بطنش خطا هم
باندک دود کش در سر نهاده   گهے سر بسته و گاهے کشاده
برو عنوان بشرح از هر سرشتے   چو بر پیشانئے ما سر نبشتے
چو عنوانش بلب گشته رقم ساز   جوان را گوئی از لب خط شد آغاز
بروں بر لب ز خط سبلت دمیده   محاسن در دروں ‡ آر میده
ز § وصل هجر در بردار بس فصل   که از بعد جدائی یافته وصل
صریر خامه کش کس نشنود دور   رسد زو در سمرقند از لهاور
بسے دریائے علمش داده و صاف   قلم بر باد بر دریا زره باف
سخن باد است و بیں سحر قلم گیر   که بسته باد را محکم بزنجیر
دروں زنجیر و بیروں اندکے بند   و لیکن چار بندی هر یکے بند
عجب بندے که کشور بستهٔ آں   کشاده کارها بر بستهٔ آن
توانا گامش از وے جسته مانده   به بند کاغذ یدش بسته مانده
هر آں مورے که در آئینه دارد   نهانی گنجے اندر سینه دارد
هر آں زاغے که بنشسته دریں باغ   بمعنی بلبل و اندر نظر زغ
سفیداست و تنک چو بیضهٔ پوست   میان بیضه بر زاغش سخن گواست

* ن: رشته رشته - † ن: جام - ‡ ک: درونش - § ق ر: ز وصل و هجر در برداریش فصل -

زهی پرندهٔ کاز نیستش ساز
ولی در مغرب و مشرق به پرواز

عجب تر آنکه چون شد در پریدن
کشاید بال خود بعد از رسیدن

گهی صد طره بر عارض نشانده
گهی با خط عارض باز خوانده

چو ظلمت کاید اندر پردهٔ نور
فشانده مشک تر بر صحن کافور

بوصف نامه چون از مشک خامه
معطر کردم این مشکین شمامه

کنون در نامه مشک از خامه بارم
که هم مشکی که بهر نامه دارم

عبیر افشان این حرف معنبر
بدین سان باز کرد این نافه را سر

که چون شد شهره شه حال شایع
که طیب خلق شاهان گشت ضایع

نهالی را که شه در دیده پرورد
ازان پرورده خاری در جگر خورد

بباغ دهلی از خار جدائی
بهار ملک شد کنده گیائی

فراهم گشت گردش هندو درن
شجر ملعون و برگش نیز ملعون

درخت آسا همه یکجا ستاند
زمین را چون بنفشه بوسه داند

سبک یاران ز قوم دوزخی اصل
بهم پیوستند چون شاخ تر از وصل

ملک فخرالدول چون حالها گفت
دل غازی ملک در کین بر آشفت

بتندی گفت چندین بندهٔ شاه
همی میر و ملک گشته بدرگاه

ز گنج و مال شه صد چیز خورده
بمجلس دوستکانی نیز خورده

دگر آزادگان میر گشته
دران خدمت جوان سیر گشته

مهیا ثلث مال و ربع مسکون
سپاهی از شداد سبع بیرون

یکی را ماند اندر سر خماری
که سر بازد برای تاجداری

کنون من نیز ازین ملکی یکی میر
که زن گیرم سرانرا در زنا گیر

چه کار آید مرا این خنجر تیز
که در کین شهش بازم بخونریز

نه نوشم خون گبراں را چو باده — نخواهم خون چندیں شاهزاده
نهم بارے نخست از راے کیں جوے — بسلوک و ملوک مملکت روے
بهر یک ماجراے باز خوانم — مزاج کار هر یک باز دانم
دریں کار ار کنندم دست یاری — بکار آریم بازو هائے کاری
کنم آں کار زار اندر زمانه — که ماند یادگار اندر زمانه
وگر نبود دریغم یاری از کس — من و شمشیم یزداں یار من بس
بگفت ایں و دبیر خاص را خواند — نمودار دروں را بیروں افشاند
که بنویس انچه بیروں می فشانم — هم از تیغ من و هم از زبانم
یکے از مولتاں سوے مغلطی * — که کرد از زور خود فرس † مغل طے
دگر میر سیوستاں پهلوے هند — محمد شاه کز فرمان ده سند
دگر سوے ملک بهرام ایبه — که شد زنده ز نامش نام ایبه
دگر بریک لکهی سامانه را میر — که در کیں خواهی شه کرد تقصیر
دگر بر مقطع جالور ‡ هوشنگ — که مانند پدر گرگیست در جنگ
دگر نامه سوے عالم ملک نیز — که عین الملک گشت از روے تمییز
بیک مضمون رواں شد نامه هرجاے — که هو یک تا چه بیروں رهرد از راے

صفت نامهٔ ملک بهرام

سر نامه بنام خالق کون — که اهل داد و دیں را زو بود عون
فشاند مومناں را رحمت خویش — بر اهل کفر و کفراں خشم او بیش
یکے را سر بفرعونی بر آرد — کلیمے را بکیں بر وے گمارد
قضاکز وے رسد در مرگ و در زیست — همو داند که در وے مصلحت چیست

* ن : مغلطی - † ق ر : فرش - ‡ جالرر و هوشنگ -

گهے پستی دهد گاهے بلندی　　گهے خواری و گاهے ارجمندی
دهد نصرت به هیجا غازیان را　　بسوزد کافران بازیان * را
کند سد غزا محکم ز پولاد　　که گردد دین احمد سخت بنیاد
محمد کو قلم بگزاشت از دست　　ولے تیغ غزا بهر قلم بست
همیشه کار ما با دین او باد　　غزا هم بهره در آئین او باد
پس از ذکر حق و نعت رسالت　　خبر داده جهاں را زیں مقالت
بهر یک ماجرائے کیں نموده　　دوائے بهر درد دیں فموده
گدائے چوں من حمایت کرده دیں را　　موافق بوده سلطان مهیں را
سر شاهاں علاؤ الدین مغفور　　که بادا مشهدش همواره پر نور
نه پوشیده است کز بخشایش وجود　　بکار بنده پروردن چساں بود
هر الکس کز کرم کردے نظر باز　　شدے از دولتش هر سوے در باز
هر آں ذره کش از روزن در آمد　　ز مهرش آفتابے شد بر آمد
ازو دیده یم مال و نعمت و کام　　کُله بر تارک و دیبا بر اندام
بعز و جاه مارا خوش همو کرد　　ولایت دار و لشکرکش همو کرد
غلامے کش رسیده گوش باهوش　　در آمد بخشش از دروازهٔ گوش
دگر آزادهٔ محتاج نان بود　　چناں شد گوئیا پیوسته خاں بود
چو کرد آں مه ببرج خاکی آهنگ　　ثبات قطب مُحکم شد بر اورنگ
چو بود او هم شه وهم شاهزاده　　دل و دستش به بخشایش کشاده
همی بارید پیوست از کف داد　　چو بارانے که خلق آید بفریاد
کسانے کز چناں بخشنده شاهاں　　شدند از سروری صاحب کلاهاں

* بازیان - خاسر -

چرا شاید که این سرهاے کاری فرود آید بدیگر مُلک داری
بر آمد ناگه اهریمن نژادے سلیماں گشت در سر کرد بادے
بدین بیداد بودن شاد نتوان سلیمانی بدیواں داد نتوان
بیائید ار شما را مردمی هست که بکشائیم بر نا مرداں دست
کنیم آں تیغ بازی درمیانه که ماند یادگار اندر زمانه
بسے در نامه زیں ها صرف کرده ز روے تیغ در وے حرف کرده

رفتن نامهٔ ملک بهرام

چو شد نامه تمام و کار راں خواست که بهر کار تدبیرے کند راست
در اندیشید با خود کاندریں کار ملک بهرام اوبه گر شود یار
بهر عزمے که باشد رائے مارا بس است آں مرد رزم آراے مارا
علی حیدر که مرد کار داں بود طلب کرد و رواں کرد آں طرف زود
چو رفت آں کارداں و برد نامه ملک را وا نمود آں نقش خامه
ملک بهرام کاں منشور بر خواند بمهر و دوستی در سینه بنشاند
بشیرینی در آں فرخنده تدبیر موافق شد بسان شهد با شیر
همه تدبیر کار خود بر آراست سلاح و ساز و گنج و لشکر آراست
چو کرد انچه از توانائی تواں کرد سبک سوے ملک غازی رواں کرد
رسید و با ملک در دل یکے شد بدانش راے دو کامل یکے شد
تو پنداری که گشت از هم وثاقاں به بو مسلم ملک را و ابن خاقان
ملک تعظیمش از غایت فزوں کرد بگویم شرط تعظیمش که چوں کرد
نخست امید دل ز اقبال کردش چو بخت مقبل استقبال کردش

پس از مهر و وفا در بر گرفتش — ز جاں با جان خود همسر گرفتش
حدیث از کهنهٔ شاهاں بروں داد — ز جوش دل زباں را موج خوں داد
که من خواهم کمر در کینه بستن — گره تاکے تواں در سینه بستن
ملک بهرام چوں آمد بپاسم — ز بهرام فلک نبود هراسم
ملک بهرام دانائے خردمند — شد از دانش سخن را نکته پیوند
که چوں کار تو در تیمار دیں است — نه کار تست ایں بل کار دین است
کسے کز بهر دیں نبود ترا یار — عفاالله گوئی از دین است بے زار
خصوصاً کز علاءالدین محمد — که بود ازوے علائے دین احمد
نماند از بهر دیں را پاسبانے — نه غم خوار رمه در دیں شبانے
که از بیداد بے دیناں بد بخت — بر ایشاں رفت دشمن دارئی سخت
پس از تدبیر کافر نعمتے چند — خسیسے گشت بر مسند خداوند
برهمن بچه پائے چند با او — مطیع بیدارے چند با او
بفرمانش رواں شد چند بے دیں — کشیده برگ بید از شاخ بیدیں
در افگندند سرهاے سراں را — بکشتند آں همه دین پروراں را
چو زیں آوازه در گوشم شد آواز — ز حیرت چوں صدف شد گوش من باز
همی پختم ز سوز سینه با خویش — که چوں آں شعله را بنشانم از پیش
نمی یابم ببازوئے کس ایں زور — که بهرامی کند در صید ایں گور
بهر سوئے که دل پرتاب کردم — چو بیدارے ندیدم خواب کردم
دلم زیں خواب ناخوش بود در تاب — که سر بر کرد ناگه بختم از خواب
بدستم داد دولت نامهٔ خاص — شدم در قعر آں دریا چو غواص
گهرهائے کرم دیدم ز حد بیش — نه در اندازهٔ درج دل خویش

دبیر گوهر افشان خامه رانده — چو باران ز ابر نیسان در فشانده
نموده حال آن در های شاهی — که شد از گوش مه در گوش ماهی
ز چشمم زین گسست در شهوار — گسست سلک لولو شد برخسار
ز بهر آمدن چون بود فرمان — بدل شد جملهٔ دردش بدرمان
ز وهم خود فرس را گام دادم — صبا را پاے سرعت وام دادم
رسیدم اینک از دیده نه از پاے — که از دیده کنم هرچت بود راے
درین کوشش چو از جان هست باکت — نه جان ما به است از جان پاکت
بجان کوشیم و دین را مایه سازیم — سنانها را ز خون پیرایه سازیم
زمین کز* خون آن شاهان جگر بست — ز خون باید جگرهاے دگر بست
براے هر جگر گوشه ز دشمن — جگر بیرون کشیم از گوشهٔ تن
زنیم آن تیر کز هر گوشهٔ دل — جگر گوشه شود هر پارهٔ گل
هنوز اندر جگر پنهان بکاهیم — که عذر یک جگر گوشه بخواهیم
بهر کنده نمک دشنه نشانیم — جگر ز و با نمک بیرون فشانیم
که چون مهمان رسند انجا کلاغان — کباب پر نمک یابند زاغان
عجب نبود کزان خونهاے ناپاک — فتد زاغ و زغن را دل بسوزاک
مرا کاموزش خون بے شکے گشت — بخون گرم دل با دل یکے گشت
و گر صد جان و صد دل باشدم یار — همه بهر تو در بازم درین کار

چو دیداین یک دلی پر دل ز بهرام — بصد جان داد در یک جانش آرام
نکرد اندر وثیقه خواستگاری — فتادش هم بران قول استواری

* ن : گر -

قهر و قتل مغلطی ملتان

چو رفت آن سرمه در کاغذ به تعجیل — بسوی مهر ملتان مهل در مهل
مغلطی سرمه گون گشت از تحیر — سیه رو شد چو چشم از سرمهٔ تر
بقاصد تیز دید از خشم ناکی — برون زد دیده درخشم از مغاکی
بتلخی زهر خندی زیر لب کرد — پس از دل نامه را پاسخ طلب کرد
بپاسخ گفت کان مرد سر انداز — نه از ما بهتر است از لشکر و ساز
ازو تا ما بمهتری فرق دور است — که از ملتان دهلی دیوپال پور است
چو من نارم که با دهلی کنم شور — بیاروی دگر کی باشد این زور
چو مارا نیست نیرو باز بر دست — ضرورت پیش او باید کمر بست
کسی کو شاه گشت و رفت بر تخت — ستیز سخت با او چون توان سخت
نه دانائی بود بی جمعی انبوه — بدندان و بناخن کندن کوه
بزور خویش کو شد پیل با پیل — صف مور از رهش به دور صد میل
من ار چه بندهٔ شاه شهیدم — کز اقبالش بگردون سر کشیدم
ولایت دارم و مال و خزانه — سپاهی نیز چون باد بزانه
ولی چون لشکر من یار من نیست — چخیدن با بزرگان کار من نیست
هم از دل نیست چون فیروزیم یار — تهی دل چون بفیروزی کند کار
نه ام من با کسی یار اندرین رای — مرا هم رای من بس کار فرمای
مغلطی چون ز جان نا وفا دار — نشد غازی ملک را در غزا یار
گرفت از بیم جان و رای پر جهل — هلاک منعمان خویشتن سهل
زمانه لاجرم بروی بر آشفت — بلا بیدار گشت و عافیت خفت
سوی فرماندهان مولتانی — شد از غازی ملک رمز نهانی

چو بهرام سراج آں کردہ روشن … صلاح کار بر خود ساخت جوشن
بہ لشکرهاے ملتاں کرد اشارت … کہ بر مهر بزرگ آرند غارت
سراں در قبضۂ خویش آورندش … گرفتہ بر ملک غازی برندش
سپاہ آمد فراهم تا بپاے … کند نطع مغلطی چوں مغل طے
چو آں گندہ نمک دید آں چناں شور … شدش دل چوں نمک در آب بے زور
بر زن بود کز بر زن بروں جست … چو موش خانہ کز روزن بروں جست
ز نزدیکاں کسے با اونہ شد یار … مگر موچی کہ بود آگاہ ازیں کار
سواراں در پس و او پیش می رفت … تنش با خویش و جاں بے خویش می رفت
دریں تگ مرکب موچی سر آمد … سوار و مرکب از پا اندر آمد
سبک هم در فتادن تند برخاست … دراں افتادگی جاں را تبر خواست
براهش بود زالے بیوہ حالے … دروں شد رستمے در کنج زالے
نمودند از عقب فوجے تهمتن … کماں رستم و باراں بیژن
گرفتند و بزورش بند کردند … رقیبش زور مندے چند کردند
ازاں پس بیشتر زاں بردہ بستند … بدنبال مغلطی در نشستند
مغلطی رفت و در جوے در افتاد … کش از غازی ملک بود است بنیاد
بهیں جوئے ز راوی تا بجهلم … چو قلزم در حد گیلان و دیلم
دراں ایام کز درگاہ سلطان … شد ایں غازی ملک مقطع بملتان
بسے بنیاد خیر انگند هر سوئے … بناے مسجد و حفر بسے جوئے
نماز عید گہ را مسجدے ساخت … کہ سرتا مسجد عیسی برافراخت
فرشتہ نعرہ زد چوں دیدش از دور … کہ فردوس است ایں یا بیت معمور
سواراں در رسیدندش بدنبال … روندہ سر گم و جویندہ قتال

غرض القصه چون در شد مغلطی — دران جو کز ملک بود آب دروے
در آمد پور بهرام سراجش — سر افگنده و ندید اندر لجاجش
قوی مردے بود با زهرهٔ شهر — که نبود زاریش در زیر شمشیر
کسے کو تاب نارد سایه میغ — بلرزد ساید وار از سایهٔ تیغ

قصهٔ حال میر سیوستان

چو نامه سوے سیوستان گذر کرد — خبر کرد و ملک را بے خبر کرد
محمد شاه لر کانجا سری داشت — دران خشکی و تری بر تری داشت
ملک کز لشکر آفت سگالش — چو موے لر پریشان بود حالش
ترش رو بود چون افغان جنگی — ولے هم چون کلاه لر به تنگی
که سرداران گزندش کرده بودند — درون قلعه بندش کرده بودند
چو از غازی ملک شد لوح خاصش — همان خط گشت تعویذ خلاصش
کسان کاندر قفس میداشتندش — چو خواندند آن رقم بگذاشتندش
برون آمد ز قلعه میر محبوس — چو کنجشک از قفس و از دام طاؤس
علم بالا کشید و لشکر آراست — بمنشور ملک غازی سر آراست
بقاصد گفت گویا سرور عصر — که بادا یار تو فیروزی و نصر
رسیدم من هم اینک گرم پویان — بدان فتحت مبارکباد گویان
چو قاصد باز پس شد میل در میل — روان گشت هم او امانی به تعجیل
که * بیفوسست آن سپهدار — رسید اما پس از آرامش کار
ملک را نامد از تقصیر او رنج — نوازش کرد و دادش خلعت و گنج

* کذا - لفظ چھوٹ گیا ھے —

برو کرد انچه بخشایش توان کرد ‌ ‌ سوی اقطاع اجمیرش روان کرد

چو بر هوشنگ رفت آن بخیهٔ راز ‌ ‌ شد او هم در دل خود حیله پرداز
نه انکار رضا کرد از * سر هوش ‌ ‌ نه بهر جنبش آمد گرم در جوش
زبانی گفت کاینک می رسم تند ‌ ‌ ولی پای عزیمت در دلش کُند
دو سه بارش دگر خواندش سپهدار ‌ ‌ نگشت اقبالش اندر آمدش یار
رسید او هم ولی بعد از ده و گیر ‌ ‌ چو بی تدبیر کار آراست تقدیر
برو نیز از عتابی † نکته کم بود ‌ ‌ همه بخشایش و لطف و کرم بود
نشد رنجه نیو شیدهٔ خیالش ‌ ‌ بتشریف کرم پوشیده حالش
بصد ‡ انداز پروازش فرستاد ‌ ‌ سوی اقطاع خود بازش فرستاد

جانب عین ملک نامهٔ خاص

سوی عالم ملک هم در نهانی ‌ ‌ بمضمون دگر شد نکته رانی
که ای دانا بفضل و دانش و رای ‌ ‌ خرد را بوده دایم کار فرمای
هم از بهر قلم خنجر کشیده ‌ ‌ هم از زخم قلم خنجر بریده
هنر زین گونه و ز بخت برومند ‌ ‌ شهت برکشوری کرده خداوند
دیار مالوه ذورش جهانی ‌ ‌ بدور شه تو بر وی حکم رانی
تو عین الملک و در تو دیدهٔ شاه ‌ ‌ چنان دیده که چشم مهر در ماه
اجین انعام و دهار اقطاع خاصت ‌ ‌ ز خاصان دگر بیش اختصاصت
بگویم خود که با آن دانش و هوش ‌ ‌ کند کس نعمتت را چون فراموش

* ن : ونه سر هوش - † ن : عیالی - ‡ کذا - مشکوک -

بداں راضی شود کز هندوے چند
کشاید عقدهٔ اسلام را بند

لقیطے * گبر و گبرے چند خیزد
شه و شهزاده را خونے بریزد

تو مردے هوش مند و پخته تدبیر
کنی از خامی اندر کینه تقصیر

کجا رفت آں حقوق خدمت شاه
کجا رفت آں نوازش هائے درگاه

که از رایت غلامے پاشنا سخت
رود از تختهٔ بازار بر تخت

پسندد علم و فضلت کز پے زر
فرود آری به هندو زادهٔ سر

گرفتم کاں بسیم و زر که جاں داد
رضا در کفر و کفراں چوں تواں داد

اگر مهر محمد شاه داری
سوے دین محمد راه داری

من اینک از پئے آل محمد
کمر بسته بکیں چوں میم احمد

بیا با من بکوشش هم عناں شو
بدلها تیر و در جانها سناں شو

چو ما باهم شویم از تیغ و تدبیر
مخالف هم ز سهم ما خورد تیر

جگر هائے که گشته از سناں چاک
بشوئیم خون شاں شوئیم ازاں خاک

نمودیم آنچه مارا در نهفت بود
اگر خواهی رسیدن هاں بزن زود

وگر نائی و داری عذر پر خاش
مراد تست و روزی هست می باش

✻

چو پیک ایں نامه عین الملک را داد
خجالت بر خجالت در دلش زد

نه روے آں که در کوه و بیاباں
سوے غازی ملک گردد شتاباں

نه راے آں که هم بر جاے ماند
سوے یاران بد بدراے ماند

سوے غازی ملک می خواست آهنگ
و لیکن دست بودش در ته سنگ

ضرورت مصلحت را کار فرمود
ز نامه با حسن گفتار فرمود

* لقیط - وہ بچہ جسے راستے سے اٹھا لائے ہوں -

کشاد آن نامه و پیش حسن برد / که بر اخلاصش آن خس حسن ظن برد
فرستاده برفتن پائے بر کرد / وزان پیش ملک غازی خبر کرد
شد آزرده دل ازوے لشکر آرائے / چنانش روے داد اندیشه در رائے
که قاصد بار دیگر پوید آن سوئے / مگر عالم ملک زین سو نهد روے
گر آید مشتری در خانهٔ ماه / شرف گردد بدو زان خانه همراه
درین سو قوس او را گوشه گردد / بزان برجیس هر مو خوشه گردد

گفت دیگر بسوے عین الملک

دگر ره قاصدے چون باد مستور / رسید و کار دان را داد منشور
چو عین الملک دید آن حرف پردرد / چو چشم از دود آب از دیدها برد
بقاصد گفت ازین جا باز پس پوے / ملک را بندگی گوے و پس این گوے
که آخر من مسلمانم بده پشت / بعون ایزد دو روبه تیغ در مشت
بجهد خویش هم در بند آنم / که زین غوغا فرس بیرون جهانم
ز دل با هندوان چون یار گردم / که از ایمان و دین بیزار گردم
ولے بیرون شدن را چون محل نیست / به از تسلیم شاه بودن عمل نیست
ضرورت مانده ام اینک بصد بیم / سلامت یار خود کردم به تسلیم
چو پیدا گردد اعلام بلندت / سر خود گیرم از پیش سمندت
ز اهل کفر بیزاری نمایم / نباشم یار و نے یاری نمایم
چو یکسو گردد این شمشیر بازی / من و خدمت به پیش شاه غازی
اگر جان بخشدم منت پذیرم / وگر خواهد که خون ریزد بمیرم

*

چو قاصد باز شد این ماجرا گفت ‌‌‌‌‌ ملک نی نرم گشت ونی بر آشفت
بدیگر چاره شد مشغول تدبیر ‌‌‌‌‌ که تا فردا چه پیش آید ز تقدیر

نامهٔ بر یک لکهی و قصهٔ او

مخالف یک لکهی سامانه را مهر ‌‌‌‌‌ ز بی سامانئی خود شد سبک سیر
چو حرف نامه را مضمون فرو خواند ‌‌‌‌‌ بسان حرف نامه] تیره رو ماند
*کران حسب از سلامت جوشی ‌‌‌‌‌ چو تسلیمات نامه در حواشی
نه از کفران نعمت شرمش آمد ‌‌‌‌‌ نه بهر قلع کفر آزرمش آمد
چو هندو بود و در دل گبرسان بود ‌‌‌‌‌ رگ گبریش ز نار نهان بود
چو اول گشت مقطوع پناه اصل ‌‌‌‌‌ بخون گرم هم با دین بشد وصل
شهی کو کرد یکسو از دو دانش ‌‌‌‌‌ لئام خفتهٔ مطلق عنانش
چکهده † از دو لنگ جغدوانی ‌‌‌‌‌ بکوری خورده از شاماخ نانی
چنان کو رانه نان در فاقه خورده ‌‌‌‌‌ که کوری را بدیده سرمه کرده
بسی گنجشک رانده بر سر کشت ‌‌‌‌‌ رمیده مرغ ‡ از سنگ چنان ز شت
نخورده مسکه جز نان امیدش ‌‌‌‌‌ که اندر دوغ شد سبلت سفیدش
ز نار کفر بر کش § برکشیده ‌‌‌‌‌ بگردن چرم خامش در کشیده
چو شه در بندگی کرده قلامش ‌‌‌‌‌ کشیده خام حلق از حلق خامش
بزرگی دادهٔ و شغل گران هم ‌‌‌‌‌ ولایت ها بزرگ و بی کران هم
چو هندو زادهٔ هم جلس ایشان ‌‌‌‌‌ خروجی کرد با جمعی پریشان

* کذا - پهلا ٹکڑا غالباً "کران جست از سلامت" هے لیکن آخری لفظ نہیں پڑھا جاتا -

† کذا - نامفهوم - ‡ ن : مرغ سنگ از - § ک : برکش -

بصد تعظیم شد فرمان بر او ‌‌ ز سر پا کرد و آمد بر در او

ندید این کان خس از رای تبه کرد ‌‌ چنین با قرة العینان شه کرد

چنین در دیده های ملک شد خار ‌‌ وی آن خار بلا را تیزی کار

چو از غازی ملک شد نامه سویش ‌‌ سیه شد چون سواد نامه رویش

فرستاد آن همایون نامه را زود ‌‌ بران بومی که بر بازان نه بخشود

باخلاص حسن حسن رضا جست ‌‌ پناه جانش را عون از قضا جست

حسن را چون بزید وقت خود یافت ‌‌ ز اولاد محمد روی بر تافت

خود آن بد بخت بود از خوی بدساز ‌‌ در جور و ستم کرده بسی باز

تهی لطفی چو آب نیم کوزه ‌‌ ترش روئی چو دوغ هفت روزه

به بی مهری چو قصابان بد چهر ‌‌ بخون ریزی چو جلادان بی مهر

همه خون ریختی چون بادهٔ ناب ‌‌ کرم بودی گر از کس ریختی آب

کسی کش پیش کردی خدمتش پیش ‌‌ چو رفتی پیش خوردی ضربتش بیش

ز بیم چوب و دشنام زبانش ‌‌ کرا زهرا که گیرد نام نانش

چو چاکر بهرتان را پی فشردی ‌‌ ندادی نان و آبش هم ببردی

زخشمش لشکری در بی نوائی ‌‌ بجان هم شهری و هم روستائی

چو از غازی ملک بروی رقم رفت ‌‌ ازو سوی ملک غازی حشم رفت

چو باچندان جفا کفرانش هم شد ‌‌ ز بیمش فتنهٔ با فتنه ضم شد

زمانه لاجرم بروی بر آشفت ‌‌ برو هم شهری وهم لشکر آشفت

شکسته چون ز رزم شاه غازی ‌‌ خلاصی ساخت باصد حیله سازی

بسامانه رسید و خواست زان جای ‌‌ هزیمت را کند سوی حسن رای

که ناگاهان برو شهری خبر کرد ‌‌ همه تدبیرش را زیر و زبر کرد

در آمد خاص و عامه بے مدارا
بکشتندش بشمشیر آشکارا

چنیں باشد چو پرفن را جزا ئیست
بقدر پیشه هر کس را سزائیست

حدیث خوابهاے سرور بیدار دل وانکه
شده تعبیر خواب یوسف اندر هریکے مضمر

زهے بیداری بخت آں سرے را
که بیدار است پاس کشورے را

کسے کو راست موے کار دولت
بود هر موے او بیدار دولت

چو دولت یار هر بیدار باشد
نخسپد آں که دولت یار باشد

وِرآید خواب بعد از ماه و سالش
درآید خواب یوسف در خیالش

که آویزد مهش در ذیل فتراک
گہے سیاره بوسد پیش او خاک

نه بیند خواب خوش جز پاک جسمے
کاز اقسام نبوت هست قسمے

ملک راچوں دل بیدار می‌خواست
که خوابے بیند اندر کارخود راست

فرشته کوست خواب آراے هر چشم
نمود آں خواب بیداریش در چشم

که هرچه او را به بیداری کند دهر
نمودش خواب کاگه گشت ازاں بهر

شنیدستم من خفته دریں باب
هم از بیداری بخت ویں خواب

که آں بیدار دیں را دیده چوں بست
بپاس دیں چو بیداراں کمر بست

بسے نامه به بسیاراں فرستاد
فسونے جانب یاراں فرستاد

ولے چوں مار گردوں فتنه می‌خواست
نهاد مار کژ در رخنهٔ راست

ازاں پیچاک و ناهمواری کار
بکار خویشتن پیچید چوں مار

چو درماند اندریں اندیشه روزے
زدل بیروں نشاندن خواست سوزے

بسے خاصان و خویشاں را دروں جست
غبار دل بآب دیده می شست

همی گفت از تأسف آب در چشم   که غم نگذاشت ما را خواب در چشم
مرا زور اندک و یارے ز حد بیش   چگونه خیزد این بار من از پیش
ز یک دیوپالپور و دهل یک مهر   چه خیزد گو تو هر دم دستے گهر
صفم با قلب دهلی چوں ستیزد   صبا بر آسماں چوں گرد بیزد
سوار اند و قلم رانند و تیغ   دو لک بیش است با هم بسته چوں میغ
بر ایشاں کے تواں خنجر رواں کرد   بقطره خرچ دریا چوں تواں کرد
بدانائی نباشد نسبت آں را   که از سوزن کند کوه گراں را
کلنگاں را ز شاهین شکاری   چه باک ار ناید از پوینده یاری
وگر سوے رویم آں خود نه مردیست   نه کار سرخ رویاں روئے زردیست
ستیزے درمیاں بس محکم افتاد   که تیر از شست رفت اما کم افتاد
رهائی را چه ساماں سازیم تدبیر   گریزه پست و سیلاب آسماں گیر
یکے تیمار مستورات و فرزند   دگر اندیشه بهر خویش و پیوند
ندانم چوں شود پایان این کار   صلاح ما خدا آرد پدیدار
بگفت این و دگر ره دیده تر کرد   چنانکه آں گریه در یاراں اثر کرد
همه گشتند آب از دیده باراں   چه ز افسوس و چه از افسوں خواراں
پس انگه با ملک گفتند گریاں   که اے سوز تو ما را کرده بریاں
چه کار آید ازیں پس عمر ما را   که بهوت جاں نبازیم آشکارا
دو چشمت قطرها کز خشم و کیں ریخت   بهاے خون ما در ثمیں ریخت
چو پیش ازخوں دیت برما فشاندی   نشستیم ار همه در خوں فشاندی
تو داری بالحقیقت بهر حق جهد   دریں ما با تو هم پیمان و هم عهد
چو عمر ما توئی و جان ما تو   بپیوندیں جاں یکے گشتیم با تو

دل خود بر خدا بند و میندیش / که فتح غیب بیش از لشکر بیش
چو می‌دانی نه بندد هرچه می‌گفت / بباید خار خار خود ز دل رفت
چو پیدا گشتی و پیداست درکار / که هم فیروزمندی هم سپه‌دار
بلندان را بر اورنگ بلندی / بود لابد ز تو اندیشه‌مندی
وزان سرکش که سرها را بود پاک / بجوید بهر شمشیر خطرناک
سنان بر پر دل اندازد همه کس / فرافرا جوشن عصمت فری بس
تو هستی اژدها این نیست یارا / که کس زنده گذارد اژدها را
کشد ترک از برای طعمه نخچیر / ز بیم شیر بر شیر افگند تیر
نه کشتن گرگ را بهر کباب است / کباب از بز* جوید زان خراب است
چو درکارت سلامت هست برخیز / سلامت یار تست او هم برانگیز
بدین سان هرکسی می‌پخت کاری / ملک هم داشت زین گرمی شراری
همه روز اندرین تنها ز غم خورد / ز بس اندیشه خوردی نیز کم کرد

خواب غازی ملک بدیدن پیر

چو شب ز اکسون مشکین بستر آراست / ستاره چادر شب را بر آراست
زلال پاک جست و دست و پا شست / بطاعت بر مصلای رضا رست
تعبد پیشوای کار خود ساخت / نماز بندگی را یار خود ساخت
همه شب داشت رو در حق‌پرستی / دلش بر آسمان و تن به پستی
بسجده گریه می‌کرد سیراب / که هم در سجده ناگه آمدش خواب
دران خواب مبارک دید پیری / چو رای خویشتن روشن ضمیری

* ک : بجوید —

بصورت نصحتی از خضر و الیاس — بمعنی چون مسیحا فرخ انفاس
ز نور الهه محاسن راست کرده — ملایک نور ازو درخواست کرده
در آمد با ملک غازی به تعظیم — پس انگاهش به یزدان کرد تسلیم
بپوزش گفتش ای دیباچهٔ فتح — ز فیروزیت یابد نیلگون سطح
بسهل اندیشهٔ کت در دل آمد — فزون ز اندیشه کامت حاصل آمد
بشارت می دهم کاینک هم اکنون — شوی بر تاج شاهان در مکنون
برون کش تیغ و قدرت بین ز تقدیر — که خواهی شد چو تیغ خود جهانگیر
چو زین مژده گران کرد آستینش — خطاب آورد شاه * راستینش
چو زین خواب اندر آمد مرد بیدار — امیدش مست گشت و بخت هشیار
ملک فخرالدول را در نظر خواند — خیال دیده پیش دیده بر خواند
بخویشان دگر هم گفت ازین حال — که خوش گشتند ازین فیروزی فال
بدیگر مخلصان دولت اندیش — هم این گوهر سپرد از معدن خویش
همه گشتند باجان † طرب یاب — چو بخت خویش بیدار از چنین خواب
بدین خوابی که در دلها درون رفت — ز شادی خواب شان از سر برون رفت
بشکر این نمایش مرد فیروز — همه شب بندگی می کرد تا روز

خواب غازی ملک که دیده مه ماه

شبی چون چتر سلطان همایون — همایون گشته از وی چتر گردون
مهی کامل با نجم سر کشیده — بگردون چتر زرین بر کشیده
نموده سطح زنگاری مسافت — جهان را رنگ اعلام خلافت

* ن : سایه ز آستینش -   † ق ر : خان —

سواد شب که شد بر تخته روز   بیاضش کرده مهتاب شب افروز
فلک بر روی ظلمت ریخته نور   چو بر فرش معنبر گرد کافور
درخشان گشته انجم در سیاهی   چو مروارید تر در گوش ماهی
شهاب اندر کشیده تیر باریک   بریده روشن از دیوان تاریک
هوای چون مزاج عاقلان خوش   چو فعل عاقلان آفاق دلکش
ز اسباب طرب غم گشته گم نام   چو ناکامی ز کار افزائی کام
جهان آسوده چون قول حکیمان   نشاط آماده چون بذل کریمان
درین شب مملکت گیر ظفر یاب   براحت داشت سر بر بالش خواب
وی اندر خواب و دولت پاسبانش   دل بیدار در پاس جهانش
نمودندش چنان در خواب امید   که بر بالای این تابنده خورشید
درخشان سه مه روشن بر آمد   که هر یک از دگر روشن تر آمد
یکی چون چتر زر بالای تارک   دو بر بالای دو دوش مبارک
ز تاب آن سه ماه کامل الدور   سه ماهه ره شب از عالم شده دور
چو خواب اندر سر آمد صاحب بخت   زد از همت ببام آسمان تخت
ملک فخرالدول را خواند در پیش   که پیش دیده گوید دیدهٔ خویش
نخست آئین تعبیری که خود کرد   بنور رای و آئین خرد کرد
که این سه ماه سه چتر بلند است   که سه فرق سران زان ارجمند است
چو من دیدستم این خواب مبارک   مرا باشد یکی بالای تارک
دو دیگر کز دو دوشم پرتو افگند   فشاند سایه بر فرق دو فرزند
ملک را کامد این تعبیر در گفت   شد امید دلش با کام دل جفت
ملک فخرالدول نیز از سر هوش   بدین تعبیر دادش مژده در گوش

که شاهان را فراز افسر ملک — بود سه چتر والا زیور ملک
چو چتر آسمانی دارد این خواست — که چتر ملک خواهد بهرت آراست
نمودندت سه ماه فرخ آثار — که این سه چتر تست اندر نمودار
کند زانها یکے در کامرانی — بر اکلیل همایون سایه بانی
دو دیگر در یمین و در یسارت — کند آرایش اورنگ بارت
ترا زیبد سه چتر ملک داری — که تو یک تن سه شاه کامگاری
بود تا یک سر والات بر جای — بدیگر سر نشاید چتر بر پای
سرت پاینده بادا جاودانه — که زیر چترت آساید زمانه

خواب غازی عصر و دیدن باغ

دگر ره خواب دید از بخت بیدار — که گوئی هست در بستان گلزار
دران بستان درختان نیم رسته — بآب زندگانی روے شسته
تر و تازه بسان شاخ طوبی — تهش سبزه چو خط بر روے خوبی
شگفته صد هزاران گل بهر شاخ — صبا پیرامنش نا گشته گستاخ
ملک غازی بگلگشت اندر انها — چو گلگشت صبا در بوستانها
گل ار چه بوے بے اندازه می داد — وے از خلقش نسیمے تازه می داد
چو کرد از خواب چشم دور بین باز — کند تا خواب خود را گفتن آغاز
در آمد بخت بیدارش به تعبیر — بدو گفت اے به بیداری جهانگیر
تو در خواب انکه گلشن دیدی و باغ — حریم ملک تست و نیست این لاغ
درخت نیم رسته هر یک ازوے — خبر می گوید از کارت پیاپے
کت از دولت عملها نیم کار است — نه بر شاخ ترت هنگام بار است

گل ار چه صد هزارانت نهفته است — هنوزت یک گل از صد نا شکفته است
هم اکنون در رسد هنگام بارت — شود پر میوه و گل نو بهارت
درخت قدر تو ز اقبال والا — رود با شاخها از سدره بالا
بر دولت خوری در کام خود زود — بگیر این فال و خواهد هم چنین بود

بجنگ آوردن غازی ملک پس ملک را دادن
هرانچه از مولتان بهر حسن می رفت اسپ و زر

بباید مرد را بازوی شمشیر — که بستاند به نیرو غارت از شیر
زبردست آن بود کز قوت شست * — بکالای زبردستان زند دست
خسی † روبد ز راه آبی که کند است — درختان را برد سیلی که تند است
سگی بر غالهٔ را شد زبون گیر — پلنگ آن هر دو یکجا کرد نخچیر
کرا زهره که بی آسیب و آزار — ستاند گنج ز اژدر مهره از مار
چو از تازک رسد چابک بغارت — ز چابک غارت از تازک عبارت
ز ترک افتد صف هندو بتاراج — نیارد حمله سوی باشه دراج
چو از طاوس و بط شاهین کند مال ‡ — که باشد ماکیان کاید بدنبال
کم از زاغی مشو در کهنه توزی — که از دندان شیران خورد روزی
خروسان یکدگر محکم ستانند — نه تا آن حد که کین بر جره رانند
بزی کو سر زدن با گرگ جوید — بران پشمین همه مویش بموید
متاع قادر از زاری نیاید — فسون بر اژدها کاری نیاید
بعندی نارد از رستم شتابی — خزینه کی برد ز افراسیابی

* ک : شست بمعنی نشانه -　　† ن : روید —
‡ ق - ر : بال —

درین وقت آن توان گو جوئی از کس جز از غازی ملک در یابی و بس
درین کار از وی و زان کار رانی بگویم ماجرای تا بدانی
چو او را عزم شد در کینه خواهی که جوید کین جوهر های شاهی
بهانه در طریق کار ی بود بپاس کار خود بیداری می بود
خبر بر می رسید از شیب و بالا نهاده دل بفضل حق تعالی
رسیدش ناگه آگاهی دران حال که کار فتح میمون گردیدش فال
خبر گفتند کاینک می رسد تیز متاع بس گران بار و سبک خیز
ز ملتان می رود اسپ و خزاین سوی خسرو که شد میر مداین
تکاور هر یکی چون باد شب گیر همه تیزی تیز آهنگ چون تیر
خزینه نیز مال عرصهٔ سند نه کمتر ز انچه باشد غیرهٔ هند
ز غیب این سو فتوحی دارد آهنگ اگر غازی ملک در وی زند چنگ
حشم را باشد از وی خرج و دخلی که مرغان را رسید آمادهٔ نخلی
ملک فرمود تازان سو شتابند خدا آوردهٔ را باز یابند
دویدند آن طرف فرمان پذیران فرس غارت کنان و گنج گیران
رسیدند و گرفتند آن زر و مال همان گیتی نوردان زمین مال
فتوحی آمده با آمد کار رسانیدند در پیش سپه دار
ملک فال مبارک داشت آن را فتوح اولین فتح جهان را
اشارت کرد کان گنج خدا داد دهندش تا شود خلق خدا شاد
عملداران بکار زر نشستند در استغراق لشکر در نشستند
بفرمان می رسید آن مایهٔ کار بهر کس تا شود پیرایهٔ کار
قوی دل شد حشم زان بخشش پر چو محتاج از مراد و مفلس از در

همه کس مهل کالای گران کرد / هوس کرد آنچه در سعی توان کرد
یکی مرکب خرید از بهر پرخاش / یکی شیرین پرستاری شکر پاش
یکی شد کار خیری را طلب کار / یکی بنیاد خیری کرد برکار
یکی بکشاد نقدی بهر عقدی / یکی در عقد پنهان بست نقدی
یکی داد آرزوی دل بخویشان / یکی دریافت دلهای پریشان
همه دیوال پر از روح و رونق / سدیر دوده‌یی گشت و خورنق
بلی زینسان ست گیتی را نمودار / که از زر هم چو زر گردد همه کار
در آمد هر کجا سامان در آرد / هزاران کار بی سامان بر آرد
بعیش از کیسهٔ پر خوب حالیست / نباشد کاسه پر چون کیسه خالیست
ولی گر کار خود گردان توان یافت / ز اقبال جوان مردان توان یافت
چو از مهتر بود کهتر نوازی / رسد ساز فرض بی چاره سازی
ز باران چون رسد بی جستجو آب / نباشد کشت را حاجت بدولاب
کسی دارد ز مردان سرخی چهر / که بستاند بکین و بخشد از مهر
زند چون برق بر زور آوران تیغ / بود بر مفلسان بارنده چون میغ
بلند است ابر و آبی نیز دارد / که از دریا کشد بر سبزه بارد
مبر نام کسی کز همت پست / نه بتواند ستد نه داد از دست
خداوندی کسی را در خور آید / که بر خلق از خداوندی بر آید
خداوندی جز احسان و کرم نیست / وگرنه کس ز کس در پایه کم نیست
چو از کس زیر دستی بهر مند است / دلیل دولت و بخت بلند است
سپهر آن را که خواهد کرد سرور / کند چاکر نواز و بنده پرور
ولی جوینده هم باید خرد مند / که در خدمت شناسد جای پیوند

نجوید هیچ حال از هیچ شیوه / زبید انجیر، گل و از بید میوه
کسی کش باید اندر کار خود نور / نیاید شد از پناه مکرمان دور
چو مفلس در پناه مهر سنجی است / پناه و مهر اوش آماده گنجی* است
تموز آرد چو تاب از پیش از پس / درخت سایه ور جوید همه کس

حکایت

یکی در سایهٔ ابر گهربار / ز بهر سایه می زد ناله هر بار
که وه وه سوختم از تاب خورشید / مرا از سایهٔ بایستی امید
یکی گفتش که چندین سایه برفرق / چه بهرسایه چندین می کنی زرق
و گر زابرت نه سر سایه نشین است / درخت و رخت وسقف ازبهراین است
جوابش داد مرد از دانش و داد / که ای از سایهٔ رسمی دولت شاد
بزیر ابر خورسندی ز ره نیست / بدان سایه که گاهی هست وگه نیست
نشاید با درختان نیز پستی / که یابی سایه تا زیرش نشستی
علم هم سایه دارد سایه بان هم / که دایم نیست برسر این و آن هم
ز سقف خانه هم سایه توان یافت / و لیکن پرورش نتوان بدان یافت
من از گفتار خود آن سایه خواهم / که ذیل پرورش باشد پناهم
کسی کان دامنش سایه نینداخت / بود بی‌سایه گر صد سایه بان ساخت
درین عهد آن درخت سایه گستر / غیاث الدینست شاه ابوالمظفر
دعا این است بر سایه نشین فرض / که خلد ذاک ظل الله فی الارض

* ن : رنجی -

صفت هاے دل غازی ملک و از هر طرف مژده
چو از دهلی بسویش راند لشکر هاے بحر و بر

بخصم افگندن و رزم آزمودن دل غازی ملک باید ستودن
نگویم دل که دریائیست در دور که آن را در نهاید هیچ کس غور
ازو موجے که خیزد غرب تا شرق هزاران لشکر اندر وے شود غرق
ازو هر قطرهٔ تیغ است خون ریز وز و هر چشمه طوفانی است درخیز
وگر گویم که از پولاد کوهے است کجا پولاد را زین سان شکوهے است
اگر طوفان آتش در رسد گرم نگردد کاه کهن پولاد او نرم
و لیکن بر فرودستان نا چیز تو خواهی موم خوانش خواه ارزیز *
بسے دیدیم شهران و شا را نبود این دل مگر شهر خدا را
وگر اسفندیار و تهمتن بود چنین دل شان نه پندارم بتن بود
درین گفت من آن کس کونه داناست دروغ شعر داند نے دم راست
ثبات آن ز تائیدے که دانم به برهان خرد کردن توانم
ولے باید خرد کاندر سفیهی است به برهان نیست حاجت چون بدیهی است
چه حاجت شهر را مردانه گفتن ز رستم در نبرد افسانه گفتن
همین برهان نباشد بس که یک مهر ستیزد با جهانے دو زنا گهر
چنان بود این که چون غازی ملک خواست که قهر خود کند بر گرزوان راست
همی غرید با خود چون هزبرے نهان می داشت رعدے را در ابرے
سرش را سر نبشت حق خبر گوے که مانده است ازتو تا افسر سرموے
قباے چرخ با بالاش هم راز که من چرخم قباے خود مرا ساز

* سیسه

دو پیکر در تقاضا هر زمانش
که کی کردم کمر گرد میانش

رسانیده بپایش آگهی بخت
که باید مستعد بود از پی تخت

سها خال ملک اندر کف پاش
که چون مردم شود در دیدها جاش

کمان و تیر را پوشیده می گفت
که کی گردیم تا بهر ظفر جفت

لب سوفار با زه لاغ می کرد
برات کرکساں بر زاغ می کرد

توان بازوش می گفت با مشت
که اختر هفت چرخ از تو یک انگشت

سه اندر سلح خود می گفت باکیش
کهای قربانت گشته صد چو من پیش

سخن گو ترکشش کاینک مرا هست
ز صد سهم فتوح آسمان شست

زبان می داد شمشیرش اجل را
که من یار توام نو کن عمل را

نیام خنجرش را گشته زین فن
دهن پر آب بهر خون دشمن

غلط کردم نیامش را درین دم
زبان آمد برون آب دهن هم

سنانش گشته سر تیز از پی حرب
که دوزم صد چو خسرو خان بیک ضرب

گرهها رمح او را عقد بر عقد
هزاران فتحش اندر هر گره نقد

شده گرزش ز بهر کین به تعجیل
که من بیرون کشم مغز از سر پیل

زره می بافت بهرش روح داود
که چون داود جالوت افکند زود

سمندش کو زمین هر سوی می کند
ز بهر خون خصمش جوی می کند

فلک گرد از سم رخشش فشانان
که گردد بوسه جای ملک رانان

عطارد ظل چترش را بامید
که نبود مشتری زین پس بخورشید

علمهایش ستاره کش سه پایه
کند بر کرسئی نه پایه سایه

بدریای فلک در رفته ماهی
که اژدرها شوم بر گنج شاهی

نشسته خیل او کاینک زبس دیر
بچرم گاو بشکافم دل شیر

دمامه زن کژک را راست می‌کرد ز بهر نغمه شادی خواست می‌کرد
دهل ها را هوای در تهی گاه که کی بانگی زنم بر قلب بد خواه
حشم چو شاه که کی پیش آید آن روز که گردد این ممالک گیر فیروز
فلک می داد قلبش را اشارت که جیبم هست پر نقد بشارت
بذات خود وی اندر کار سازی که فرماید علم را سرفرازی
همه ترتیب کار خویش می کرد دل خود را حصار خویش می‌کرد
بران می‌شد که پیش آید به یکبار کند دست ملوک و ملک بیکار
و لیکن منتظر می بود تا کی ببیند دشمن و بیا لشکر وی
پیاپی هر طرف می شد خبر ها زمانه می گشاد از فتنه درها
چو خسرو خان شنید آن زورمندی دل افتادش بدریای نژندی
هوا داران نمودندش که درحال بباید فتنه را مستن بدنهال
شدش لابد که بربندد سپه را کند کوتاه بر آینده ره را
سپاه آراست چون موی سر انبوه که هر سو از زمین بالا کشد کوه
دلیران و یلان و نام جویان بخون خود ز هستی دست شویان
امیران و سپه داران اطراف در اوصاف مصاف افزون اوصاف
سران لشکرش هم تیغ رانان سر لشکر برادر خان خانان
بهر یک گنج و مال بیکران داد سبک داد و یمزان گران داد
فراوان پیل و بسیاری خزانه همه با خان خانان شد روانه
چو لشکر مستعد گشت و سوارش گُزین رزم قدر چل هزارش
روان سوی ملک غازی روان کرد زمین از بار لشکر ناتوان کرد
روان شد سوی آن مقتل مقابل چو انجم لشکری منزل بمنزل

ز بس کانسو شتابان راه می کرد | چو وهم تیز ره کوتاه می کرد
چاهن‌تاکرد کهن* کان لشکرانگیخت | سپاهی در سواد سرستی ریخت
درون شهر چون غازی ملک بود | برون در غارت افتاد این سپه زود
بسے رخت مسلمانان شد بتاراج | بسے زردار منعم گشت محتاج
بقلعه سرتیه † محمود پر دل | نگشت از هوس شهران شکر دل
درے بر بست و شد در بند پیکار | گروه قلعه را نگزاشت بیکار
خبر سوے ملک غازی فرستاد | ز پیکان تیر آوازی فرستاد
رسید آن پیک و آنجاها خبر کرد | سر هشیار را هشیار تر کرد
همیشه باد با هشیاریش کار | که از وے بشکند صد شاه هشیار

حدیث عهد و پیمان سران لشکر غازی
که در کام نهنگ اندر روند و دیدهٔ اژدر

چو مرد آید برون از عهدهٔ عهد | بکارش بخت و دولت را بود جهد
نشیند اهل دولت را بسینه | چو مے در جام و گوهر در خزینه
نماند چون بنفشه کز سر انجام | چو سرو راست ز آزادی برد نام
شکوه مرد در عهد درست است | مدان مرد آن‌که گاه عهد سست است
ز مردان راستی باید قلم وار | که گردد کار او را عهدهٔ کار
کسے کز راستی هم چون الف نیست | عجب گرنقش کارش مختلف نیست
دلاگر راست خواهی پاے ‡ خود را | بهر جا راستی فرمائی خود را
نگر غازی ملک را کز دل آراست | بعهد شاه خود چون راستی خواست
کلید راستی در شد بکارش | میسر گشت فتح کارزارش

* ک : باکر و کیں ؟ † سرسیه = سرسه ؟ ‡ ن : کار -

شنیدم کز علاء الدین مغفور دلش پیمان و عهدے داشت مستور
که در عهد وے و بعد از زمانش وفا داری کند در دودمانش
کنون برخوان ز نقش کلک درپاش که چون بود آن سراندازی بہ پرخاش
چو او شد زان وفاداری سرافراز سرش گشت از جفاکاران سرانداز
چنین گفت آن که بود آگاهیش بیش که بد غازی ملک در خانهٔ خویش
چو بشنید این سخن کامد بر آن سوے نه لشکر بلکه دریاے زمین شوے
طرب کرد از نشاط روزی بیش چو گرگ غالب از بسیارے میش
سپاهش ار چه بود اندک نه بسیار ولے بسیار اندک بود و پرکار
سواران بیشتر ز اقلیم بالا نه هندوستانی و هندو والا *
غز و ترک و مغل رومی و روسی چو باز جره در جنگ خروسی
دگر تازک خراسانی و پاک اصل نگشته اصل بد با اصل شان وصل
همه مردان رزم و کار کرده غزا ها با ملک بسیار کرده
بسے صف هاے تاتاران شکسته دل آن جمله خون خواران شکسته
خدنگ افکن یلان چست و چالاک ز پیلک کرده سد آهنین چاک
گهے چون آسیا گه کرده سوراخ گهے چون شانه مو را کرده صدشاخ
حلالے خوارہ چون گشت برافزاے موافق جوئے چون طبع خرد راے
ملک در پیش یک یک را طلب کرد پس از دل قصه را مهمان لب کرد
که ما را چرخ پیش آورد کارے که گردش هست دروے چرخ وارے
کرا نیروئے پیل است و دل شیر که هم بازو شود با ما بشمشیر
نخست از خون خود خیزد چو لاله پس از خون عدو شوید پیاله

* کذا - لالا ؟ بمعنی بندہ یا ادنی نوکر -

نه خنجر نهد اول سر خویش   کشد پس بر دگر سر خنجر خویش
بلے مردان بهر سازے و سوزے   کساں را پرورند از بهر روزے
بود هر روز عمرت را شمارے   فتد آن روز بعد عمرے کارزارے
بکارے ناید ار یارے دراں روز   بسوزش دل که نبود یار دل سوز
بود تیر از برائے رزم نخچیر   تو بے آں چوبۂ داں چوبۂ تیر
کمان گر بشکند هنگام پیکار   زهے کے باید از اب هاے سوفار
اگر شاهین زبوں گردد ز شارک   کلنگ گل مرغ را زیبد بتارک
بها نبود آن که دارد کار با ما   شوید از عهد و پیمان یار با ما
شود گر عهدها محکم به سوگند   بکار جاں شویم از جان کمر بند
وگر یارے ندارد میل یاری   که دشوار است کار جاں سپاری
دریں یاری که دارد کار با من   دل من هست آخر یار با من
بدیں دل کاهنیں سد هست برپاے   کنم گر سد آهن باشد از جاے
مرا یاور بس است وهم ترازو   دو بازوے من و تیغ یک بازو
شنیدم بود رستم چیره دستے   که گاه حمله تنها صف شکستے
نه آن رستم ز من درکار بیش است   که هرکس رستمے در عهد خویش است
چو من بر نام یزداں تکیه کردم   یقین است آں که تنها چیره گردم
مراد من چو جز دیں را فرج نیست   من و ایں کار بر غیرے حرج نیست
چو بشنیدند مردان سر افراز   ز مخدوم خود ایں حرف سر انداز
سراسر چوں همه سر باز بودند   بروے خاک سرها باز بودند
پس آنگه از سر سر بازی خویش   سر خود خدمتے بردند در پیش
فرو گفتند کاے سرور سراں را   بزیر پاے تو بس سروراں را

همیشه باد سبز یار کلاهت — کله گوشه کشیده سر بماهت
سرے کز دولتت عمرے کله داشت — ز کارت چوں تواں اکنوں نگه داشت
بسو بازی چو ما را مژده دادی — سر ما در کله ناید ز شادی
نه ما آں سروری آریم پیشت — که ندهیم از نعل سرهاے خویشت
چه باشد یک سر ما زیر خنجر — هزاراں پاره گردد جمله یک سر
ز هر پاره جدا بر خیزد آواز — که باز از بهر تو گردیم سر باز
کمر بستیم و پیماں نیز بستیم — براں پیماں رگ جاں نیز بستیم
که تا جاں در تن است و سر بگردن — نخواهیم از درت سر دور کردن
چو ما را سر جدا گشت اندریں کار — تو دانی خواه صلح و خواه پیکار
سپه را چوں وثوقت محکمی یافت — ملک را خاطر آں سو بے غمی یافت
بعزم کار محکم کرد بنیاد — که بنیاد بزرگی محکمش باد

مصاف اول غازی ملک با لشکر دهلی
بباد حملهٔ زیر و زبر کردن چناں لشکر

کسے داند که هول معرکه چیست — که چندے در زنا گیر و غازیست
دلیرے کو صف مرداں بدید است — نه بازش دیده درخواب آرمیداست
گوے را زیند اندر زیر توسن — که صف تیغ داند باغ سوسن
رود یک سر چو باد آں جا که یکسو — چو برگ بید بارد، تیغ و خنجر
نیندازد دگر آید ببر و یا شیر — چو نیلوفر، سپر، بر آب شمشیر
بسے بینی عروساں قبا پوش — بگشت کوچه هاے شهر پر جوش
چو در هیجا برزند تیغ بے رنگ — پدید آید که هوشنگ است یا شنگ

یکی کو چند رزمی نازمود است — بروی خصم رو در رو نبود است
مکن باور ز تیغ گوشت‌ینش — که موشی در زبانه پوستینش
نه شیران را کند کس حمله تعلیم* — نه روبه را گریز و حیله تسلیم
شکوه کوه خیزد مرد † و از مرد — پدید آید بگاه رزم و ناورد
شترکش نیست از نیروی دل جوش — رود ز اشتر دلی گر گیردش موش
وگر بندان نماید گربه دشت — نیارد شیر مردی کرد او گشت
یلان را نیست حاجت گرز در مشت — دلان را بس بود ناخن بر انگشت
چو ‡ ترکش بست غر' پهلو که است آن — شکار شیر باشد در نیستان
نبود شیر هر جا هست روشن — که نی برگستوان دارد نه جوشن
برون آهن چه پوشی گاه پرخاش — درون سو گه پرخاش آهنین باش
بآهن رانی آن کو گشت مایل — همش جان آهنین باید همش دل
دلاور کو برزم آهن دل افتاد — به تیغ موم بود حصن پولاد
همه جا دل نشاید آهنین کرد — جز اندر کار کین باید چنین کرد
سواری را به هیجا دیده در گیر — که کورا § کور دارد دیده برتیر
بگوش غر که بی تدبیر باشد — نوای دوک بانگ تیر باشد
بنزدیک یلان در جهد محکم — نباشد عقل دور اندیش محرم
دلاور چون خرد را کار فرمود — خرد مندی ندارد در وغا سود
نباشد هم شجاع و هم خرد مند — بجز غازی ملک شیر عدو بند
که هم تیغش جهانگیر است و هم رای — بکین هم تیغ زن هم کار فرمای

* ن : جملهٔ تعظیم - † ق ر: هر دو - ‡ کذا: غر = نا آزموده کار پهلو = پهلوان —
§ کورا کور' بمعنی زود زود —

بحمله هر طرف آهنگ می کرد   جهان برقلب دشمن تنگ می‌کرد
بهر تیرے که جست از شست منصور   ز چرخ آوازۀ می خاست از دور
ظفر هم گفت چوں دید آں دمادم   زهے دست و زهے تیر و زهے زه
گریزاں قوم کفر و جمع کفراں   نه اینجاش امن و نے آنجاش غفراں
پلنگانی که چوں آهو دویدند   بهر رخنه چو موشاں مے خزیدند
نهنگ آهنگ و از دورش سواراں   دواں بیدست و پا مانند ماراں
بسا پر دل نهنگ از تیغ کینه   که سر در دید چوں باخه بسینه
شده پیل از خدنگ غرقه سوفار   بساں خار پشت و پشتۀ خار
ز پیل آویخته هر پیلبانی   تن آویزاں و بیروں رفته جانی
ز دیگر پیل باناں جهد و تعجیل   که در سوراخ مورے در خزد پیل
نمی زد پیل را چنداں کسے تیر   که گاو آید مگر بهر جهانگیر
که گر دست آزمودے کس برانها   فتادے کوه بر کوه از گرانها
ز پیلاں گشته شد یک پیل جنگی   که بد حمله فراخش گاه تنگی
چو مرتد خانخاناں روے برتافت   عناں ها هر کسے سوے دگر تافت
ملک فخرالدول بود اندراں پے   که بر گیرد ازاں فوجے گراں پے
و لیکن چتر و پیل افتاد بیشش   دویدن مصلحت کم بود پیشش
ده و دو پیل و چتر لعل آں خس   که ماند از فرق کیواں چرخ اطلس
گرفت و سوے فرماں ده رواں کرد   زحل را زیں خجالت ناتواں کرد
چو برد آں جمله در پیش سپه کش   سپه کش گشت ازاں فتح گراں خوش
بگیتی هر دمش فتح گراں باد   گرانی از دل او بر گراں باد

حدیث بخشش جان و نوازش از ملک غازی
مسلمانان دهلی را به لطف بی حد و بی مر

بپرسیدم من از پیروزی بخت / که ای رنگ تو از فیروزه گون سخت *
ملک غازی که فتحش هم عنان بود / خبر گو بعد فیروزی چه سان بود
جوابم داد کز فیروزمندی / چو شد غازی ملک را سربلندی
ز بعد شکر یزدان شد بر آن عزم / که آید سوی دهلی از پی رزم
وی آن جانب شد اندر کارسازی / که دیگر پی شود در تیغ بازی
دگر جانب مسلمانان دهلی / که بشکستند با خانان دهلی
جز آن بعضی که هنگام زنا گیر / شدند اندر وفا سهمان تقدیر
گنه شان شست تیغ کین بخوبی / وقال السیف محاء الذنوب
دگر بعضی ز رمح و تیر جسته / همی آورد هر کس دست بسته
دگر بعضی ز هیبت گشته مسکین / نه در تن زور ونی در سینه تسکین
بدرگاه ملک در می رسیدند / ز عفو و حشم او بر † می رسیدند
به خجلت پیش می رفتند غمناک / همی سودند روی عجز بر خاک
سواران ملک غازی ستاده / نظر بر لشکر دهلی نهاده
زبانها شان چو نوک نیزه در طعن / گهی دشنام گفتندی و گهی لعن
یکی گفت این همه کفران سگانند / کسان در قتل ایشان بی وبالند
دگر می گفت کآخر اهل دین اند / نشاید گفت بد گرچه چنین اند
دگر گفت ای نمک خواران بد عهد / چرا کم بود در حق نمک ج
دگر از طنز گفت اینان چه کردند / نمک در دیگ رفت اینها چه خوردند

* ق ر : تفت - † ق ر : تر -

دگر می گفت کاه کار زارے　　نیاید ز اهل دهای هیچ کارے
دگر می گفت هست آن منصب بخت　　کسے با آن نکرد است کوشش سخت
دگر گفت ار نباشد پے به پے جنگ　　دلاور کے شود سرد کم آهنگ
همی گفت این چنین از پیش واز پس　　سخن زانسان که باشد رسم هرکس
ملک بر کرسیء دولت نشسته　　سران در پیش دستی دست بسته
همی آورد هر کس حاصل خویش　　بخاصان می سپردے واصل خویش
اسیر و اسپ و مال و رخت و کالا　　زر و سیم و در و لولوے لالا
خزاین می رسید اشتر بر اشتر　　قطار اندر قطار از گنجها پر
گران گنجے چو دریا بے کرانه　　که مالا مال شد دشت از خزانه
صفے پیلان جنگی را گزیده　　ز ماران اژدر ایشان گزیده
گرفت احرام خدمت گوئی از دور　　صفا و بو قبیس و مروة وطور
بسے صندوق ها پر تنکه و زر　　که بکشائی اگر صندوق زا سر
دو مهل از عقد آن نقد طرب ناک　　پر زرین دمد بر بیضهٔ خاک
قباء چرخ زربفت و مرصع　　ستام و زبان زرین و ملمع
کله یکتا بسے مدقوق مسلول　　بپوشش صحت ده ماهه معلول
گهر هاے که گوهرهاش از امید　　بنور چشم خود پرورد خورشید
طرایف کاید از فرمان گزاران　　ز بهر تاج و تخت تاجداران
همه چندین متاع پادشاهی　　که بود آثارے از فضل الهی
خدا داد آن خداوند غزا را　　که در خور بد غزاهاش این جزا را
چنین باشد فتوح آسمانی　　کت از جاے رسد کان را ندانی
کسے کش ز آسمان یک در کشادند　　ز هر سو صد در دیگر کشادند

سپاه منهزم چون از کم و بیش | شکسته بسته حاضر گشت در پیش
ملک زان‌جا که رسم مهربانی است | بر آئین بزرگان کاردانی است
بر آن قومے که بود افتاده در زیر | چو خورشید قیامت تاب شمشیر
بفرق خاص و عام و مهتر و خرد | بسان ابر رحمت سایه گسترد
غم هر خستهٔ * تا افسوس می خورد | ز بهر کشتگان افسوس می خورد
کسے کو داشت رسم نیزه و تیر | بغم خوردن نمی کردند تقصیر
همی هر خستهٔ کش بود جانے | همی شد دم بدم مرهم رسانے
ملک هر بار از وے یاد می کرد | به پرسش جان او را شاد می کرد
اگر چش جان علان تا بنده می‌گشت | بدان پرسیدن از سر زنده می‌گشت
†بلے آن کش کرم پرسش نماید | بدان حد کے رسد کش پرسش آید
ملک گوئی که روح الله بد و بس | که دم می‌داد و می‌شد زنده هر کس
سران را خود بسر تیمار می داشت | دواها بر تن افگار می داشت
ملک والا تمر کز اول جنگ | به پیش آهنگ لشکر داشت آهنگ
بحمله ‡ زخم کاری خورد چندان | که بے خود یافتندش روز میدان
بدان بودند بدخشهان تا ورد | کش از هستی کنند اندر زمان فرد
بعجلت سر زنندش هم چو حجاج | برند اسپ و سلاحش را بتاراج
تمرشان گفت حاجت نیست تعجیل | کشنده کشتنی گیرند بے قول
ولے باید مرا پیش ملک برد | که من مرد بزرگم نیستم خرد
گر او خواهد ازان خویش کردن | شما را بار خون نبود بگردن
بدین گفتش سر اندازان اقبال | روان پیش ملک بردند در حال

* کذا - قافیه درست نہیں - غالباً کتابت کی غلطی ہے - † کذا - ? ‡ ن: بلا جملہ -

چو دیدش در چنان حالے سپهدار | درونش زان جراحت ها شد افکار
رهانیدش ز خنجر هاے خونی | خریدش باز ازان جاے زبونی
درون بارگاه خویشش آورد | بسے نزل و نوازش پیشش آورد
بعزت کرد افسون تکیه گاهش | فرو پوشید دامن بر گناهش
بدست خود جراحت هاش می بست | دواها بهر راحت هاش می بست*
بتکیه پیش خویشش داشت معذور | دمے از تکیه گاه او نشد دور
دلش داد و بجان بخشیش جان داد | ازین به بخششے خود چون توان داد
بریشان دیگران را نیز بسیار | نوازش کرد بیش از قدر و مقدار
چو هر مجروح را مرهم رسانید | دواے جان هر درهم رسانید
سپه را داد انعام و مواجب | به بخشش واجبی افزون ز واجب
چو بیش از واجب آمد بذل کارش | ز واجب بیش بخشد کردگارش

پس از فتح نخستین جنبش غازی ملک از جا
ز بهر قلع گبران نے بنائے مسند و افسر

چو شد یک فتح یار شاه غازی | شدش فتح دگر در چاره سازی
ظفر گفتش که اے شاهنشه نو | علم همراهت اینک هاں رواں شو
بدین مژده رواں شد صاحب بخت | که بستاند ز بدخواه افسر و تخت
سپاهے در مدد و چیره و سخت | سرے فیروز مند و صاحب تخت
میان کوکبه با قوت دل | رواں شد همچو مه منزل به منزل
عمدداران عیشش محرم راے | رقیبان سپهرش مسند آراے

* ن : خست -

مسیحش در دعای زندگانی / خضر هم رهنمای کامرانی
فرشته کز خلافش بیغمی آزاد / خلافت را بذاتش مژده می داد
قضا می بست بهر مایهٔ نو / سریر ملک را پیرایهٔ نو
قدر می کرد در دهر ملمع / قبای چرخ را ز انجم مرصع
زمانه زین طرب در ناز می شد / در دولت ز هر سو باز می شد
به همت عقل کل می خواست آنجای / که شاگردی کند در پیش آن رای
فلک می گردش از عون الهی / مبارکباد تخت پادشاهی
ثوابت هم دران کوشش که گویند / ثبات دولتش را مژده جویند
همی کرد اختر از عقد ثریا / نثار تخت سلطانی مهیا
زحل خود لاف مولائی همی زد / دم از اقبال لالائی همی زد
همای برجیس بر امید تشریف / بدانش خطبهٔ می کرد تصنیف
رهش مریخ نیز از خانه می دید / بفتحش او حمل را شانه می دید
همی گفت آسمان را آفتابش / که سکّه می شوم بهر خطابش
بشادی زهره در ساز خوش آواز / همی کرد از بریشم قول نو ساز
عطارد شغل انشا خواست می کرد / بدان امید طغرا راست می کرد
مهی کانگشتری پنش نیم کار است / بخنصر یار گشتن می نیارست
هوس می پخت اکلیل فلک هم / که افسر من شوم بر فرق این جم
ظلال چتر هم در چرخ رو داشت / که ظل نور یزدان آرزو داشت
همی دیدند تاج و تخت جمشید / جهان شاه نو در خواب امید
بدین آثار اقبال جهانگیر / همی آمد ز بخت راست تدبیر
بهر سوی ده و معمورهٔ معمور / زن و مرد ایمن و مستور مستور

نه بیم اندر دلے ز آسیب خنجر　　نه کس را غارتے ز انبوه لشکر
نه بیکاری کشیده از ده سوارے　　نه کس کاهے ربود از کشت زارے
خسے را گر ربود از خرمنے مرد　　شد از هیبت رخش چون کهربا زرد
همه کالا بقیمت می خریدند　　بریسمان ره به تهزی می بریدند
ز پالم تا به هانسی و مدینه　　چو آهوے حرم میش و نرینه
بصحراها ستور و گوسفندان　　ز غصب آزاد و غاصب بسته دندان
ستور یک لک آن غله جویان　　پر از غله همی رفتند پویان
ملک را کار دارانے که بودند　　بشش لک آنکه حاصل وا نمودند
ملک گفتا که گرشش صد لک است این　　نگیریم چون حرام و درشک است این
علی حیدر هم از بهر خدا را　　بسوے حق نمود این ماجرا را
بلا میزه زهے عدل و زهے داد　　که یارب شاه عادل جاودان باد
وزان جانب چو مرته خان خانان　　همان بر تافت از مطلق عنانان
جهانے قلب چون دریا و چون میغ　　فرو شد درمیان قطرهٔ تیغ
همان صوفی که خود را صف شکن خواند　　صف غازی ملک را دید و درماند
دگر خانان لشکر دار و سرکش　　که بد صف هاے شان چون کوه آتش
ملک غازی که زد یک قطرهٔ آب　　بمرد آن کوه آتش را لف و تاب
چنان برباد رفت آن جیش منقوش　　که از باد قیامت عهن منفوش
فتاد آوازه کز اندک سپاهی　　بزد غازی ملک بر قلب شاهی
بیک جنبش که آن پرخاش گر کرد　　سران ملک را زیر و زبر کرد
بگیتی گشت بلغا کی پدیدار　　که مردم در زمین در رفت چون مار
زهر سو رهزن آمد در شر و شور　　بهر راهے رونده شد کر و کور

به هر جا فتنه های خفته برخاست — بلا دیوانه بیم آشفته برخاست
ره افتادن گرفت از هر کران ها — بماند از راه رفتن کاروان ها
درون شهر هم هوی در افتاد — بهر یک خانه هوی دیگر افتاد
بدهلی لشکری کافزون ز حد بود — ز هر خانه سواری نام زده بود
چو بشکست این سپاه از مرد پر زور — چو دریا شهر دهلی گشت پرشور
چو زان چابک سواران سر انداز — نیامد بعضی اندر شهر خود باز
همان آوازهٔ لشکر شکستن — دل خلقی فگند اندر شکستن
اگرچه از تیغ و تیر زور مندان — مسلمان را نبود آزار چندان
ولی چون دور ماند ارجمندی — بود در خانه دلها را گزندی
خصوصاً بشکند چون لشکری پر — بهر کو صد در افتد در تحیر
عزیز خویش هر کس یاد می کرد — ز دوری دمبدم فریاد می کرد
یکی در فرقت فرزند نالان — یکی بهر برادر دست مالان
پدر بهر جگر گوشه بتاپاک — دل مادر ز سودای پسر چاک
بشهر آمد پریشان خان و سالار — ز خجلت بازوی پیکار بیکار
چو بادی کو وزد وز خس نه بیند — چو آبی کاید و واپس نه بیند
سران تیز رو بر پشت تیزی — چو تیر تیز رو در تیز خیزی
به تیزی هم چو پیکان می رسیدند — بشرم از پشت پیکان می کشیدند
رسیدند الغرض چون بر عرض* تیر — بسوی میر بد کیشان غرض گیر
حسن † چون دید چندان تیر بی زور — که باز آمد عرض را کرده بی هور
ازان سهم آمدش در دل خراشی — کشید آهی ز دل چون دور باشی

* ق ر: عرض = شمار - جائزه - † کذا مشکوک - هور = نصیب -

دلش بشکست و جانش نیز بشکست   توان در استخوانش نیز بشکست
قرار اندر دل بی تاب می جست   ز سوز* سینه دم دم آب می جست
چو پسته در لب خشکش زبان خشک   دهانش خشک لب خشک و زبان خشک
ازان حیرت که جانش داشت تابی   نمی آمد به بادامش هم آبی
زبان می خواست تر کردن بگفتار   نبود آب دهانش با زبان یار
پس از دیری که خود را یافت با خویش   سران ملهزم را خواند در پیش
بحیرت گفت چندین لشکری پر   که صورت کرد نتوان در تصور
پری بر زمین و ز آسمان کم   که شد زیرش زمین چون آسمان خم
ملوک کشور و پیل صف آرای   مهان رزم ساز از تیغ و از رای
کرا در دل فتد زین سان زنا گیر   که چندین میر میرند از یکی میر
خدنگ انداز چندین با زها زه   ز یک تیر اوفتد اندر دها ده
چو شد کاین تهر ما در خوردهٔ نیست   صف دهلی است آخر خردهٔ نیست
نجم از سپه، گر هست بد روز   زخود رنجم که بختم نیست فیروز
بدی گر خاتم ملکم سزاوار   شدی در جنگها فیروزیم یار
مرا چون نیست این فیروز در مشت   چه سود است از کرم چون خاتم انگشت†
چو خاتم را ز من آن مرد غازی   به نیرو می ستاند، بی نبازی
من از خاتم شوم زین سان که حالست   رسم در خنصر آن جم محال است
کرم روزی بدی فیروزئی بخت   شدی پایم ازین فیروز گون تخت
چو فیروزی بران سو رایت آراست   کبودی بالضرورت خیل ما راست
علم های‡ سیاه و لعل این شهر   ز خدنگ بد دلم شد نیلگون بهر

* ن : تف - † ک : چه سوداست از کرم خاتم در انگشت ؟ - ‡ ن : علم هاے -

چنیں مصرعے کہ کردن شایدش مهل ز فرعونی چو من زد جامهٔ نیل
چوں ایں رنگ آمد از چرخ کبودم ز رنگ خود چه رنگ آرد وجودم
همه ز نگار تیغ از چرخ شد دور ستد ز نگار چرخ از تیغ من نور
ز ایں خجلت مرا از تیغ خویش است که از قهر سپهر سست کیش است
زهے خجلت که در عهدم بما ورد سوار لشکرے زن شد یکے مرد
مگر رستم ز زُل ناگه بر آمد مگر بیژن ز قعر چه بر آمد
مگر کیخسرو آمد بیروں از غار مگر ضحاک جست از حلقهٔ مار
مگر پولاد وند معجز است ایں مگر روئیں تن و روئیں دژ است ایں
مگر شد حیدر کرار زنده که از وے شد وغا را کار زنده
مگر بو مسلم مرد از زمیں خاست ملک خاقاں ملک زاد از کمیں خواست
اگرچه او هست مارا دشمنی سخت هم انصافش دهم زاں زور وزاں بخت
بود گر جان من ایمن ز تاراج خودش بد همم هم اورنگ هم تاج
ز تخت و تاج بے پیوند گردیم بکنجے از جهاں خرسند گردیم
ولے رسمے است کاں کو افسر آراست ز بهر خنجرش باید سر آراست
چو سایه کرد بر سر چتر چوں میغ سر ایمن کے بود از سایهٔ تیغ
چو شیر از دم علم بر سر بر افراخت سر خود بایدش در پاے دم ساخت *
ز شاهاں خسپد ایمن هر کس و بس ولے شاهاں نه خسپند ایمن از کس
کنوں چوں نیست از دشمن رهائی ببایدکرد کار پادشاهی
همیں را باید ایں کار گراں کرد که مارا زیں بلاها بر کراں کرد
ازیں گفتار خسرو خاں بپاسخ چو شد غازی ملک را فال فرخ

* ن : باخت -

فلک گفت از پئے عالم نوازی | که شد غازی ملک سلطان غازی
ز چرخ انجم سریر آراے او باد | سریر چرخ زیر پاے او باد

سخن در راے بد رایان و یاران* بد خسرو
که آن گمراه را بردند † سوے گمرهی رهبر

بجاے راے دانا را بود نور | که نبود سایهٔ شمشیر ازو دور
چو راے از تیغ بازوے ندارد | گرانی در ترازوے ندارد
هزیمت گشتگان را راے و تدبیر | بود بعد از خلل برگردن تیر
گریزنده که نبود دل بجایش | چگونه دل بجاے آید ز رایش
بپاے لنگ مرکب کردن چوب | پس آوردن سوے زور آوران کوب
نیابد هیچ صیاد هنر دام | نهنگ پخته را از رشتهٔ خام
غرض القصه خسرو خان بد روز | زبون شد چون ز کشور گیر فیروز
بسے نالش ز بخت خویشتن کرد | دمے با همدمان ترک سخن کرد
پس آنگه پیش خواند اهل خرد را | ز خاطر ریخت بیرون نیک و بد را
طریق مصلحت را ساز پرسید | صواب از راے هر یک باز پرسید
سران ملک همت خوردهٔ رزم | شدندش رهنمون در صلح و در حزم
یکے گفتا که حد بستن صواب است | که پل محکم به از تیزی در آب است
همی گفت آن دگر کس نیز کارے | بباید کرد با اندیشه بارے ‡
فرستیم آن طرف دانندهٔ چند | نمودار غرض را نکته پیوند
که در آرائش هنجار کوشند | دو سوے اندر صلاح کار کوشند

* ن : ایان - † ق : بودند - ‡ ن : کارے -

گر آن سرکش در آرد سر درین کار — که از راه رضا با ما شود یار
ز هانسی هرچه زان سو عرصه داریم — همه در عهدهٔ کارش سپاریم
شویم آسوده دل زین کارسازی — هم از شمشیر کافر هم ز غازی
شویم ایمن بدین تدبیر و تمییز — ازان کافرکش و زان کافران نیز
دگر گفت از سر رعنائی خویش — که چندی اقرار بر رسوائی خویش
چو ما را عجز حال ما زبون کرد — سلیم * مرده را نتوان فسون کرد
چو کار افتاد و کار افتاده گشتیم — بسیل تند بار افتاده گشتیم
چه جوئیم از کسی در کار یاری — که برنا می زند شمشیر کاری
کسی کو زد باندک لشکر خویش — جهانی را بزور یکسر خویش
جهانی لشکرش چون گشت همدست — بهنجار و فسون زو چون توان رست
نشاند اقبال و بخت با فرافش — خیال پادشاهی در دماغش
نیاید تا سرش در سایهٔ چتر — کجا سر تا بد از سرمایهٔ چتر
بتندی می رسد انگه شتابان — چو سیل تند کوه اندر بیابان
بافسونی که خواند مرد دمساز — چنین تند اژدهای کی رود باز
بود حیلت زبونان را زبون گیر — ز برگ گل نسازند اسپر تیر
بکشت سبز چون بد خو شود پیل — بهمهش کشتبان را چیست تاویل
چو باد تند رو در جنبد از دور — چراغ از زیر مقنع کی دهد نور
چو باران از هوا ناوک روان کرد — بدرع کاغذین چون رو توان کرد
حریفی گر بود با چیرگی جفت — بزور چیرگی باید سخن گفت
بشطرنج ار یکی بازی فره کرد — فرو تر گردد ار ترسان شود مرد

* مارگزیده-

چو کار افتد که باید نقد جان باخت / مقامر وار با بد خان و مان باخت
همان پر دل که زین سر می رسد تیز / نخست از هستئی خود شد سبک خیز
نه بر جان لرزه کرد و نے بر اسباب / دژ اندر گل فگند و دیده * بر آب
نه تنها کرد چون شیران همان چست / ز تن شمشیر و تیرش لاجرم رست
چو او برداشت تیغ لا اُبالے / خدا از غیب فتحش داد حالے
کنون مارا هم از دروازهٔ غیب / بباید خواست نقد فتح در جیب
پس ادهم را صبا کردن بدان سوے / شدن صد رویه همچون گل بیک روے
چو تو بر مسند شاهان نشستی / کمر هم بر میان شاهانه بستی
علم بیرون کش و زانوان برون آے / ز دست خوابگه در دشت خون آے
گره بکشا گرت در سینه عقدیست / فرو ریزانچه در گنجینه نقدیست
چنان زن بر سپه موجے ز پرتاب / که مستغرق شود بل غرق سیراب
زرے را کآفتاب عالم افروز / بچشم مهر پرورد از سر سوز
شهان را گرچه گنج افروز باشد / و لیکن از پئے این روز باشد
نگاه کار چون ناید بکارے / چرا سنگیے نگه دارند بارے
بده گنجے که بے † انفخته تست / دگر کان جست و اکنون پختهٔ تست
چو شد بازوے لشکر آهن از زر / برآورد آهن از بازوے لشکر
گرت فتح الهی یار باشد / فتوحت زین نمط بسیار باشد
وگر بر عکس گشت آئینهٔ کار / بدیگر آئینه رفت این نمودار
تو بر وے داده باشی هر چه زان کام / چو آئینه بماند روشنت نام
یکے بود این و دیگر آن که بارے / بماند ‡ خصم را آئینه دارے

* ق ر: بدیده - دیزه = حصار - † انفخت = سرمایه - ‡ ق ر: نه ماند -

که هست آئین زرکار پیش و از پس روان چون آئینه بر دست هرکس
کسی کائینه در سینه دارد سوی زر پشت چون آئینه دارد
همه آئینه کش گیرند در مشت بسوی زر ازین رو می کند پشت
زر ار آئینها را به نمودی نه سوی پشت سوی روی بودی
هم اندر آئینه ز انصاف بنگر صفا سوی دگر زر سوی دیگر
هر آن آبی که خواهی دست ازو شست بزودی دست شو تا برکف تست *
چو آب است آن که سهمت بر کف آید که بنماید ولی بر کف نپاید
حسن را کامد این گفتار در گوش شدش خون در دل افکار در جوش
رخ از داروی تلخ ار چه ترش کرد ولی چون دید سود خود فرو خورد
بناموسی که دادندش کسان دل شدش در مصلحت یاری رسان دل
علم فرمود بر انجم کشیدن مراتب ز اختر پنجم کشیدن
درون سوش ار چه پالان بر شکر بود نمودار دل از بیرونش پر بود
بسان حقه سیماب در طرز برون سخت و درون سو لرز بر لرز
چو کیش تیر بود از بخت سنگین درون صد سهم و بیرون چرم رنگین
چو ماهی بود نفس از بهر کارش برون جوشن درون سو خار خارش
خود او در دهلی و جان در دوا دو تنش در شهر و جان در دهار و ماندو
گریزش بین چه سان باشد ز دشمن که صد فرسنگ جان بگریزد از تن
چنین ترسی کسی را کی بود کی که او از جان رمد جان وی از وی
برون آمد بعزم تا جداران جهانی پر شد از چابک سواران
صف آرایان بگردش صف شکن هم فراوان پیل جنگی پیل تن هم

* ن : دست -

ز پیلان در خرامش چند در چند	صد البرز گران بل پانصد الوند
همه چون دیو لیکن دیو با جنگ*	همه چون کوه لیکن کوه بے سنگ
برادر خانخانان مرتد شوم	همان زاغ جهان چون بچه بوم
بگردش هندوان پر ز تلبیس	چو عفریتان هائل گرد ابلیس
مسلمانان که خدمتگار هندو	بسان سایه گشته یار هندو
چنان آمیخته با آن سپاهان	که خیرات مسلمان با گناهان
ز هندو و مسلمان لشکرے پر	که زان شد کبر و مومن در تحیر
خرامش گر شد از دارالخلافت	نماند هیچ جنبیدن مسافت
برون آمد پیش حوض خاص دهلیز	سرا پرده بر آمد هر طرف تیز
ز تشویش ملک غازی که ناگاه	رسد با سهل و اندک فوجے از راه
سپاهی کو نگنجد بست فرسنگ	بانبوهے فرود آمد چنان تنگ
که اندر خیمهاے غلچه کردار	صبا را جاے جنبش بود دشوار
صفے † کز اژدهاے شد گزیده	بلورے مار پیچے بد خزیده
لوی ‡ کردند ناهموار در پیش	که باد از وے سو آید در تگ خویش
پس پشتش النگ $ گل کشیده	سپه را در درونش دل کشیده
درون سوے النگش حوض روشن	ز هر بادے همی پوشید جوشن
سپه گوئے گرفت از حوض تعلیم	که پیش از جنگ جوشن داشت از بیم
اگرچه حوض دورے مختصر داشت	همه لشکر دران حوض آب و خور داشت
بگوش می رسید آوازه هر روز	که اینک می رسد آن مرد کین توز

*ک: پاجنگ = کفش - † (کذا) ‡مشکوک - لور = گڑھا یا بل]-
$ النگ (بفتحتین) = دیوار مور چال] -

گذشت از سرستی و آمد بهانسی ‌‌‌ از و یک ذات و از دیگر شهان سی
بدهای هر چه او نزدیک می شد ‌‌‌ جهان بر هندوان تاریک می شد
چو خورشیدے که بارد بر جهان نور ‌‌‌ بود بر شب پرک تاریک و دیجور

خزینه دادن و تاراج بیت‌المال از خسرو
بران گنجے که جمع از باختر کردند و از خاور

بقدرت به زر و گوهر فشاندن ‌‌‌ که نبود سینه لرزان در فشاندن
ز بهم دشمنان بخشیدن مال ‌‌‌ کند نام بزرگی را فرو مال
نه آن کس کو فشاند نام گیرد ‌‌‌ نه آن کس کو برد منت پذیرد
چو گل کاز شاخ زر در غنچه بندد ‌‌‌ چو زر بر بست هم بر وے بخندد
چو زاغے کو خورد مهره بمنقار ‌‌‌ ز بن هر شاخ بیرون افگند پار
چنین نا داده به گنج گران قدر ‌‌‌ که هم بدره شود نقصان وهم بدر
غرض القصه نا منصور و ناصر ‌‌‌ چو بیرون شد ز قصر از بخت قاصر
جهان را بین چه سودا بر سر آمد ‌‌‌ که در شهر خدا غوغا بر آمد
دل افگنده* که خونها کوش می کرد ‌‌‌ بسنگ انداز باده می خورد
دلش بین کوچه بے دینی روا داشت ‌‌‌ که سنگ انداز در شهر خدا داشت
ز بیم آن که زر تاراج گردد ‌‌‌ سر با تاج هم بے تاج گردد
اشارت کرد گنجے زر کشادن ‌‌‌ مراد عالمے را در کشادن
برون زد کوه هاے نقره و زر ‌‌‌ ز زر و نقرهٔ، گوئی فزون تر
ز اندازه فزون می برد هر کس ‌‌‌ چو بادے کو برد خاشاک یا خس

* کذا - نامفهوم - دوسرے مصرعے میں تیسرا لفظ اُڑ گیا ھے مولوی رشید احمد مرحوم نے " گوئی " قیاس کیا ھے -

ازاں زر ھاے چوں انگشت سوزاں　　چراغ کام ہر کس شد فروزاں
ز زر والا شدہ ہندوے ہر کس　　چو دودے کو بر آرد سر ز آتش
ز مال بے کراں گبران زر سنج　　چو ماران سوہ غلطیدہ بر گنج
شدہ از سکۂ زر بدرہ حاصل　　بیک بدرہ ہزاراں بدر کامل
ز چرم خام دیدار رو و بلخ　　بروں می ریخت صد کاں مہ زیک سلخ
بقدر واجب خود ہر سوارے　　بواصل داشت دہ بوسے شمارے
بہ بعضے فوج می دادند گنجے　　بہ بعضے کان زر بے ھیچ رنجے
کسے دہ قرص زر پختہ ناں برد　　کسے از نقرۂ کان، صحن و خواں برد
کسے * را چند زر کلہا بکف کرد　　کسے از تنکۂ بدرہ علف کرد
کسے از مہر کہنہ وجہ نو یافت　　کسے نو سکہ سہم زود رو یافت
باندہلیے کہ ناید در عبارت　　ہمی شد مال بیت المال غارت
پٹھانان و ملوک و کار داراں　　ز دریا موج بد بے سہل باراں
متاعے کز خزانہ برد ہر یک　　کرور تنکۂ زر بود لے لک
رسید آں گنج ھاے پر بہا راج　　کہ گر تودہ زنند از بہر معراج
نہ شاہین ترازو سنجدش باز　　نہ بر بالا کند شاہینش پرواز
بخواری روے شد نقرہ بہر روے　　رواں شد جوے زر در پوش زر جوے
ز بزمی † بسکہ ہندو سور خور شد　　ہمہ تھال برنجش تھال زر شد
مسلماں زر اگرچہ بے کراں برد　　کہینہ ہندوے دو چند آں برد
اگرچہ بردن زر بے کراں بود　　و لیکن بیم آہن ہم گراں بود

* مشکوک- بدرہ = بہرہ] ؟　　† فرہنگ جہانگیری میں یہ لفظ سیری درج ہے اور یہی صحیح ہے -

همیشه دم بدم آوازه در شهر
که اینک دهره* زن شد صفدر دهر

گذشت از هاتفی آمد در مدینه
فمکن عونه دین المدینه

ازاں آیند دیں مقدار نو یافت
مدینه حیدر کرار نو یافت

چو در رهتک سه پایه کرد رایت
ولی عهد نبی شد در ولایت

چو در مندوتی آمد دبیش منصور
بدهلی شد دمیده نفخهٔ صور

چو زنده تاں فراهش کرد برخواں
و فر المرء من امّة و اخوان

چو کرد آں سیه پر شد بپالم
بچشم هندواں شد تیره عالم

چو نور افکند بر کوه کسنبور
شد آں سنگ از صفا رخشنده چوں طور

علم کز حوض سلطان عکس بنمود
مناره حله بست از ظل ممدود

چو میلے چند ازاں نزدیک تر شد
سپاه هندواں زیر و زبر شد

ازاں جا سوے آب حوض ره جست
ز تیغ آلایش یک رزم زاں شست

پر از دهلیز و خرگه شد سراسر
همه صحرائے لهراوت ز لشکر

پس پشت آب جون و پیش دهلی
کجا یاره ستادن جیش دهلی

ز رود جون همی آمد ندائے
ظفر با خوش دلی می کوفت پائے

ملک فخرالدول بر روئے لشکر
چو شهراں برتنش هر موے لشکر

جوانے هم چو بخت خویش بیدار
ربوده خواب بیداراں بیک بار

بگاه تیغ هر زخمش بلاے
هر انگشتے بدستش اژدهائے

بهوں* هر پیکش چوں اهل کشتی
که گردد فرقه در گبر کنشتے

بهر سوئے بکنتی عزم می کرد
همه تدبیر کار رزم می کرد

ازاں سهمے که زد در سینه خنجر
نمی خفتند بیداران لشکر

* ک : دیره - † ن : بلا نقطه مشکوک ک: پهن (= چوڑا) ؟

وگر کس دیده بهر خواب می بست / ز هیبت هر زمان از خواب می جست
ز صفرا مانده خلقی بسته دندان / بلب گم کرده دندانهای خندان
فراهم گشته هر جا خاصه و عام / درین قصه که چون گردد سر انجام
بهر جمعی جز این گفتار کم بود / بهر دل جز غم پیکار کم بود
همه شب‌ها کسان در بیم و تشویش / چو پیر روستائی را سر و ریش
خصوص آن شب که روزش خواست شد جنگ / جهان شد بر سواران حلقهٔ تنگ
کسے داند که این تنگی چه‌سان است / که در دل تنگیش از بیم جان است
مبادا تنگی دل هیچ کس را / که تنگ آرد درون دل نفس را

حدیث دمیدن فتح ملک غازی و وا گفتن
ز ترتیب سپاه و جنبش و بر کوب و کر و فر

کسے کش بشگفاند بخت روشن / گل فیروزی از فیروزه گلشن
بهر کارے که اقبالش کند ساز / شود درهای فتح از هر طرف باز
شغالے در صف او شیر گردد / سپر در دست او شمشیر گردد
چنان باید بسد عصمت آرام / که جوشن گرددش دیبا بر اندام
دعائے بد کند گر سوئے او راه / شود تبت یدا نصر من الله
بهر چاره که گردد حیله اندوز / صواب آموزدش چرخ بد آموز
کشاید گر بر آهو ناوک تیر / ز آهو بگذرد دوزد دل شیر
بعالم گیری اندر بیم و امید / شود هر گوهر تیغش چو خورشید
بر او دشمن چو تیر انداز گردد / ازو هم سوے دشمن باز گردد
سواری را کند گر بر فرس جهد / جهان پیل بندد بهر او مهد
اگر لشکر کم است وگر فزون است / چو فتح آمد ز اندازه برون است

کسی کایزد بلندش خواست کارے — سپاه و لشکر آنجا کیست بارے
بدان سان کایت فیروزی و نصر — کنون دیدیم ز ایزد بر شه عصر
چنان بود این حدیث تیغ بازی — که چون اندهت در آمد شاه غازی
شب جمعه حسن شد در پئے کار — که فردا رایت افرازد به پیکار
دران غوغا که هر کس بود مفتون — نهانی رفت عین الملک بیرون
چو بنیادے ندید از ملک عیبش — عزیمت شد بشهر خود اُجینش
همه شب بود خسرو لشکر آرائے — سران و سرکشانش نیز بر پاے
چو صبح جمعه تیغ تیز برداشت — زمانه غلغل خونریز برداشت
همه تن‌سهر گردون تیغ کین داشت — زحل آهن و مریخ آتشین داشت
بعزم رزم شد ترتیب لشکر — ازان هر روز ترتیب آهنین تر
چو خورشید درخشان در تلالا — بر آمد چون سنان یک نیزه بالا
روان شد تند خسرو خان به روز — بکین سوے ملک غازی کین توز
سپاه آراسته از شرق تا غرب — تو گوئی خواست کردن با فلک حرب
صفے چون هفت جوش آهن فگویم — که جز سبع شدادش من نگویم
ز دست راست گشته کینه گستر — دو صوفی نوش خون را شسته ساغر
یکے خان یوسف صوفی به تعجیل — که مصرے گیرم از شمشیرچون نیل
دگر با او کمال الدین صوفی — کمر بسته بکین چون میم کوفی *
هما نجا ترتمار اندر تگ و تاز — که بود از شایستی † سر افراز

* کوفی خط کوفی- ن : لوفی- † ترہ تمار نامی ایک امیر کے بیٹے کو "شائستہ خاں" خطاب دیا گیا تھا - یہاں اسی سے مراد ھے اور غالباً مصرعہ یوں ھے :
"کہ بود از خان شائستہ سرفراز" -

همانجا با وکهل باب کافور | بمرف مهر داری گشته مشهور

همانجا راست کرده فوج پیکار | شهاب آن باربک را نایب کار

همانجا خاص حاجب بود قیصر | همانجا پهلوے کافور عنبر

همان جانب بکیں میر اوده بود | بهاء الدین دبیرش هم مدد بود

بدست چپ هم انبه لشکرے سخت | هوا داران خسرو خان کم بخت

یکے مرتد * که خوک خواری | ز دیگر خوک خواراں جست یاری

دگر رن دهول یعنی رائے رایاں | دگر کبج برمه وناک † ازنبیره رایان

دگر سنبل که حاتم خانش خواندند | امیر حاجب سلطانش خواندند

دگر آں مال دیو آفت انگیز | که رفت و باز گشت از بهر خوں ریز

دگر اصحاب دیواں جمله باهم | شده دیوان عارض هم بداں ضم

دگر بد قبلغائے یغده زاں سوے | همانجا نیز‡ رمضاں گشته کیں جوے

امیران دگر را کس چه داند | که ایں جا یک به یک را بازخواند

همه نو میر گشته پاره گوشاں | بخوں رایزی چوخون خویش جوشاں

غلاماں را چو نام خود دراں پاس | سناں سر تیز گشته خنجر الماس

خراماں پیش صف پیلان جنگی | چه مست معبری چه پیل بنگی $

براو گرد پیلاں شد صف آرائے | سوارے ۵ * هزار از رانه ورائے

سپاه دوزخی چوں کوه آتش | سیاهائے بساں دود سرکش

ز زنگ روئے شاں ظلمت بهر سوے | شده دشت از سیه رویاں سیه روے

* مراد حسن کے بھائی خانخاناں سے ہے، جسے برنی بھی لکھتا ہے کہ مرتد ہوگیا تھا - † (کذا) ممکن ہے کہ صحیح لفظ کبج برمہ ناگ ہو - ‡ ب: پیر (؟) -
$ بنگالی -

دران تاریک چهران عقل شهدا — نشان کفر شان در چهره پیدا
اهر دیو و ابر دیو و امر دیو — اباد الله کُلّاً دیو بر دیو
دگر * نوسوه سائهن سه برسیه — ز بر خوردن نشسته سیه بر سیه
دگر هرمارو بیری مار و پو مار — سخن شان مار مار و سر بسو مار
بزای صندلی کالوده در بر — ز خجلت خشک گشته صندل تر
خورد در گرد صندل مار اگر تاب — بد آن جا گرد ماران صندل تاب
روان باخشت و ژ وپیں هندو گستاخ — چو آهوے سیه بالا زده شاخ
همه از بهر مردن بهر مان † بند — به تیغ بهر مانی گشته خرسند
بلے رسمے است هندو را در آهنگ — که بر سر بهرمان بندند در جنگ
سگے مرتد بران گبران سپه دار — بسان صبح کاذب در شب تار
فلک گو جز بمومن مهر نگماشت — طلوع صبح صادق چشم می داشت
بسے راوت بگرد رانه و رائے — بسے پایک گران زخم و سبک پاے
برنج خورده در خورده در اندام — ز رایت برده در روئیں تنی نام
یکے روئیں تن اندر پیش شان تهال — دگر روئیں تن اندر پیش شان نال
ازان پرچم که هندو گاو دم بست — بریش گاو دم صد اشتلم بست
بسے دندان خوک آویخته هم — که از شیران نه ایم اندر وغا کم
بسا کس بهر برد هندوئے ‡ هز — هم از سر خاسته هم از همه چیز
بهت § پیکار با آن نابکاران — چو افسون گو بگرده سایه داران
بسے گنده نمک هم گشته در خیز — خروشان چون نمک در آتش تیز

* (کذا) - † ایک ریشمی کپڑا - ‡ ک : هیز - بمعنی نصف مرد برد کی رعایت سے - § بهات (جنگی) -

سپه نیمے مسلماں نیمۀ گبر
بهم گشته سیه ابر و سپید ابر

بعکس کار گیتی دادہ منشور
بیک جا جمع کردہ ظلمت و نور

بدیں ترتیب لشکر راند خسرو
کشیدہ بر فلک بانگ روا رو

هماں رو رو که آں بد حال می زد
ز بهر رفتن خود فال می زد

سپاهے کس چه داند وصف آں کرد
که بادش وهم را در دل گراں کرد

ز آهن آسماں در تاب گشته
ز لرزانی زمیں سیماب گشته

بلرزہ چرخ سیمابی هم از تاب
بساں عکس سیماب از ته آب

عناں دادہ بجولاں شیر مرداں
طلب کار نبرد از هم نبرداں

زرہ پوشاں نمودہ زیر پولاد
چو جوے آب روز جنبش باد

نمود اندر زرہ هندو و لالا
چو عکس آب سرته پاے بالا

بجوشن مرد که کینه جوئی
خیالے بود در آئینه گوئی

بجوشن گوئی هر تیرہ جاکے
دروں رفته است در ماهی نهنگے

بسا پخته که زیر خامش اندام
چو پخته کو کند جا در دل خام

چو در پیش ملک غازی رسیدند
بغوغا خنجر کیں بر کشیدند

نمود آں روز پر دل در پئے جنگ
چه چارہ چوں رسیدش کشته و تنگ

چو دید آں جمع خیل خاص را خواند
دریں کارے که پیش آمد سخن راند

که کارے سخت پیش افتاد ما را
زمان یاری است ار هست یارا

بمهر خویش چوں خویشاں دل سوز
شما را پروریدم بهر ایں روز

کنوں وقتیست کاندر حق یاری
کنید آں پرورش را حق گزاری

همه مردانه گاه خفتن و خورد
ولیک ایں جا شود پیدا حد مرد

بسا مرداں که جلدند از زر و زور
نمک گندہ کنند اندر شر و شور

سران زور مند و کار دیده   که بودند این عمل بسیار دیده
ملک را جا بجا همدست بوده   کششها کرده کوششها نموده
بخدمت پیش ازاں سوگند خورده   بجهد و جان سپاری عهد کرده
همه * دل را بجان بازی سپردند   خیال جان و مال از دل ستردند
ببوسیدند خاک از راه تعظیم   نهادند از سلامت سر به تسلیم
که مارا چون کرم هائے تو پرورد   بباید مرد را شکر کرم کرد
چو جائے شد مهم هولناکت   نه جان ما به است از جان پاکت
دران جائے که از رخشت چکد خوے   برغبت خون خود ریزیم صد پے
سر ما چون کلاه از دولتت یافت   سر از حکم کلاهت چون توان تافت
سرے کز تیغ هر روزش سلام است   ز تو بر گردن ما مانده وام است
تو در هر جا که گوئی تا توانیم   بگردن کرده آنجا پیش رسانیم
همین دم بین که در یک حملهٔ کار   باوک می زنیم آن قلب بسیار
چو لشکر کاران را پاسخ این داد   سپهرش مژدهٔ تاج و نگین داد
سبک غازی ملک شد در پئے جنگ   سپاه کوه وش را کرد بے سنگ
چو او از فتح و فیروزی طلب کرد   جوادش بهر جان بخشی طرب کرد
همی جست او مدد ز ایزد تبارک   همی گفت آسمان الله بارک
بآئین نخستین لشکر آراست   بهرجا لشکر آرائے بر آراست
سر صف مهمله حاضر باخلاص   بهاء الدوله خواهر زادهٔ خاص
بفوج دومیں شیر سبک عزم   ملک بهرام ابیه رستم رزم
بدیگر فوج ازاں پس پهلوئے کار   علی حیدر بهر دو نام کرار

* ن : ز -

بسوے میسره هر کوه کوه بلند ‏ ملک فخرالدول شایسته فرزند
بدیگر فوج هم چون سعد وقاص ‏ اسد والا برادر زادهٔ خاص
بدیگر فوج بود آماج دارے ‏ جوش * غوری شهاب اسفندیارے
سر صف میر هادی صفدر شرق ‏ به تیر و تیغ هم باران و هم برق
بقلب اندر گزین خاص تقدیر ‏ ملک غازی سپه دار جهان گیر
ز عون حق یزک در پیش کرده ‏ توکل هم عنان خویش کرده
نه هم چو دیگران ز آهن† چغل پوش ‏ سلیح از عصمت پر دانش بردوش
دور محمل در چپ و در راست درنای ‏ رسیده سر بگردون پای برجای
تو پنداری که خورشید فلک راست ‏ سماک رامح و اعزل چپ و راست
سنان نیزه هاش اندر تلالا ‏ گذشته ز آسمانها نیزه بالا
علم ماهی و او با فر شاهی ‏ چو سعد اکبر اندر برج ماهی
بهر سو شاه بازان پرانه ‏ پر طاؤس را بسته نشانه
که آن غازی ملک هر جا که زد کوس ‏ همایون داشت بر خود پر طاؤس
که زان یمن از سپاه کافر شوم ‏ پرانیدے بسے سر با پر بوم
زطاؤسے که زین سان داد اثرها ‏ بهر بوم مغل رفته خبرها
حدیث آن پر طاؤس میمون ‏ چنان در بوم ها گشته همایون
که این آوازه زان گبران در هم ‏ کله با پر بوم افگنده سر هم
غرض آن روز چون طاؤس افلاک ‏ ز بال نور کرده آرایش خاک
ملک فرمود تا هر صاحب کوس ‏ ببندد بر علم ها پر طاؤس
که تا فرقے بداند خصم بد سیر ‏ ز رایات ملک با رایت غیر

* کذا - † جوشن -

چو شهبازی که از قوت نه از کید همه طاؤس هندوستان کند صید
سپاه از هر دو جانب گشته در جوش جهان کرده سلامت را فراموش
بجهد آن طائر فرخندهٔ رزم به پرواز شکار انگیخته عزم
اجل دندان بخوردن تیز کرده امان بهر گریزش خیز کرده
ز خون خود هزبران دست شسته سنان و تیغ شان ز اندام رسته
مبارز جوی و جولان گر بهر سوی سر بی خود را بالا زده موی
غران را بس امید از خود بریده ز سهم تیر پرّان جان پریده
ز پروا برد ز انسان سرد گشته که لب شان خشک و روشان زرد گشته
ز جنبش های لشکر غرب تا شرق زمین می خواست در دریا شود غرق
دران جنبش که عالم پر بلا بود نشانیء ملک غازی "قلا" بود
ز آواز "قلا" هنگام خونریز جهان در چشم خسرو گشته شبدیز
چنان شد گرد بر خورشید منظور که نورش خاک گشت و خاک شد نور
ز بهر مومنان کافتند در خاک رسیده مژده های رحمت پاک
ملایک فاتحه آغاز کرده در فردوس رضوان باز کرده
ستاده حور و غلمان بهر آشام رحیق سلسبیل افکنده در جام
ز بهر روح چندالان و میوان که هم در سوختن گردند دیوان
ز ننگ سوزش ایشان بناموس سقر بر آتش خود خورده افسوس
ملک غازی درین دم پر دل و شاد به تنها سوی پیلان رفت چون باد
درون شد بی هراسی بی تعجل کجا هیبت خورد پیل افکن از پیل
بمیزانی که باشد صفدران را همی سنجید هر کوه گران را
که چون در حمله جنبد هر یک از جا چسان باید فرود افکندن از پا

ز دل سنجید نے از زور بازو — که تیر از کوه چون گردد ترازو
چو میزان بست شاهین خیالش — بصید پیل نهر و کرده بالش
بقلب خویش باز آمد جهان گیر — عنان فتح کرده آسمان گیر

مظفر گشتن غازی ملک بر لشکر خسرو
واندک فوج و لشکر پیل وصف دردم زدن لشکر

چو آمد هر دو لشکر روی در روی — بعزم دست بردن موی در موی
ز سوی خسرو مدبر یکی فوج — برون زد هم چو از دریای پر موج
چنان در حمله باتندی پی افشرد — که یک فوج ملک غازی ز جا برد
ز صف بگذشت و در بنگه در افتاد — ز غوغا خلق در یک دیگر افتاد
بسی فوج گران هم روی بر تافت — عنان را هر کسی سوی دگر تافت
نرفت از جا ملک غازی بیک جوق — که گیرد از نبرده خویشتن ذوق
سواری سی صدش دنباله و بس — نماند دیگرش از پیش و از پس
چو دید این حال باتندی بر آشفت — ز خشم آلودگی با حاضران گفت
که من تنها نه ام تا سر بجا هست — نخواهم یاری یارم خدا هست
هنوز این راز بودش با خداوند — کش از هر سو در آمد صفدری چند
یکی بهرام ابه رزم سازی — که از هر گرزی اندازه گرازی
دگر دین را اسد کین را چو آذر — برادر زاده در معنی برادر
دگر شایسته خواهر زادهٔ خاص — بهاءالدین دلی پر صدق و اخلاص
دگر والا ملک شادی که او هم — بفرزندی است عقدی بسته محکم
چو گشتند این همه یک جا فراهم — بحیله پانصدی شد بلکه زین کم

ملک غازی چو دید از پیش و از پس　　همین مقدار فوجی اندک و بس
نیامد یشید ازاں انبوهئی پر　　که گرد چترش آمده در تصور
سهک تکبیر گفت و تند بر کوفت　　به تندی سوی چتر و چترور کوفت
براں ساں حملهٔ آورد جوشاں　　که گشت از حمل آں صحرا خروشاں
فتاد از حملهٔ آں خوب کوشاں　　پریشانی دراں جمع پریشاں
نجوم فتح کانجا شد سهیها　　بنات النعش کردند از ثریها
ز توران گوان سخت بازو　　نه دل بل سنگ خارا شد ترازو
کماں یک مشت بود و تیر نه مشت　　سواراں را بداں ده مشت می کشت
گرفته زاغ بر شاخ کماں جای　　صلای داد کرکس را که پیش آی
به زاغاں طعمه چرم و استخواں بود　　ولی زاغ کماں را طعمه جاں بود
طمانه سینه را دروازه می کرد　　بقفل دل کلیدی تازه می کرد
دراں دلها که بادش سخت کین بود　　کلید نی بقفل آهنین بود
ز سوری کاں نه کم بود از کتاره　　جگر می شد چو سوزن پاره پاره
ازاں گلمر * که دل برد و رواں هم　　ز هر تن لاله رست و ارغواں هم
یک انداز از هزار اندازئی خویش　　هزار افگنده در هر بازئی خویش
ملک هر سو که مرکب را عناں داد　　هم اندر دیدنش بد خواه جاں داد
یکی افتاد پیشش نا گهانی　　خرید از بیلکش زخمی بجانی
ز بس کو پر دلی بر چتر زد سخت　　نگوں گردش بفرق آں نگوں بخت
فتاد آں چتر و آں ترکیب بشکست　　مراتب را همه ترتیب بشکست
حسن سوی گریزاں رفت سر گم　　دگر سر گم سوانش نیز در دم

* پیکاں -

گراں سو گشته گم در گم نرفتے سرش گم گشتے از سر گم نرفتے
هم آخر دور چرخش اشتلم کرد چو پاگم کرده بُه سر نیز گم کرد
ملوک از بس که خوں آلوده رفتند ز گرد کم غبار آلوده رفتند
حسن بس کاں غبار غم فرو خورد شدش رخساره چوں گل چوں گل زرد
سرا سیمه سپاهے پوش فوجے گریزاں گشته دریاے ز موجے
نه پیلے را بجنبش زور پا بود نه پیل افگن یلے را دل بجا بود
علم از تیر بر بالاے پیلاں شده پر خار چوں شاخ مغیلاں
هزبراں پشت سوے تیغ کرده بسوے پشت روے تیغ خورده
گریزاں هر یکے افتان و خیزاں تنش از جاں و جاں از تن گریزاں
اجل با جمله بارے کرد زاں جنگ چو دیوانه که بازد شیشه برسنگ
یکے را بود زخم نیزه بر پشت یکے را حربه در دل رفته با مشت
یکے را جان شیریں گشته ره گیر یکے در تلخیِ جان کندن از تیر
یکے را چاک پهلو خنده در کام یکے را زخم خوں گریاں در اندام
یکے را در دهاں انگشت زاری یکے انگشتوارش زخم کاری
یکے را تیغ بر زانو رسیده یکے را آهنده زانو بریده
یکے را خوں ز شه رگها کشاده یکے بے خود میان خوں فتاده
یکے افتاده بود و زخم خورده یکے می شد یکے را زخم کرده
یکے را آمده شمشیر بر روے یکے را نیزه در رفته به پهلوے
یکے غلطیده جاں می کند در خوں یکے را جاں ز تن می رفت بیروں
یکے از تشنگی مرگ بے هوش یکے سیراب خونهاے جگر جوش

یکی از عجز تن داده به تسلیم   یکی در لور و لر * در می شد از بیم
یکی در خار پنهان سر درون برد   یکی هم درمیان خار بن مرد
نهنگ آهنگ اژدرها سواران   دوان بی دست و پا مانند ماران
چنان در دست و پا افتاد مردم   که شد هر مردی را دست و پا گم
اگرچه پشت شان رو بود هر سوی   همه سو پشت گشتند از همه روی
بسا پوینده را کاندر دوا دو   ز زخم تیر خورد ان گشت جو جو
اگر می جست مرغی در میانه   همی شد ریگ ریگش سنگدانه
سوار قدر صف فیروز مندان   ز فیروزی چو بخت خویش خندان
گریزنده قفا کرده سوی جنگ   دلاور در قفایش کرده آهنگ
چنان از تیغ داد زخم می داد   که اندر نقره گم می گشت پولاد
پلارک تخم می شد در جگرها   مبارز در زمین می کشت سرها
پلان را زخم خنجر مست مانع   شراب مرگ شان داروی نافع
سر کبران ز شمشیر غزا گوش   تو گوئی عاریت بودست بردوش
تراقی کز عمود و ترک می خاست   ز دلها خون ز سرها مغز می کاست
زننده هیچ سوی گرز نگزارد   که در پشت استخوان‌ها رانه گرد آرد
ازان در خون سرشته آرد خام   خورشها پخته شد بهر دد و دام
شگالان سیخ کرده سبلت خویش   که روزی گشت تتماجی ز حد بیش
شنیدستم که در صحرای نا ورد   دل و چشم است خورد کرگس از مرد
دران دشت از دل و از چشم هر کس   چنان پر چشم و پر دل گشت کرگس
که نی دل می شدش در چشم دیدی   نه چشمش رفت سوی دل کشیدن

* بمعنی اژدها - † مشکوک -

دران هنگام کافت را صلا بود / بیک جا گبر و مومن در بلا بود
مسلمان بر مسلمان تیغ کم زد / مگر هندوے کهوکهر کین قدم زد
معاذالله که گر شمشیر خون ریز / بخونریز مسلمانان شدے تیز
شدے روشن که چون گشتے ز بنیاد / مسلمانی خراب و جلت آباد
ولے می شد ز هندی براو / کماء من بنا بیع دماء
ازان سو هائے هندو گوئی افلاک / سراسر جو ز هندی کاشت در خاک
فتاده هر سو آن نا خوب فلان / بروے خاک هم چون فال زالان
ز هر تن تیر روزن ها کشاده / عجب بهن تیر در روزن نهاده
خدنگ ترکی و تیر خطائی / چو تد دلبران در دلربائی
بهر سو سیل خون رانده ز هر تن / کمان رستم و باران بهمن
شده در هیکل هر دیو در جوش / چه بیژن پر از خون سیاوش
سنان در سینهٔ آن تیره کیشان / زبان می داد و دل می برد ازایشان
بهمن واوت که در زور آزمائی / بروے پهل گفتی سور بهائی
چو بکشادند تیر بے خطا را / بزاری گفت "هے هے تیر مارا"
ز خون گبرو مسلمان هر دو جهان / ز دین دیان و دیان دین * دیان
ملک غازی درین رزم ایستاده / سواران روے در غارت نهاده
که نا گاهان ز هندوے پر آشوب / یکے فوج کمین‌گه کرد بر کوب
هزار افزون براز سیه روے / برو سرخی ز خون خویش رو شوی
شد از غازی ملک بر چرخ تکبیر / ز گبر آواز ناراین هوا گیر
در آمد زان سپاه آن حملهٔ تیز / روان شد خنجر هندی بخون ریز

* ن : دی - ؟

زد آن فوج براو بر علمها ‏ بسی کلک علم ها شد قلم ها
علم هاے ملک غازی فرو خفت ‏ همه ماه علم شد با زمین جفت
تعالی الله ملک غازی چه دل داشت ‏ که با آن حمله جاے خویش نگذاشت
در آمد پیلک پیلک زبان تیز ‏ ازان دوزخ روان گشت آتش انگیز
همی غلطید هر کوهی ز کوه ‏ چو کنجشک از تفنگ زاغ از گروه *
ز زخم تیر در یک چشم زد گشت ‏ سفال و لعل فام از کشتگان دشت
ز هندو تیر زوبینی همی جست ‏ که در خارا نشیند لیک ننشست
بدان نیرو که هر ترک هنر بین ‏ همی زد تیر و رومی کرد زوبین
ازان هندو که جان هر یکی رفت ‏ فراوان کشته گشت و اندکی رفت
چو آن فوجی شکسته پیشتر راند ‏ ملک غازی گرے را پیش خود خواند
اشارت کرد با یک ماهی خاص ‏ برآورد کش ملایک خواند اخلاص
گرے چون کرد در نصب علم زور ‏ شد از نصب علم چشم بدان کور
سمک برداشت ماهی را علم دار ‏ ملک غازی ستاد آنجا علم وار
طلوع آفتاب از برج ماهی ‏ همی دادش نوید پادشاهی
دهل زن را هم اندر پیش خود جست † ‏ بفرمودش که شیند برفرس چست
بگفتش کاے تهی سینه دهل وار ‏ دهل پهلوے این پر دل نگهدار
نگر چون می زند فتحم بناموس ‏ بدین بانگ دهل بر آسمان کوس
چو من قادر شوم از بخت فیروز ‏ برین شب چهره گبران سیه روز
بمزد آنکه در جاے چنین تنگ ‏ دهل پیشم زدی در نوبت جنگ
ز بهر عیش روز و روزگارت ‏ دهل پر زرفشانم در کنارت

* غلوله - † ن : است -

بماهی دار هم گفت اندران تاب   که گرد آری تو ماهی هم برین آب
ترا زان پس که ساکن گردد این برق   میان تلکه چون ماهی کنم غرق
من و این ماهی و بانگ دهل پیش   کنم صد صف بکام ماهی خویش
صف از پیشم چو سیل همت شاخست   سوار آب و برگستوان باخته است
بدین سان چون سپهدار صف آرای   تن تنها علم را داشت بر پای
سواران پراگنده که دیدند   علم بر پا ز هر سو در رسیدند
رسید از یک طرف با صدق و اخلاص   بهاء الدوله خواهر زادهٔ خاص
ز دیگر سو ملک غازی بر آمد   ملک بهرام سوارے دیگر آمد
علی حیدر هم آمد حیدر آسا   دگر شیران پیکار اژدر آسا
گره بستند شد جمعیتے سخت   که فتحش زان گره بیرون دهد بخت
بهر جانب ملک غازی نظر کرد   که زان پس بر که باید رخش برگرد
ز یک سو دید فوجے محکم از دور   به پیشش نیمه پیدا نیمه مستور
سپاه انبوه و پیلے چند در پیش   مسلمان نیز ناوک زن چو بد کیش
بسے بالا بسے در شیب مانده   ز کوب حمله بے آسیب مانده
ملک پرسید کین لشکر کیانند   کز آشوب صف ما بے زیانند
چو پرسیدند سنبل بود و کافور   که گشتند از پئے مردی سقنقور
همان جا یوسف صوفی صف آرای   قوام جنگ را چون نیزه بر پای
ز هندو نیز با ایشان یکے فوج   چو خاشاکے که باشد هم ره موج
تغیر کرد باز آن را دران حال   که چون ماندند گبران فارغ البال
ملک با جمله صف خنجر بر آهخت   پس اندر حمله شد با جلدیے سخت
بسختی زد بران غوغاے انبوه   چو در روز قیامت کوه بر کوه

نیاورد آن سپه این حمله را تاب | همه گشتند هر سوے عنان تاب
برفتن هیچ مردے پس نمی دید | به پهلو جز پر کرگس نمی دید
تهی دل پیش پیش و پردل از پس | فتاده گرد پاده قناد بر خس
خدنگ موشگاف موشکافان | شده شانه شگافت پرگزافان
چو بشکست آن سپاه و رفت هر سوے | ملک آورده سوے اردگه روے
معارف دست در تاراج کم برد | بجز در سمت منزل راه نسپرد
ولیکن تهی * بے راه و کهوکر | مسلمانان هم افغانان منکر
بهر سو دست غارت بر کشادند | ز سر خود از کمر خنجر کشادند
مسلمان را بجانے گر امان بود | به بردند آب و آتش بد زجان بود
ز مومن نیز اگر کس دید عقدے | زوالے تیغ راندش بهر نقدے
فراوان نو مسلمانان مغل نیز | فرس برد از مسلمانان و هر چیز
و ایک آفت برائے هندوان بود | که کشته مرده زنده بے امان بود
همی راندند بر هندو بصد قهر | سنان و دهر چون بر دهریان دهر
سوار چغتوانان † می دروندند | زر و اسپ و جواهر می ربودند
فتاده گبر و مومن غول کرده | دهان زخم شان تنبول خورده
یکے از راوتان هار گهر برد | یکے از گوش گوش آویز زر برد
یکے بکشاد بازو بند یاقوت | یکے سلکے که شهرے را بود قوت
یکے عقدے ز مروارید بر یافت | یکے انگشترین نا مور یافت
یکے با رافهٔ شد هم ترازو | که عین الهره برد از موش بازو

* کرم خوردہ - صاف نهیں پڑها گیا - ممکن هے تهری (صحراے تهر بندہ کی قوم) مراد هو-
† کذا - غالباً چغتہ کی جمع بمعنی غربلا -

یکے زد تیغ و فتح آں در کشادش — کہ سبز آں زمرد سبز دادش
گروہے گوہر جاں داد برباد — گروہے را قضا گنج گہر داد
جہاں را دہر شد کائیں چنیں است — کہ ہرچہ اورا جگر ایں را نگین است
کسے کو پشت داد و پس نہ بیند — بغارت روے اورا کس نہ بیند
غرے با بزمثل زد در شبانی — کہ در غارت نباشد مہربانی
ملک غازی کہ ایں فتحش بر آمد — مرادے را کہ جست اندر برآمد
جبیں را کرد بر روے زمیں جاے — ز رخ درپیش منعم شد زمیں ساے
چو بود آں سجدۂ شکرش باخلاص — شدش سر بہر تاج مملکت خاص
کنوں کو یافت تاج پادشاہی — ہمیشہ تا جور دارش الہی

بشارت دادن اسباب شاہی و جہاں داری
دل غازی ملک را بہر مسند ز انجم و اختر

چو دولت مرد را بر سر نہد تاج — فتد ز آسیب او دشمن بتاراج
بہر فعلے کہ دستش یار گردد — ہر انگشتش کلید کار گردد
بہر منزل کہ جایش در خور آید — مراد از بام و کام از در درآید
بہ تعظیم آسماں بوسد جبینش — بسلطانی دہند ز انجم نگینش
ز تقدیر است چوں بینی بہ تمیز — خواص قابلیت در ہمہ چیز
یکے را کو بلندی بہرہ مند است — نیارد پست ماندن چوں بلند است
وگر کو آسمانش بہرہ پستی است — رہش با چاہ سوے زہر دستی است
بود گندم خرے بالا سرافراز — سر چلغوزہ گوید با فلک راز
بکوشش دیو جمشیدی نیابد — ستارہ نور خورشیدی نیابد

سرے کو را بود قسمت کلاهے   هوس بر تاج بردن نیست راهے
ازاں نقدے که می‌سنجند در غیب   بروزی پر شود نے از هوس جیب
نه هر فرقے سزاے چتر شاهی است   نه هر تن را لقب ظل الهی است
نه گوهر ز اهن هر دهره یابند   نه هر پیشانیه را مهره یابند
نه هر درے بر افسر جاے یابد   نه هر سر تاج ملک آراے یابد
نه هر پا چشم شاهاں کرد پامال   نه هر کس در کف پا دارد ایں خال
کف پاے شه غازی است آں بس   که شد خالش سواد چشم هر کس
چو بود آں خال ملکش در کف پاے   گرفت آں پا نگر بردید ها جاے
چو از چتر سهه آں بود نشانش   بفرق آں چتر شد سایه فشانش
کنوں بشنو که از نه چتر گردوں   چساں بر فرقش آمد چتر شبگوں
ملک غازی چو شد بر چتر فیروز   هماں جا بد بفیروزی همه روز
مبارک روز بخت مقبل خویش   شب آمد در مبارک منزل خویش
چو شب چتر سیاه خویش بکشاد   مه نو هم کلاه خویش بکشاد
دم باد از هماے چتر شب وام   ملک را بهر ملک آورد پیغام
که بسم‌الله در آ اے صاحب بخت   که هم تاجت مبارک باد و هم تخت
جهاں را ز اختر خود نور فوده   بیه برج بادشاهی شمع نو نه
فراواں منتظر بد مژده در چنگ   سرو پاے ترا ادلیل اورنگ
چو ملک دهر بگرفتی بپاے   هنوز ایں انتظار هر دو تاکے
در افشاں دور باش گوهریں ساز   بروں کرده زباں گوهر انداز
همی گوید علم هم پایهٔ چتر   تو بخش از روے خود پیرایهٔ چتر
علم هاے سیاه و لعل هر جاے   پراهنند ایستاده بر یکے پاے

که در دولت برین سو کی گرائی | که یابم از تو در دولت روائی
پگاه صبح شد نوبت بفریاد | که من هم خویشتن را می دهم یاد
بیا تا نوبتت چون نو زنند ساز | شود زین گنبد گردون پر آواز
همه شب باد می آورد ازین سان | پیام ساز سلطانی بسلطان
ملک در دل هوس را بند کرده | بسهل خویش را خرسند کرده
گرفته راه در اندیشهٔ خویش | همی زد باخود اندیشهٔ خویش
که من مرد صف آرای نبردم | بگرد مسند شاهی نگردم
کرا این سر که جوید کار عالم | نهد بر یک سر خود بار عالم
کسی کش ساخت چرخ از بهر این حال | کجا بیرون شود چرخش بدنبال

حکایت

شنیدم گوهری از سلک شاهی | بسوی ملک عقبی جست راهی
کشید از کار تاج و تخت دامان | ز شهر خود بسوی شد خرامان
درین بیگانه شهر آنچنان بود | که ناگه بخت باکس* همعنان بود
چو خالی گشتی از فرمان روا تخت | غریبی را رسیدی باری از بخت
چو دیدندی بسیمای کس این نور | بدو گشتی سرای ملک معمور
دران هنگام کان شهزادهٔ عصر | رسید آنجا همی شد بر در قصر
مگر † بیکار فرما بود گاهی | همی بایست در بایست شاهی
چو دیدندش بزرگان شکل شاهان | شدندش بهر تاج و تخت خواهان
ز رویش گرد ناکامی فشاندند | بشاهی بر سر تختش نشاندند

* ن : باکش - † : ن : مگر بیکار فرمان -

جوان چندان که گفت از ترک خود راز * به ترک اونگشت * اقبال دم ساز
رهائی چون نبود از خاصه و عام * پذیرفت آن عمل ناچار و ناکام
گزارد بخت خود را مقبل از دل * ولی نگزارد او را بخت مقبل
چنانکه اقبال و بخت این جهانگیر * شدش بهر جهان گیری عنان گیر
چنین صبحی که با جوزا بر آمد * کلم روشن که چون بالا بر آمد

دخول موکب غازی ملک در قصر سلطانی
چنانکه آید به برج خویشتن مهر ضیا گستر

چو صبح غره شعبان فرخ * نمود از تخت گاه آسمان رخ
بر آمد شاه انجم نور باران * چنان کز اوج مسند تاجداران
ملک باد سلیمان جست در پیش * سلیمان وار کردش موکب خویش
روان شد نرم نرم آن باد گل رنگ * بدار الملک شاهی کرده آهنگ
بر اختر سایه کرده اعلام منصور * که زان ماه علم جوزا برد نور
بناوک چشم بد را دوخته قوس * بنظاره همه حوران فردوس
خضر تسبیح گویان در دویدن * مسبح الصمد خوانان در دمیدن
دو سوی مملکت گهر سر افراز * کشیده صف دلیران صف† انداز
دوان در پیش صف پیلان نوگهر * ز آب تیغ و بادکین بزنجیر
غریدن کوس فتح آواز می داد * ز سر می برد هوش و باز می داد
دمامه نغمه هاے تازه می کرد * مهابت را بلند آوازه می کرد
دوال چاؤ شان چابک افگن * کشاده چابکان را چابک از تن

*ن: نگفت †ن: سر -

ز آواز نقیبان کز گزر دور
رمنده مردمان چون سایه از نور

کمان‌گیران پس و پیش عنان‌خاص
کمان‌کش گشته پیش رخش رقاص

کمان در مشت و حاضر دیده دوزان
ز پیکان شعلهٔ آتش فروزان

که گر پرنده بالا پر زدے تیز
شدے پر کم ز پیکان سبک خیز

سنانها برهنه پوشیده در کرد
که خورشید ازفروغش حربه می‌خورد

برهنه تیغ هاے آبگون هم
درون چرخ برق افگن برون هم

ز اردو خاص تا دروازه قصر
همه تیغ و سنان بد با شه عصر

بدین تر تیب در حفظ الهی
درون آمد بقصر پادشاهی

فرود آمد ز رخش وهم بران سطح
بجاے آورد حق را سجدهٔ فتح

پس‌انگه خواند با لطفے ز حد بیش
ملوک و میر باقی ماندهٔ پیش

دل هر یک بجان بخشی قوی کرد
دران بخشش نبی را پیروی کرد

برابر جمله را با خویش بنشاند
همه منشور کار خود فرو خواند

که من بودم یکے آواره* مردے
ز مهر و مه چشیده گرم و سردے

بلطفم شه جلال‌الدین مغفور
مقرب کرد نزدیک خود از دور

گرفته بر سرش تیغے چو الماس
به بیداری فراوان داشتم پاس

چو آں سلطان گیتی رفت در خواب
دلم گشت از دریغش در تب وتاب

بسان شمع می بودم درین سوز
که کے باشد شب شمع مرا روز

که ناگه صبح اقبال علائی
جهان را داد فیض روشنائی

ز بهر نور کار جان و تن را
دران پر تو فگندم خویشتن را

چو پیش مهر او گشتم هلالے
همی افزود هر روزم جمالے

---

* ن : آزاده -

کنون کین بدر من کامل جمال است   ازان آثار مهرم این کمال است
الغ خان کو برادر بود شه را   ازو افروختم چندے کله را
چو پاینده برحمت بود کارش   چه خدمت ها که کردم بنده وارش
چو او بگذشت گشتم باز یک چند   به پیش شه علاء الدین کمر بند
از انکه تا کنون کاینجا رسیدم   ازان شاهنشه والا رسیدم
چو بشنیدند گفتش نیک رایان   بگفتند انچه گفتن راست شایان
که چون سررشته خود بیرون فگندی   گهر از خویش بر غیرے چه بندی
چو می دانیم کز تیغ تو آن خاست   که زاید وصفش از نوک قلم راست
چو خان بر حصن رنتهنبور برتاخت   ز لشکر گرد گردش حلقه ساخت
بران شد رای کارد حمله چون باد   برد آن حلقهٔ آهن به پولاد
فرستاد از درون سو لشکرے سخت   چو سیل کوه کو غارت کند رخت
به لشکر گاه خان شورے در افتاد   چنان کین خلق در یک دیگر افتاد
ترا فرمود خان تا پیش رفتی   فزون از هم سران خویش رفتی
نمودی زان نمط جهد اندران جنگ   که بر آیندگان کردی جهان تنگ
بهنجارے سران را ره نمودی   که زان گردن کشان سرها ربودی
هم از شمشیر مومن پاک شد زنگ   هم از خونهاے کافر لعل شد سنگ
دو حصه کشته شد از لشکر راے   بصد حیله یکے شد باز بر جاے
ازان جا چون مظفر باز گشتی   بدست خان یکے شهباز گشتی
نشست آن کار زان گونه بیادش   که زان پرتو قوی گشت اعتقادش
گشاد کار اقبالت همان بود   طلوع صبح بختت زان زمان بود
چو او در عالم دیگر سفر کرد   امیدت سوے دیگر رخش بر کرد

شدے سلطانی اما چوں وفا بود — بسان * تغلق خانی بجا بود
میان بندگاں دولت اندیش — همی بودی برسم بندگی پیش
شه آں سوے که چوں تیرت فرستاد — رسیدی بر غرض باز آمدی شاد
دگر کافر چو سوے برن برتاخت — مسلماں را چو هندو برده می ساخت
ترا چوں شه فرستاد اندراں سوے — نماند مراندی ازخوں هاے شاں جوے
تمن ها چار بود و مهر هم چار — همه شهزادگاں ملک تاتار
چو با آں لشکر پر باز خوردی — بماند ک مزد کردی انچه کردی
ورت شد عزم بر اقبال مدبر — براں هم قدرتت بود از مقدر
دگر در رزم ترساق و علی بیگ — هم افکندی بسے سرهاے چوں دیگ
وگر بر جاش تهبو و کبک بود — هم از تو قتل گبراں یک به یک بود
دگر در بونبل † نزدیک دریا — صف کافر چو دریا شد مهیا
سپاهش یک تمن گبران قتال — زمیں دریا صفت زایشاں بزلزال
همیں مقدار راے بونبل هم — ز بار هندواں کرده زمیں خم
معظم تغلق غازی ترا نام — مغل هم نام تغلق داشت ز ایام
چو تو تغلق غزا را تیغ در دست — چو او تغلق بگیری ‡ تیر درشست
چو بهر نصرت دین است زورت — لکد بر فرق ایشاں کوفت بورت
نشاندی در دل گبراں سناں را — اسیر و بنده کردی همگناں را
ز راے بونبل هم بستدی مال — ز دریا هر چه باشد عبرهٔ $ سال
دگر بر جهدر و زیرک رسیدی — صف آں صفدراں هم تو دریدی
بریں سال هژده رزمت جا بجا بود — که در هر هژده فیروزی ترا بود

* ک : بشان - † بنوبل ؟ - ‡ ن : مگیرے - $ عبرة = محصول راه داری -

گر این هر یک مشرح باز گویند   به دفترها سخن را ساز جویند
هنوزت انتظارے بود در دل   که تا دیگر چه بخشد بخت مقبل
که فتح نوزده زاد از پس دیر   بجنگ اول دهلی شدی چیر
مصاف بهستم بود این که در جنگ   ز ملکے بستدی اقلیل و اورنگ
چو حیدر شهر یزدان رفت ازان پس   جز از بو مسلم آمد این قدر بس
ازان پس شکر یزدان را که تقدیر   برین دیبا چه نامه کرد تحریر
خداوندت که بے آزار می داشت   ترا از بهر چندین کارمی داشت
وگر نه کس بچندین قتل و خونریز   چه سان یابد خلاص از خنجر تیز
کنون کازاد ماندی زان بلا ها   بفرما خوان شاهی را صلا ها
برابر تخت چون هوشنگ و جمشید   به برج مملکت نو ساز خورشید
ملک گفتا که گفت من همان است   که تاج و تخت من تیر و کمان است
نه کار رزم باید سروران را   نه دل بے حمله ماند صفدران را
چو از لطف علائی روز تا روز   فروغ کار من شد گیتی افروز
مرا پاداش لطفش بود واجب   اداے حق انعام و مواجب
چو بشنیدم که کافر نعمتے شوم   بکفران نسل او را کرد معدوم
خلیفه قطب دین را با چنان بهر   که چون چشم خودش میداشت بر چهر
بزخم دشنه گبر آن را تلف کرد   متاعش گبرو مومن را علف کرد
بر اخلاف دگر هم تیغ خون راند   حرمها کشت و بعضے را برون راند
چنان باغی ز گبران شد بتاراج   کله گل مرغ برد و حلة دراج
حرم بشکست و حورے چند از انها   بخود خواند آشکارا و نهانها
دگر بعضے بگبران تبه داد   زحل را مه ته دان سیه داد

همان مرتد برادر خانخانان ملوث کرده چندین پاک جانان
بچشمم زین غضب تاریک شد دهر ز دود قصه من تیره شد شهر
نشستم تنگدل چون دردمندان گزیدم پشت دست خود بدندان
زدم از سوز چون آتش فغانی که شد بی‌شمع زان سان دودمانی
بران گلهای نوخیز دل افروز بسی بگریستم چون ابر نوروز
پس این غم با دل خود کردم آغاز که ای دل خانه از شادی بپرداز
که این قصه که رنج تازهٔ ماست فرو خوردن نه در اندازهٔ ماست
بزرگانی که پروردند ما را بصد تیمار غم خوردند ما را
سپه دادند و مهری و ولایت بهیبت بانگ کوس و نصب رایت
پس اندر عهد ما جمعی پریشان خلاف آرند بر اخلاف ایشان
روا باشد که ما را خون در اندام بماند خون شان ناکرده آشام
زهی سستی که ما را جان بسینه پس از ما میرد این آزار و کینه
چرا بازوی ما را زور کم گشت چرا پیکار ما را نیزه خم گشت
چه شد ما را که چون مردان نکوشم بمردی خون شان چون می ننوشم
شد این اندیشه ناچارم عنان گیر که گشتم در عدوسوزی سلطان گیر
وگر پرسی نه تنها این نیت بود که خون بی‌گناهان را دیت بود
عقابم بلکه گاه تیغ و تیرم سه نیت گشت محکم در ضمیرم
نخست آن‌که اندرین خاک خطرناک ز گرد کفر نور دین شود پاک
بکوشم بهر دین مصطفی را که از سر گردد اسلام آشکارا
دوم آنکه این همایون عرصه و بوم کشم از دست هند و زادهٔ شوم
کسی گر مانده باشد ز ارجمندان بلندان را دهم جای بلندان

سه نیکو آن که کافر نعمتی چند   چو نسل شاه را بنیاد بر کند
چنان شان سر زنم در که خواهی   که خون گرید بر ایشان تیغ شاهی
چنان ره را دهم از خون شان قوت   که خاکش لعل گردد سنگ یاقوت
نهفت چون بهر یزدان در سر آمد   به پاداش نیت کارم بر آمد
چو همت بود محکم همچو پولاد   کلیدے گشت و باب فتح بکشاد
چو کشتم بر سران خویش فیروز   من و تا عمر باقی شکر این روز
نمی جویم سریر کامکاری   جز از بهر غزا خنجر گزاری
ز نسل شاه مرحوم ار کسے ماند   بنامش باید این منشور نو خواند
ور از لوح جهان شد نام شان پاک   کسے هست از امیران خطر ناک
من و ز رشکه در بیرانه پوید   سریر شاهی آنکه هر که جوید
مرا دیبالپور من پسند است   دراین بیرانه نور من بسند است
بزرگان بر زمین سودند رخسار   ببوسیدند پایش را زمین وار
بعذر بندگی دادند پاسخ   که اے بر ملک دیوار تو فرخ
ترا زیبد کلاه پادشاهی   که مخصوص بتائید الهی
سزائے دیگرے بودے گر این تاج   بدو دادے قضا زین گونه معراج
قبائے را که دوران بهر آراست   ببالاے دگر کس کے شود راست
بطے کو طعمهٔ یارست در کام   بود زو دوده خواران را طمع خام
گوزنے را که شیر آورد در زیر   شغالان هم خورند اما چو شد سیر
فروغ تست این از ماه تابی   که از ذره نیاید آفتابی
چو ما هستیم در خدمت نگون سر   نگون سر کے سزا باشد بر افسر
نگون سر شب پرک شب ها به پرواز   سزاے تاج طاؤس سر افراز

همان وزنت وسود این نام و ناموس
که بستی برعلم پرهای طاؤس

چو یزدان این سرافرازی ترا داد
بافسر سرفرازی هم ترا داد

دگر ره گفت دارای جهانگیر
که من هستم کمین ساز و کمان‌گیر

که چون من صفدری جویم که جنگ
چگونه جایگه دارم بر اورنگ

من و فرق مغل و این تیغ کاری
شما دانید تاج و تاجداری

دگر ره مهتران خواهش نمودند
بسے کوشش بخواهش در فزودند

همی گفتند کاے از لطف جانی
عدو را مرگ و ما را زندگانی

شد از تیزاب تیغت کفر ویران
عمارت یافت عیش دین بدوران

مبادا جز تو کس فرمان ده ما
که هستی بعد جان ده جان‌ده ما

چو یکبار از تو جان بخشوده بردیم
نه بخشد گر دگر جان بخش مردیم

درین صورت تو ما را جان پاکی
مکن این زندگان را باز خاکی

دگر ره گفت ملک‌آرائے جان‌بخش
که جان‌بخشد خداوند جهان‌بخش

نه من غافلم که زین گفتار رنگین
کنم بے صبر وسلک این کار سنگین

اگر من خواهم این ملک از خود آراست
گمان مردمان خواهد شدن راست

که نے من بهر دین و کین زدم تیغ
بکار خود بر آمد برقم از میغ

درین نقش غرض پروردهٔ من
همه نا کرده گردد کردهٔ من

پس آن بهتر که من زین سر بتابم
بسوے چارهٔ دیگر شتابم

چو من بودن درین کار اندر آیم
بگردد کار دلها کے بر آیم

شبانی کش ستم بر بز گمارند
بدیه از ده رمه یک بز نیارند

دگر باره خردمندان باخلاص
درون دادند گوهرها چو غواص

که این کارے که از دستت بر آمد | نه مردم «کاسمان»* را هم بر آمد
کسے کو جز تو خواهد رفعت برتخت | گرفتم حالیت پوزش کند سخت
چو بیند این دلیری هم ملالت | چگونه خسپد ایمن از سلامت
دران کوشش نماید چار و ناچار | که از باطن خود برچیند این خار
حدیث رزم بو مسلم نهان نیست | که تا اکنون چگونه درجهان نیست
خلافت را سزا بود ارچه در زور | بزور افگند خود را دور ازین شور
بجعفر داد تدبیر خلافت | همان تدبیر او شد بر وے آفت
دل جعفر روان در خونش آویخت | چو آب جعفر ازوے خون برون ریخت
ملک را گرچه خامی بود ازان جوش | فروهشت اندرین پخته سخن گوش
درین اندیشه باخود کار می پخت | که پخته دیگر بار می پخت
که ناگه گشت پیدا پیشش از دور | سه چتر ملک چون سه پارهٔ نور
چو آمد بر سران سه ابر در بار | ملک سرکرد خم چون شاخ پر بار
بسے بگریست برشاهان بصد مهر | که بود نه این فلک ها را مه و مهر
پس از سه ماه یاد آورد و دریافت | ازان خوابے که سه شاهش بسر تافت
بدل دانست کاکنون جاے رد نیست | حذر از بخشش یزدان خود نیست
عنان کار در دست قضا داد | ضرورت در چنین کارے رضا داد
همان روزے که چندین ماجرا بود | ز چرخش بانگ بر مسند برآبود

جلوس شه غیاث الدین و دنیا تغلق غازی
فراز تخت سلطانی چو افریدون و اسکندر

* مردم کاسماں یعنی آسماں جیسے افراد-

مبارک روز شنبه گاه پیشین … که هنگام است با انوار پیش این
جهان از چشمهٔ خود روی شسته … که و مه سبحه و سجاده جسته
موذن قامت خود برکشیده … جماعت صف بمسجد برکشیده
ممالک گیر سلطان جهان بخت … دران ساعت برآمد بر سر تخت
سریر آراست ماه و آفتابش … نیابت دین و دنیا شد خطابش
ملایک جمله گفتندش همانکه … دعاء خلد الرحمن ملکه
خروش کوس گیتی را خبر کرد … دل بدخواه را زیر و زبر کرد
موافق ریخت گوهرها ز حد بیش … مخالف هم ولیک از دیدهٔ خویش
فلک شادی بدوران و زمان داد … جهان را مژدهٔ امن و امان داد
دگر پرسی ز طالع طالع قوس … که زان طالع جهانی گشت فردوس
شده مریخ ناوک زن کمان گیر … که بر جان بد اندیشان زند تیر
کمان ملک را بخشد بلندی … ببازوی شه آرد زورمندی
ببر برجیس برج آرائے گشته … به بیت المال مال اجزائے گشته
که مال هفت کشور سنج برسنج … رساند در خزینه گنج در گنج
بسیوم خانه زایر مشتری وش … شده دلو لها لب را رسن کش
دلهاش آن بود کز چرخ دولاب … بفر دیگان و خویشانش دهد آب
زحل در پرده و ناظر به تثلیث … ز مهر و دوستی چون نوح با شیث
چو آن سیاره بالا و بلند است … بلندی ذوی شاه ارجمند است
ز مستی شهر گیرے زهرهٔ سعد … نهاده شهر را زنجیرے از جعد
بتثلیث از نهم * او هم نظر دار … بشش صفت و از هر سو خبردار

* ممکن هے که یه لفظ "ادهم" خانے کے معنی مین هو۔

بعاشر قرصهٔ خور بالحقیقه — که دادش خوشهٔ گندم دقیقه
دلیلش این که کار ملک جمشید — شود پخته باتشهای خورشید
سران مملکت فرمان پذیرند — بفرمان هم زیند و هم بمیرند
عطارد نیز در عاشر طرب یاب — بخوشه کرده در بیت الشرف خواب
شود زان تیر و کار رائے و تدبیر — ز بهر بخت شاهی راست چون تیر
قمر در عقرب و خانه ده و دو — عدو را نیش عقرب زد به پهلو
* سنان سازد قمر نیش چنان را — زند در چشم بد خواه آن سنان را
ازین طالع زمانه دارد امید — که دایم ماند این تابنده خورشید

حدیث مرتد مدبر که چون بودش گرفتاری
وزان پس کشته گشتن بعد رسوائی بشهر اندر

چو ناصر گشت بی نصرت ز تقدیر — خله کرد از سنان و تیر چون تیر
برادر شد جدا زو مرتد شوم — بهر گوشه خزان می گشت چون بوم
در آمد در سرائے با رخ زرد — وزو زردی بهر دیوار اثر کرد
ز رنگ زعفران گونش پیاپے — در و دیوار می زد خنده بر وے
بران گو نه وے از اندیشهٔ جان — چو جان می گشت و چون اندیشه پنهان
درین حال انچنان بر گشته حالے — نهانے یافت جاے کاه زالے
دران ویرانه آن ویران درون رفت — برهنه هم چو ماران سرنگون رفت
چو لشکرها ز کشتن باز پرداخت — سوارے چند ناگه آن طرف تاخت†
نهانے ‡ هر کسے شان را سپر داد — که نتوان خانه خر را گرچه در داد

* کذا - مشکوک - † ن: باخت - ‡ کذا - مشکوک -

و لیک این جا است زالی پرزدستان   که گر سی مرغ می جوئیش هست آن
وگر مرغیش در دام او فتاده است   چو سی مرغش بکنجی جای داده است
رود گر رستمی در کنج آن زال   شود صید وی آن سی مرغ بی بال
ازیشان رستمی بر زال بشتافت   چو سی مرغی بکنج آن مرغ را یافت
چو نیکوش از شناسائی نظر کرد   شتابان رفت الغ خان را خبر کرد
که جایی هست مرتد خانخانان   سر اندر کش زبیم تیغ رانان
شب این روشن شد و خان رفت که را   وزان تاریک روشن کرد شه را
سواری چند رفت از پیش در حال   کشیدندش ز معدنت خانهٔ زال
رسانیدند در دم پیش خانش   برحمت داد خان اول زبانش
که شاهنشاه ما چون هست جان بخش   به بخشد جان و مالی از جهان بخش
جهان بخشی چو دل دادش زمانی   روان کردش بسوی شیر والی
چنان فرمان شد از فرمان ده دهر   که با خویشش برد خان* جانب شهر
بگردانند در شهرش بخواری   که این باشد حق ناحق گزاری
بفرمان خان اعظم عزم آن کرد   که راند بروی آنچه او باکسان کرد
چو او آلودهٔ دامن هائی مستور   ز ستر پاک دامانان دهی دور
سبک پردهٔ ز کارش بر فکندند   بمجزش دامنی بر سر فکندند
خود این شه راحق آن شاه انگلی داد   که بر سر هائی شاهان دامنی داد
پس آنگه خان اعظم سرور دهر   ز بهر گشت شهرش برد در شهر
بگردانیدش از هر شاه راهی   پر از نظارگی هر راه شاهی
بشوریده همه دهلی زن و مرد   بحیرانی درو نظاره می کرد

* ن : جان —

گزان دست تعجب را دران شور
ازان فتح و ازان نصر و ازان زور

نگون سر مرتد رسوا دران گشت
زمین را سایهٔ او بی کران گشت

ز گشت شهر چون بر دند بازش
ز گشت آن جهان گفتند رازش

بنای کفر کفران بر فگندند
چو در پیش خیالش سر فگندند

روان شد خون که کشتن چو جویش
که شوید گرد رسوائی ز رویش

بهان می‌کرد خونش از چهره شوئی
که مرتد را چنین به سرخروئی

پس از خاکش بخواری در کشیدند
نگونسارش بکنگر بر کشیدند

بلندی چون بجوید کس به هنگام
بلندیش این چنین باشد بفر جام

شه مارا بلندی باد جاوید
که درخورشد بلندی را چو خورشید

گرفتاری خسرو از الغ خان مخالف کش
چو مرغی شوم کش بازی کند صید از برای خور

بکار مرد چندانی بود نور
که نبود پرتو اقبال ازو دور

چو رفت آئینهٔ بخت از نمودار
همه بر عکس گردد صورت کار

اگر گوهر بدست آرد شود سنگ
دگر آئینه بیند گیردش زنگ

زر نقدش بدامن خاک گردد
حریرش زیر پا خاشاک گردد

فرس گر پیشتر راند فتد پس
وگر بر دست گیرد گل شود خس

اگر خنجر کشد بر خصم خونریز
سر خود را برد زان خنجر تیز

گریزد مرغ جوشیده ز نانش
پرد مرغابی بریان ز خوانش

بد آموزی کنندش نیک رایان
ز پهلویش گریزند آشنایان

رمه گرگان رهانند از سپاهش
فرس دزدان برند از پایگاهش

چنان کش پیش بر پیش آید آسان کنندش باز کم کم هم بر آنسان
ز دور روزگار است این کم و بیش که آرد هر دم آئینی دگر پیش
تو نشناسی طریق دهر قتال مگر آنکه که خواندم بر تو این حال
که خسرو خان کافر نعمت خس چو از غازی ملک بگریخت واپس
چه سان شد ز اختر گردنده حالش چگونه کرد گیتی پایمالش
چو او از پیش شاهنشاه غازی شکست و کرد راه چاره سازی
برابر بود کافر نعمتی چند براو نیز چندی سخت پیوند
فرس را هر طرف لختی عنان گیر خیالش مژدهٔ تیر و سنان گیر
عنان هر سو که می پیچید جانش اجل می داد پیچش در عنانش
دران پیچاک جانش امکان نشد هیچ که زان پیچ بلا گردد عنان پیچ
چو گم ره بود ره را نیز گم کرد سوار گمرهش نیز اشتلم کرد
جدا گشتند ازان گمره خسی چند خس گمره چه گویم ناکسی چند
چو آن گمراه ماند از همرهان دور بره جوی کشاد از چشم بی نور
خزان در رفت در ویرانه باغی نهاد از سوز در هر لاله داغی
گهی ماند و گهی رفت و گه افتاد چو برگی در خزان از جنبش باد
خبر بردند پیش شاه منصور که در باغی است باقی مانده مهجور
اشارت کرد الغ خان را شهنشاه که گردد باد سوی آن چمن گاه
شتابان گشت الغ خان عدو سوز بسوی آن چمن چون باد نوروز
خزان* دیده درختی دیده کنده سپهر از برگ و بارش بر فکنده
رمیده بلبلان گلشن از وی دمیده نو بهار گلخن از وی

* یعنی ایک خزاں دیدہ درخت کو اُس نے اکھڑا ہوا دیکھا —

شده زو پر مغیلان باغ نسرین / بنسرینش نشسته گرد نفرین
ز بهر خونش زاغان خوز کرده / کلاغان نوکها را تیز کرده
ازین سو تیغ بیرون کرده سوسن / وزان سو خار پروے رانده توسن
ز بیم دیدن روبهش دران باب / به بسته چشم هاے خویش را آب
الغ خان چون چنان بیچاره دیدش / نوازش کرده چون دل پاره دیدش
که مندیش ارچه تو در خورد آنی / که از تهمت رسد لطف زبانی
ولے شه مکرم است و مهربان هم / بخواهد جانت بخشید و جهان هم
بگفت این و نوازش کرده در حال / روان کردش بسوے شاه عدو مال
چو آن برگشته روز آمد بدرگاه / زمین بوسید پیش مسند شاه
شهش گفت اے ستم کار جفا کیش / چرا کردی جفا بر منعم خویش
وبت کرده از عزیزی دو جگر جائے / تو بفشردی روان در خون او پاے
جواب این داد کافر نعمت شوم / که حالم همگنان راهست معلوم
اگر نا رفتنی بر من برفتے / ز من نا آمدے و این فن برفتے
قلم چون رفته بد کاین ز آید از من / و زو آن آید و این آید از من
قلم تا چار حرف خود برون داد / نه این تهمت زمن بلکه از قلم زاد
چنان کو حرف شمشیر از قلم خورد / مرا هم حرف او خواهد قلم کرد
قلم آسود نتوان پیش ازین گفت / که حرف از خط نخوزد چون قلم خفت
دگر ره گفت شاهنشاه آفاق / که اے با فتنه جفت و با بلا طاق
چرا کشتی دگر شهزادگان را / تو بنده سرزدی آزادگان را
بزاری باز پاسخ داد خون ریز / که آنجا من نراندم * خنجر تیز

* ن : ندانم –

ولیکن شد پریشان در زبونی ‌ ‌ زبان بدسگالان تیغ خونی
همی گفتند ازین راه خطرناک ‌ ‌ بباید خار کندن تا شود پاک
دگر گفتش چو تو والی پرستی ‌ ‌ چرا خود بر سر مسند نشستی
بگفتا رائی من هم داشت آهنگ ‌ ‌ که یک شهزاده را شانم بر اورنگ
ولیکن مصلحت بیمان بد رای ‌ ‌ شدند اخلاص بد را کار فرمای
که چون سلطان نشان باشی تو در پیش ‌ ‌ بود سلطان نشان را خطرهٔ * بیش
به تخت مملکت خود کن قیاچست ‌ ‌ که دیگر هر که شیند دشمن تست
ضرورت چون در آمد یاری بخت ‌ ‌ ز بیم سر نهادم پای بر تخت
دگر گفتش که چون کردی بسر تاج ‌ ‌ چرا آهنگ من کردی بتاراج
فرستادی همه لشکر بسویم ‌ ‌ که یک رویه زند تیغ دو رویم
بگفتا روشنم بود این سراسر ‌ ‌ که کس باتو نیارد شد برابر
کنم سوئی تو ر اقلیمی ز عالم ‌ ‌ کشاده بند همت هم تا بهالم
ولیک این گفت ایشان آب من برد ‌ ‌ که باید زود برگشت آتش خرد
کنون کز من ستد یزدان ترا داد ‌ ‌ علی رغم من این دولت قراباد
همین † جان بخش و دیهی ده ‌ ‌ که گرده جانم آزاد از رهی ده
که عالم از پئی شاماخ و کوری ‌ ‌ ز شور خاک شان در خاک شوری
نخواهم گندم سلطان ضائع ‌ ‌ بکوری گردم از دو دیده قانع
شهش گفتا که سهل است این توان کرد ‌ ‌ ولی چون باتو ترک کین توان کرد
چو باتو کار بهر دین و کین است ‌ ‌ بباید کرد کین کاین کار دین است
چو چندین جان که در خور بد زیان را ‌ ‌ بهٔ بخشیدم همه اسلامیان را

* ن : خطر هر - † کذا - نامفهوم -

شود حمل ار کنم جانت هم آزاد / که چادبن فتنه نے از تو ز من زاد
پس از اسلام دور افتاده باشم / رضا در کفر و کفران داده باشم
فتد در خاک هر گردے که خوردم / رود برباد هر جهدے که کردم
بزرگانے که بهر کین ایشان / کمر بستم بسان خوب کیشان
قصاص خون اگر بر تو نرانم * / ز روح پاک شان شرمنده مانم
برو سر نه چو آتش در ته تیغ / که می باید نهادن سرته تیغ
بگفت این و اشارت کرد در حال / که کردندش روان مردان قتال
همان جائے که بر سلطان مبارک / مخالف راند شمشیر هلاک
سر آن نا مبارک هم بدان جائے / چو تیغ آسمان گون شد زمین سائے
فرو بردند و افگندند در صحن / که تا پامال شد چون دانه در طحن
بنظاره عوام و خاصه و میر / همی گفتند کا حسنت اے جهانگیر

* ن : ندانم -

(ترک صفحه آخر :- زهے)

صحت نامہ

یاد داشت :—

کتاب کے حواشی میں ,,ن,, سے نسخۂ حبیب گنج ۔
,,ق ر,, سے قیاس مولوی رشید احمد ۔
,,ك,, سے کاتب الحروف (سیدھاشمی) کا قیاس مراد ھے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	خزائن الفتوح	مفتاح الفتوح
۳	آخری	عبرت	عبارت
۴	۱۶	،	تھا
۱۵	۱۲	تاریخی مثنوی	تاریخ
۲۰	۷	دیپال پورا	دیپال پور
۴۴	۶	بھکا	بھاگا
۴۸	۲	بڑھا	بڑھ
۵۳	۲۰	قلعۂ گبران	قلع گبران ، نے ۔
٦٦	۱۷	سرساك	شرمناك
٦۹	۱٦	۰	کہ
۷۱	۱۵	۱۹۲۰	۲۹۲۰
۷۷	۱۹	عشقیه	عشیقه
۷۸	۱	,,	,,
۹۱	۲۰	نام	نام سے
۹۳	۷	ماشاء	ماشاءالله

متن مثنوی

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۲۲	حاشیه	×	× ن
۲۳	۹	مود	مرد
۲۴	۱۴	میهماں	میهمانی
۲۴	حاشیه	۱۹ ۲۰	۱۹ وین ۲۰
۳۱	حاشیه	ك : ن	ك : كن
۴۴	۲	بسپرده	بسپرد
۴۶	۱۱	بکبارگی	یکبارگی
۵۱	۴	گدد	گردد
،،	۱۶	چه بای	چه می بافی
۵۴	۱۲	قطع	قلع
۵۷	۶	شمشیم	شمشیر
،،	۱۱	سرے	سوئے
،،	۱۵	هو یك ـ ربرد	هر یك ـ ریزد
۵۸	۴	غرا	غزا
،،	۱۶	دگر	وگر
۶۰	۱۲	بیداری	بیدرائے
۶۴	۱۵	گویا	گو با
۶۷	۶	درین	ور این
۷۳	۴	یابد	پا بر
۷۷	۴	کاری	کارے
،،	،،	بیداری	بیدار
،،	۷	کفند	گفتند
۸۱	۶	احتر	اختر
۸۲	۱۱	مستن	بستن
۸۸	۱۸	سو	سر
۹۱	۱	قباش	تابش
۹۴	۱۲	تند و تند	تیز و تند
،،	۱۹	ستاره	ستاده
۹۵	حاشیه	سپدن	سپردن
۹۷	۴	زردی زد	به زردی زد
۹۹	۷	دو	در
،،	۱۲	،،	،،
۱۰۰	۱۳	زربی	زرین
۱۰۲	۱۳	بنائے	برائے
،،	۱۷	درمند	زورمند
۱۰۶	۱۳	نجم	زنجم
۱۰۷	۱	و	ز
۱۱۳	۵	بران	بر آن
،،	۶	فشاندند	فشاندن
۱۱۵	۱۸	هر پیکش †	هر بپاکش
۱۱۸	۶	گاه	به گاه
۱۲۹	۵	ز کوه	ز کوهے
،،	،،	کروه	کروهے
۱۳۸	حاشیه	‡ ن	‡ ك
۱۴۷	۱۳	اجزائے	افزائے
۱۴۴	۱۴	دگر	وگر
،،	۱۶	بس	پس